بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب میں خلفائے راشدین کے بارے میں تین طرح کے مضامین شامل ہیں: (1)۔ چاروں خلفائے راشدین کے احوال اور مناقب۔ (2)۔ چاروں خلفائے راشدین کے خصائص۔ (3)۔ نعرۂ تحقیق حق چار یار کا جواز۔ منقولات کی صحت اور تخریج کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔

زَادُ الْعَارِفِيْنَ مِنْ اَحْوَالِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں **غلام رسول قاسمی** قادری نقشبندی

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

0303-4367413

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: زادالعارفین من احوال الخلفاء الراشدین

مصنف: شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

کمپوزنگ: طارق سعید، محمد کاشف سلیم، محمد عمران قادری

صفحات: 200

قیمت:

بارِاول: تعداد-/1100 ستمبر 2022ء

بارِدوم: تعداد-/4000 جنوری 2025ء

ناشر: رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

0303-4367413

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆......☆......فہرستِ مضامین......☆......☆

باب اول: کتاب الخصائص ____________ 11

مقدمہ ____________ 12

خصائص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ____________ 14

آیاتِ قرآنی ____________ 14

احادیثِ نبوی ____________ 19

خصائص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ____________ 60

خصائص سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ____________ 74

خصائص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ____________ 84

باب دوم: کتاب المناقب ____________ 99

البحر العمیق فی مناقب الصدیق ____________ 100

نام ونسب ____________ 100

قبولِ اسلام ____________ 100

امت میں سب سے افضل ____________ 100

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت ____________ 104

صدیقی سلاسلِ طریقت ____________ 106

(1)۔نقشبندی سلسلہ ____________ 106

(2)۔چشتی سلسلہ میں صدیقی فیضان ____________ 107

(3)۔تمام سلاسل میں صدیقی فیض ____________ 108

Islam The World Religion

(4)۔حواری سلسلہ ______ 108

کراماتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ______ 110

خلافت ______ 112

زمانہِ خلافت کے اہم کارنامے ______ 113

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روافض کی کتابوں سے ______ 115

صدیق ماننا ______ 115

شہزادی پاک اور سیدنا علی علیہما الرضوان کے نکاح کی تجویز ______ 116

سیدنا علی نے صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھی ______ 116

سیدنا علی نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت فرمائی ______ 116

صدیق اکبر کی شان میں سیدنا علی کے ارشادات ______ 117

شہزادئ رسول صلی اللہ علیہا وسلم کا وصال، غسل اور جنازہ ______ 119

وفات ______ 120

ازواج واولاد ______ 120

(1)۔حضرت قتلہ سے اولاد ______ 120

(2)۔ حضرت اُم رومان بنت حارث سے اولاد ______ 121

(3)۔حضرت اسماء بنت عمیس سے اولاد ______ 121

(4)۔حضرت حبیبہ بنت خارجہ سے اولاد ______ 121

معدن الدرر فی مناقب عمر ______ 122

نام ونسب ______ 122

ایمان لانے کا واقعہ ______ 122

مناقبِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ______ 123

موافقاتِ عمر رضی اللہ عنہ ______ 125

صحابہ وتابعین کے اقوال ______ 126

امام الاولیاء فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ______ 127

علمِ ظاہر و باطن کا جامع ______ 127

Islam The World Religion

کتاب وسنت کا اتباع ____ 129
ادبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ____ 132
غیرت بھی قربان ____ 132
نفس کی مخالفت ____ 133
دنیا سے بے رغبتی اور قناعت ____ 134
عدمِ تصنع اور لوگوں کی ملامت سے بے نیازی ____ 135
توکل اور رضا ____ 135
کن فیکون کی طاقت اور تصرف ____ 136
معاصرین کی اصلاح اور تربیت ____ 138
فاروقی سلاسل طریقت ____ 141
کراماتِ عمر رضی اللہ عنہ ____ 142
خلافت ____ 144
زمانہِ خلافت کے اہم کارنامے اور فتوحات ____ 144
جنگِ نمارق ____ 144
جنگِ جسر ____ 144
معرکہ بویب ____ 145
قادسیہ کی جنگ ____ 145
فتح مدائن ____ 145
جنگ جلولا ____ 145
خوزستان کی فتح ____ 145
معرکہ نہاوند ____ 145
شام کی فتوحات ____ 146
معرکہ یرموک ____ 146
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی ____ 146
بیت المقدس کی فتح ____ 147

Islam The World Religion

مصر کی فتح 147

سکندریہ کی فتح 147

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نمایاں دینی خدمات 147

شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ روافض کی کتابوں میں 149

شہادت 150

ازواج واولاد 152

(1)۔حضرت زینب بنت مظعون سے اولاد 152

(2)۔سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے اولاد 152

(3)۔اُم کلثوم جمیلہ بنت عاصم 153

(4)۔حضرت ملیکہ بنت جرول سے اولاد 153

(5)۔حضرت لہیہ سے اولاد (ام ولد تھیں) 153

(6)۔حضرت عاتکہ بنت زید سے اولاد 153

(7)۔حضرت اُم حکیم بنت حارث سے اولاد 153

(8)۔حضرت فکیہہ سے اولاد 153

افضل الختنین عثمان ذوالنورین 154

نام ونسب 154

قبولِ اسلام 154

مناقبِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ 154

امامِ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت 155

عثمانی سلاسلِ طریقت 156

انتخاب بطورِ خلیفہ 157

دورِ خلافت میں فتوحات 158

سکندریہ میں بغاوت 158

آرمینیا کوچک کی فتح 158

Islam The World Religion

ایشیائے کوچک کی فتح ____ 159
طرابلس کی فتح ____ 159
قبرص کی فتح ____ 159
ایران کی بغاوت اور فارس پر قبضہ ____ 160
طبرستان ____ 160
خراسان، طخارستان، کرمان، سیستان اور کابل کی فتوحات ____ 160
آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور اسکے اسباب ____ 160
شانِ عثمان غنی روافض کی کتابوں سے ____ 162
آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ____ 163
ازواج واولاد ____ 167
(1)۔حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ..... ____ 167
(2)۔حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ الکریم صلی اللہ علیہا وسلم ____ 168
(3)۔حضرت فاختہ بنت غزوان سے اولاد ____ 168
(4)۔بنتِ جندب سے اولاد ____ 168
(5)۔حضرت فاطمہ بنت ولید سے اولاد ____ 168
(6)۔حضرت اُم البنین سے اولاد ____ 168
(7)۔حضرت رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے اولاد ____ 168
(8)۔حضرت نائلہ بنت فرافصہ سے اولاد ____ 168
(9)۔اُم ولد سے اولاد ____ 168
بذل القویٰ فی مناقب المرتضیٰ ____ 169
نام ونسب ____ 169
قبولِ اسلام ____ 170
مناقبِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ____ 170
آپ کی شان میں من گھڑت احادیث ____ 172

Islam The World Religion

علمی کارنامے ____ 173
امامِ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت ____ 176
علوی سلاسل طریقت ____ 176
کرامات ____ 177
خلافت ____ 177
زمانہ خلافت کے حالات ____ 178
شہادت ____ 180
ازواج واولاد ____ 181
(1)۔سیدہ فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ ____ 181
(2)۔حضرت خولہ بنت ایاس بن جعفر الحنفیہ سے اولاد ____ 182
(3)۔حضرت لیلیٰ بنت معوذ سے اولاد ____ 182
(4)۔حضرت اُم البنین بنت حزام سے اولاد ____ 182
(5)۔حضرت اُم ولد سے اولاد ____ 182
(6)۔حضرت اسماء بنت عمیس سے اولاد ____ 182
(7)۔حضرت اُم حبیب الصہباء سے اولاد ____ 182
(8)۔بنت ابی العاص سے اولاد ____ 182
(9)۔اُم سعد بنت عروہ بن مسعود سے اولاد ____ 182

باب سوم: حُسنِ توفیق در اثباتِ نعرہِ تحقیق ____ 183

خلفائے اربعہ قرآن میں ____ 184
خلفائے اربعہ احادیث میں ____ 186
نہج البلاغہ سے واضح تائید ____ 189
خلفاء کے اربعہ ہونے پر امت کا اجماع ____ 190
علماء کے اقوال ____ 190
صوفیاء کے اقوال ____ 192

Islam The World Religion

چار کا انکار خوارج نے کیا تھا ________ 195

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی چوتھے نمبر پر خلافت حق ہے حق ہے ________ 196

خلفائے اربعہ اہل سنت کی پہچان ________ 197

اباحتِ اصلیہ کے قاعدے سے نعرہِ تحقیق کا جواز ________ 197

حصر کے اعتراض کا جواب ________ 198

حضرت مولانا عطاء محمد صاحب بندیالوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ________ 199

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کو عظیم ترین کامیابیوں سے نوازا۔ آپ ﷺ کی کامیابی کا سب سے بڑا ثبوت وہ افراد ہیں جو نبی کریم ﷺ نے تیار فرمائے اور ان کے ذریعے سے دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیا۔

اسی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم فرماتا ہے:

وہی وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی کافروں کے لیے مصیبت اور آپس میں محبت کے پیکر ہیں (الفتح:29)۔

تیرے در سے نکلے جواں کیسے کیسے
بسائے انہوں نے جہاں کیسے کیسے
ابوبکر ، فاروق ، عثمان و حیدر
سمندر اُٹھے بے کراں کیسے کیسے

انہی چار ہستیوں کو خلفائے راشدین، خلفائے اربعہ، ائمہ اربعہ اور چار یار کہا جاتا ہے۔ ان کی عظمت کا اعتراف نبی کریم ﷺ کی کامیابی کا اعتراف ہے اور ان کی مخالفت نبی کریم ﷺ کی کامیابی کا انکار ہے۔

یہ کتاب نبی کریم ﷺ کی اسی عظمت کا اعتراف اور اس کی تفصیل ہے۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

باب اول:

کتاب الخصائص

Islam The World Religion

مقدمہ

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی رضی اللہ عنہم کو اللہ کریم جل جلالہ نے الگ شان اور خصوصیت عطا فرمائی ہے۔ اس گلستان کے ہر پھول کا اپنا رنگ اور اپنی خوشبو ہے۔ مثلاً: سیدنا جعفر ذوالجناحین ہیں (بخاری: ۳۷۰۹)۔ حضرت خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں جنہوں نے ایک جنگ میں سات تلواریں توڑ دیں (بخاری: ۴۲۶۵)۔ حضرت سعد سب سے پہلے تیر انداز ہیں (بخاری: ۴۳۲۶)۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح اَمِیْنُ الْاُمَّۃِ ہیں جیسا امین ہونے کا حق ہے (بخاری: ۴۳۸۰)۔ ابوہریرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور انہیں حافظہ عطا ہوا ہے (بخاری: ۱۱۸، ۱۱۹)۔ حضرت حذیفہ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللہ ﷺ ہیں جس راز کو ان کے سواء کوئی نہیں جانتا (بخاری: ۳۷۶۱)۔ حضرت زید بن حارث واحد صحابی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہے۔ فاروقِ اعظم محدَّثِ امت ہیں جنہیں دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیتا ہے (بخاری: ۳۴۶۹)۔ ذوالنورین ہونے کا اعزاز صرف سیدنا عثمانِ غنی کو حاصل ہے۔ عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جدِ امجد ہونے کا اعزاز صرف سیدنا علی کریم کو حاصل ہے۔ لختِ جگر ہونے کا اعزاز تمام شہزادے، شہزادیوں، حسنین کریمین اور سیدنا محسن کو حاصل ہے رضی اللہ عنہم۔

جو بات لفظی طور پر کسی صحابی کے بارے میں بطورِ خاص وارد ہوئی ہے مگر مفہوماً وہی بات دوسرے صحابہ میں بھی پائی جاتی ہو تو اسے اس صحابی کا مطلق خاصہ قرار نہیں دیا جاتا بلکہ اسے تخصیص فی الذکر کہتے ہیں۔ مثلاً: اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ کے الفاظ صرف سیدنا صدیق اکبر کے لیے وارد ہوئے ہیں اور آپ کی صحابیت کا انکار نصِ قطعی کے انکار کی وجہ سے کفر ہے۔ مگر جہاں تک نفسِ صحابیت کا تعلق ہے تو یہ بات ہر صحابی میں ثابت ہے لہٰذا اسے سیدنا صدیق اکبر کا مطلق خاصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امیر حمزہ کو سید الشہداء قرار دیا ہے (مستدرک حاکم: ۴۹۶۳)۔ مگر ہم عموماً سیدنا امام حسین کو سید الشہداء کہتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امیر حمزہ کو شیرِ خدا قرار دیا ہے (مستدرکِ حاکم: 4943، اصولِ کافی: 597)، جب کہ یہی خوبی دوسرے

Islam The World Religion

صحابہ میں بھی مفہوماً پائی جاتی ہے، لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شیرِ خدا کہنا بھی درست ہے۔ سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کو باب العلم فرمایا گیا ہے مگر یہی خوبی تمام صحابہ میں مفہوماً پائی جاتی ہے، لہٰذا دوسرے تمام صحابہ بھی علم وحکمت کے دروازے ہیں، ان میں سے ابوبکر وعثمان نے قرآن جمع کیا، کئی صحابہ نے ہزاروں حدیثیں روایت کیں اور سیدنا ابو ہریرہ نے سب سے زیادہ حدیثیں روایت کیں جَمِیْعُ الصَّحَابَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاَبْوَابِ (مرقاۃ ۱۱ / ۳۴۵، سبع سنابل صفحہ 17)۔

یہی دین کی وہ سمجھ ہے جسے فقہِ اکبر کہا جاتا ہے، فقیہ لفظوں پر اندھا ہو کر نہیں گرتا بلکہ مفہوم سمجھتا ہے، تمام دلائل پر لفظاً اور معناً نظر رکھتا ہے اور تطبیق دیتا ہے۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

خصائص سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

آیاتِ قرآنی

آپ کے فضائل اور خصائص پوری امت سے زیادہ ہیں، سب سے زیادہ آیات، سب سے زیادہ احادیث، سب سے زیادہ اقوال آپ ہی کی شان میں وارد ہوئے ہیں۔

قرآن میں سب سے زیادہ آیات شانِ صدیقِ اکبر میں وارد ہوئی ہیں اور سب سے زیادہ خصائص آپ ہی کے موجود ہیں۔ ذیل میں جو آیات پیش کی جارہی ہیں، اجماع کے مطابق، یا جمہور کے مطابق، یا قولِ مختار کے مطابق، یا حظِ اوفر کے پیشِ نظر واقعی صدیقی خصائص پر مبنی ہیں۔ قولِ مرجوح یا قِیۡلَ کا سہارا نہیں لیا گیا۔

(1)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَسَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقٰی اور وہ جہنم سے دور رہے گا جو سب سے بڑا متقی ہے (اللیل:۱۷)۔

علامہ ابوالحسن واحدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یَعۡنِیۡ اَبَا بَکۡرٍ فِیۡ قَوۡلِ الۡجَمِیۡعِ یعنی اتقیٰ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں، یہ پوری امت کا قول ہے (التفسیر البسیط جلد ۲۴ صفحہ ۸۸)۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: اَجۡمَعَ الۡمُفَسِّرُوۡنَ مِنَّا عَلٰی اَنَّ الۡمُرَادَ مِنۡہُ اَبُوۡبَکۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ یعنی ہمارے تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں سب سے زیادہ تقوے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیا گیا ہے (تفسیر کبیر ۱۱/۱۸۷)۔

(2)۔ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:۴۰)۔

ترجمہ: اگر تم لوگوں نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ ان کی مدد فرما چکا جب کافروں نے

Islam The World Religion

رسول اللہ کو بے وطن کیا، اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے صحابی سے فرمارہے تھے غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

نبی کریم ﷺ کیساتھ آپ کا ہجرت کرنا اور یارِ غار ہونا پوری امت کے مسلّمات سے ہے۔ آپ واحد صحابی ہیں جن کا صحابی ہونا قرآن نے بیان کیا ہے اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ (التوبہ:۴۰)۔ اسی لیے آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔

(3)۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یعنی وہ جو صدق کے ساتھ آیا اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ متقی ہیں (الزمر:۳۳)۔

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ: مُحَمَّدٌ ﷺ، وَصَدَّقَ بِهٖ: اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یعنی صدق کے ساتھ آنے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں اور تصدیق کرنے والے سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں (ابن جریر حدیث:۲۳۲۱۴)۔

(4)۔ لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا (الحدید۱۰:۵۷)۔

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی انکا درجہ بہت بلند ہے۔ اس کے بعد خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے اوپر ہیں لَهُ الْحَظُّ الْاَوْفَرُ۔ اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سیّد و سردار ہیں۔ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کر دیا (ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴)۔

(5)۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو

Islam The World Religion

انبیاءاور صدیقین اور شہیداور صالحین ہیں اور وہ سب بہترین ساتھی ہیں (النساء:۶۹)۔

حضرت عکرمہ تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَلنَّبِيُّوْنَ هُنَا: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ: اَبُوْ بَكْرٍ ، وَالشُّهَدَآءُ : عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ یعنی اس آیت میں اَلنَّبِيُّوْن سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، اَلصِّدِّيْقُوْنَ سے مراد ابو بکر ہیں ، اَلشُّهَدَآء سے مراد عمر، عثمان، علی ہیں رضی اللہ عنہم (تفسیر بغوی جلد ا صفحہ ۵۵۹)۔

(6)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (المائدۃ:۵۴)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو مرتد ہو جائے اپنے دین سے تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کریگا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ نرم ہوں گے مومنوں پر، سخت ہوں گے کافروں پر، جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرتدوں کا مقابلہ کرنے والی قوم سے مراد ابوبکر اور ان کے ساتھی ہیں، یہی قول حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہما کا ہے (تفسیر ابن جریر: ۹۵۰۰ تا ۹۵۰۳)۔ قَالَ عَلِيُّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ الْحَسَنُ وَ قَتَادَةُ: هُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا اَهْلَ الرِّدَّةِ وَ مَانِعِي الزَّكٰوةِ (بغوی جلد ا صفحہ ۶۸۷)۔

حضرت ابوبکر عیاش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے ابو حصین کو فرماتے ہوئے سنا: مَا وُلِدَ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ مَوْلُوْدٌ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. لَقَدْ قَامَ مَقَامَ نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ فِيْ قِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ یعنی نبیوں کے بعد ابوبکر سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا ، جو ایک نبی کے قائم مقام ہو کر مرتدین کے خلاف ڈٹ گیا ہو (بغوی جلد ا صفحہ ۶۸۸)۔

(7)۔ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور:55)۔

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ انہیں زمین میں ضرور بر ضرور خلافت دے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت دی جو ان سے پہلے تھے اور مضبوط کر دے گا انکے لیے ان کا وہ دین جسے (اللہ نے) ان کے لیے پسند فرمایا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جس نے اسکے بعد ناشکری کی تو وہی نافرمان ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اخْتَارَ اللّٰهُ لَهٗ مَا عِنْدَهٗ مِنَ الْكَرَامَةِ، قَامَ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ خَلِيْفَتُهٗ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۱۳)۔

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس اعزاز کے لیے اختیار فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ابو بکر صدیق امورِ خلافت کے لیے کھڑے ہوئے۔

(8)۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (النور:22)۔

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور وسعت والے ہیں اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ (اے ایمان والو) کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خالہ زاد بھائی حضرت مسطح کو صدقہ وخیرات دیا کرتے تھے، لیکن جب انہوں نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والے منافقین کا ساتھ دیا اور اللہ تعالیٰ نے اُم المومنین کی پاکیزگی بیان کر دی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

Islam The World Religion

(بخاری:۴۷۵۷،مسلم:۷۰۲۲)۔

(9)۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ (الفتح:29)۔

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھی کافروں پر بڑے سخت، آپس میں بڑے نرم دل ہیں، اے مخاطب تو انہیں دیکھتا ہے رکوع کرتے سجدہ کرتے ہوئے، وہ اللہ کا فضل اوراس کی خوشنودی چاہتے ہیں، ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے اثر سے۔ یہ ان کا حال تورات میں ہے اوران کا حال انجیل میں ایک کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی تو اسے طاقت دی، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کاشتکاروں کو بہت اچھی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جلائے۔ اللہ نے ان میں ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

محمد رسول اللہ کے بعد وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ کا ذکر ہے جس میں اسلام، ہجرت، بدر، قبر اور ہر مقام پر معیت کے شرفِ صدیقی کے خاصہ کا ذکر ہے۔

(10)۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔

اس آیت کی تفسیر اَلنَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ سے ہوتی ہے اوران میں نبیوں کے بعد صدیقین کا نمبر ہے اورابوبکر ہی صدیق اکبر ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے کہا کہ آپ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے ہیں: اے اللہ ہماری اصلاح فرما، اسی طریقے پر جس طریقے پر تو نے خلفائے راشدین مہدیین کی اصلاح فرمائی۔ پھر فرمایا: یہ خلفائے راشدین کون ہیں؟ پھر رونے لگے اورخود ہی فرمایا: هُمْ حَبِيْبَايَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ ، اِمَامَا الْهُدٰى ، وَشَيْخَا الْاِسْلَامِ ، وَرَجُلَا قُرَيْشٍ ،

Islam The World Religion

وَالْمُقْتَدیٰ بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنِ اقْتَدیٰ بِهِمَا عَصَمَ وَمَنِ اتَّبَعَ آثَارَهُمَا هُدِیَ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، وَمَن تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنَ حِزْبِ اللهِ یعنی یہ میرے محبوب ہیں ابوبکر اور عمر، ہدایت کے امام ہیں، شیخ الاسلام ہیں، قریش کے مرد ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بعد پیشواء ہیں، جس نے ان کی اقتداء کی وہ گمراہی سے بچ گیا، جس نے ان کے قدموں تک رسائی حاصل کر لی اسے صراطِ مستقیم کی ہدایت مل گئی اور جس نے ان کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ حزب اللہ میں سے ہو گیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۹)۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ بِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَكَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِمَا قَالَ بِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِأَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِرَأْيِهِ (مستدرک حاکم: 446)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن ابی بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اگر وہ اللہ کی کتاب میں ہوتا تو آپ کتاب اللہ سے اس کا جواب دیتے اور اگر کتاب اللہ میں موجود نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں موجود ہوتا تو آپ اسی سے اس کا جواب دیتے اور اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اس کا جواب منقول نہ ہوتا تو آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے جواب دیتے۔ اگر حضرت ابوبکر و عمر کی طرف سے اس مسئلہ کے بارے میں کوئی قول نہ ہوتا تو آپ اپنے اجتہاد کی روشنی میں فیصلہ کرتے۔

احادیثِ نبوی

(1)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَئَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ اَیُّ النَّاسِ كَانَ اَوَّلَ اِسْلَامًا فَقَالَ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ:

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ　　فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَ اَعْدَلُهَا　　اِلَّا النَّبِیَّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

Islam The World Religion

وَالثَّانِيُ التَّالِيُ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (المصنف 8 / 448، الاستيعاب 430، مستدرکِ حاکم :4469)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُ بِسَنَدٍ آخَر (المعجم الکبیر للطبرانی :12398، مجمع الزوائد :14310 وفیہ الھیثم بن عدی وھو متروك)۔

ترجمہ: حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا :لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ توانہوں نے فرمایا: کیاتم نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑوتو اپنے بھائی ابوبکر کوضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

(2)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا دَعَوْتُ اَحَداً اِلَى الْاِسْلَامِ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ عَنْهُ كَبْوَةٌ وَتَرَدُّدٌ وَنَظَرٌ اِلَّا اَبَابَكْرٍ مَا عَتَّمَ حِيْنَ ذَكَرْتُهٗ لَهٗ، وَمَا تَرَدَّدَ فِيْهِ (سیرۃ نبویۃ لابن اسحاق ۱ / ۱۸۳، سیرۃ نبویۃ لابن ہشام ۱ / ۲۵۲، دلائل النبوۃ للبیہقی :۲ / ۷ ۶)۔

ترجمہ: میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ٹال مٹول، تردد اور تاخیر سے کام لیا سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اسکے سامنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تو اس نے بلا تاخیر قبول کیا اور تردد نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ :فَلَمْ يَفِرَّ وَلَمْ يُنْكِرْ یعنی ابوبکر نہ فرار ہوا، نہ انکار کیا۔

(3)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: لَا نَعْلَمُ اَرْبَعَةً اَدْرَكُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبْنَاؤُهُمْ ،اِلَّا هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةَ : اَبُوْ قُحَافَةَ، وَاَبُوْ بَكْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ، وَاَبُوْ عَتِيْقٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَاسْمُ اَبِيْ عَتِيْقٍ مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ (المعجم الکبیر للطبرانی :11)۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک پشت کے چار آدمیوں کو نہیں پایا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہو، سوائے ان چار آدمیوں کے: ابوقحافہ، اور ابوبکر، اور

Islam The World Religion

عبدالرحمن، اور ابوعتیق بن عبدالرحمن۔ ابوعتیق کا نام محمد ہے رضی اللہ عنہم۔

(4)۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیّاً رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَحْلِفُ لَلّٰہُ اَنْزَلَ اسْمَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ السَّمَآءِ الصِّدِّیْقَ (المعجم الکبیر للطبرانی: 14، مجمع الزوائد 14295)۔ وقال الھیثمی رجالہ ثقات

ترجمہ: حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام ''صدیق'' نازل فرمایا۔

(5)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ فِیْھَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ وَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ خَلْفِیْ (مسند ابی یعلی:6600)۔ الحدیث حسن

ترجمہ: مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابن عباس، ابن عمر، انس، ابی سعید، ابی الدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ اسکی اسناد ضعیف ہیں جو ایک دوسرے کو قوت دے رہی ہیں یَشُدُّ بَعْضُھَا بَعْضاً (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۷)۔ حدیث حسن ثابت ہوگئی۔

(6)۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ لَمَّا اُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اَصْبَحَ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَالِکَ فَارْتَدَّ نَاسٌ، فَمَنْ کَانَ آمَنُوْا بِہٖ وَصَدَّقُوْہُ وَسَمَّعُوْا بِذَالِکَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَقَالُوْا ھَلْ لَکَ اِلٰی صَاحِبِکَ یَزْعَمُ اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِہِ اللَّیْلَۃَ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: اَوَ قَالَ ذَالِکَ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ کَانَ قَالَ ذَالِکَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا اَوَ تُصَدِّقُہٗ اَنَّہٗ ذَھَبَ اللَّیْلَۃَ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ وَجَآءَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ اِنِّیْ لَاُصَدِّقُہٗ فِیْمَا ھُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذَالِکَ، اُصَدِّقُہٗ بِخَبَرِ السَّمَآءِ فِیْ غَدْوَۃٍ اَوْ رَوْحَۃٍ، فَلِذَالِکَ سُمِّیَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقَ (مستدرک حاکم:4462)۔ قَالَ الحاکم: ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِی

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت مسجدِ اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صبح کے وقت لوگوں سے اس موضوع پر بات کر رہے تھے، لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ جو آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی تصدیق کرتے تھے انہوں نے ابوبکر کو یہ بات بتائی اور کہا اپنے یار کو سمجھاؤ وہ کہتا ہے کہ اسے راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ ابوبکر نے فرمایا: کیا میرے یار نے واقعی ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ: اگر میرے یار نے یہ بات کی ہے تو پھر سچ ہے۔ لوگوں نے کہا کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے پہلے واپس بھی آ گیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں میں اس سے بھی مشکل کاموں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، وہ صبح شام آسمانوں کی خبریں دیتا ہے اور میں تصدیق کرتا رہتا ہوں۔ اس وجہ سے ان کا نام ابوبکر صدیق رکھا گیا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی تَسْمِیَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ صِدِّیْقاً کَمَا اَجْمَعُوْا عَلٰی تَسْمِیَۃِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَسُوْلاً یعنی ابوبکر صدیق کے صدیق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے جیسا کہ محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اجماع ہے (تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۶۲)۔

(7)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ (بخاری: 3661، 4640)۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم (معاذ اللہ) جھوٹ کہتے ہو اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچ کہتا ہے، اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی، کیا تم لوگ میری خاطر میرے یار سے باز رہو گے؟

(8)۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَغَلَبَ عَلَیْهِ اسْمُ عَتِیْقٍ (مستدرک حاکم: 4459)۔ وَقَالَ

Islam The World Religion

الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَلٰكِنْ قَالَ الذَّهَبِيُّ : صَالِحٌ ضَعَّفُوْهُ ، اَقُوْلُ:اَلْحَدِيْثُ مَفْهُوْمُهٗ صَحِيْحٌ وَشَوَاهِدُهٗ كَثِيْرَةٌ فِي الطَّبْرَانِيْ وَالتِّرْمَذِيْ وَالْمُسْتَدْرَك وَمُسْنَدِ اَبِيْ يَعْلٰى وَرِوَايَةُ الطَّبْرَانِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ صَحِيْحَةٌ (المعجم الکبیر للطبرانی:3، 4، 5، 6، 7، 9، 10،ترمذی: 3679،مسند ابی یعلیٰ : 4896،مجمع الزوائد:14289)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ ابوبکر کو دیکھ لے،اسی وجہ سے آپ کا نام عتیق مشہور ہو گیا۔

(9)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:لَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَهَرَ اَمْرُهٗ بِمَكَّةَ خَرَجْتُ إِلَى الشَّامِ ۔ فَلَمَّا كُنْتُ بِبُصْرٰى اَتَانِيْ جَمَاعَةٌ مِنَ النَّصَارٰى فَقَالُوْا لِيْ:اَمِنْ اَهْلِ الْحَرَمِ اَنْتَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ۔ قَالُوْا: فَتَعْرِفُ هٰذَا الَّذِيْ تَنَبَّأَ فِيْكُمْ ؟ قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَاَخَذُوْا بِيَدِيْ وَاَدْخَلُوْنِيْ دَيْرًا لَّهُمْ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَصُوَرٌ ، فَقَالُوْا : اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى صُوْرَةَ هٰذَا النَّبِيِّ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ،فَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ صُوْرَتَهٗ قُلْتُ:لَا اَرٰى صُوْرَتَهٗ ،فَاَدْخَلُوْنِيْ دَيْرًا اَكْبَرَ مِنْ ذَاكَ ،فَإِذَا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَصُوَرٌ اَكْثَرُ مِمَّا فِيْ ذٰلِكَ الدَّيْرِ ،فَقَالُوْا لِيْ: اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى صُوْرَتَهٗ؟ فَنَظَرْتُ فَإِذَا اَنَا بِصِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصُوْرَتِهٖ ، وَإِذَا اَنَا بِصِفَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصُوْرَتِهٖ آخِذٌ بِعَقِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ: هَلْ تَرٰى صِفَتَهٗ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ۔ قُلْتُ: لَا اُخْبِرُهُمْ حَتّٰى اَعْرِفَ مَا يَقُوْلُوْنَ۔ قَالُوْا: هَلْ هُوَ هٰذَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَاَشَارُوْا إِلٰى صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، اَشْهَدُ اَنَّهٗ هُوَ۔ قَالُوْا: تَعْرِفُ هٰذَا الَّذِيْ آخِذٌ بِعَقِبِهٖ؟ قُلْتُ نَعَمْ۔ قَالُوْا: نَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمْ ،وَاَنَّ هٰذَا الْخَلِيْفَةُ مِنْ بَعْدِهٖ (المعجم الاوسط للطبرانی:8231،المعجم الکبیر للطبرانی:1518،دلائل النبوۃ للبیہقی 2/258، 259،الوفا صفحہ 56،57،تفسیر ابن کثیر 2/348)۔ إِسْنَادُهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپکی نبوت مکہ میں ظاہر ہوئی تو میں شام کے ملک میں گیا۔ راستے میں جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم اہلِ حرم سے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عبادت خانے میں لے گئے جس میں تراشی ہوئی صورتیں اور تصاویر تھیں۔ انہوں نے کہا کیا تم ان تصویروں میں اس نبی کی تصویر کو پہچان سکتے ہو جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ میں نے کہا ان میں وہ تصویر موجود نہیں ہے۔ وہ مجھے اس سے بڑے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں پہلے سے بھی زیادہ صورتیں اور تصویریں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی تصویر مجھے نظر آ گئی۔ ساتھ ہی حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں انکی تصویر ملی؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا میں انہیں نہیں بتاؤں گا جب تک میں ان کا خیال معلوم نہ کرلوں۔ انہوں نے انگلی رکھ کے کہا کیا یہی وہ نبی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے۔ انہوں نے کہا جس نے انکے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں اسے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی تمہارا نبی ہے اور یہ دوسرا اسکے بعد اس کا خلیفہ ہے۔

(10)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَ الْوَزِيْرِ، فَكَانَ يُشَاوِرُهٗ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْاِسْلَامِ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْعَرِيْشِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الْقَبْرِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ اَحَدًا (مستدرکِ حاکم:4463)۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نبی کریم ﷺ کے لیے وزیر کی طرح تھے، حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، وہ

Islam The World Religion

غار میں آپ کے ثانی تھے، وہ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی تھے، وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔

اس ایک حدیث میں صدیق اکبر کے سات خصائص موجود ہیں۔

(11)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ يُّهَاجِرُ مَعِيْ؟ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ (مستدرک حاکم:4319)۔ هذا حديث المتن والاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبی

ترجمہ: سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ انہوں نے کہا: ابوبکر صدیق۔

(12)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ فَكَانَ

Islam The World Religion

يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (بخاری: 476، 2138، 2263، 2264، 2297، 3905، 4093، 5807، 6079)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ہوش سنبھال کر جب اپنے والدین کو دیکھا تو وہ دین پر عمل کرتے تھے اور جب بھی کوئی دن گزرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے صبح کو اور شام کو، پھر جب مسلمان مشکلات میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکلے حتیٰ کہ جب وہ برک الغماد (یمن یا یمامہ کی طرف ایک جگہ) پہنچے تو قبیلہ القارۃ کے سردار ابن الدغنہ سے ان کی ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: اے ابو

Islam The World Religion

بکر آپ کہاں جارہے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا اور میرا ارادہ ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: آپ جیسا شخص یہاں سے نہیں نکلے گا اور نہ اس کو نکالا جائے گا، کیونکہ جس کے پاس مال نہ ہو آپ اس کے لیے کماتے ہیں، رشتہ داروں سے میل جول رکھتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور راہِ حق کی مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور میں آپ کو امان دینے والا ہوں، آپ واپس جائیں اور اپنے شہروں میں اپنے رب کی عبادت کریں، پھر ابن الدغنہ چل پڑا اور حضرت ابوبکر کے ساتھ واپس آیا، پھر وہ کفارِ قریش کے سرداروں میں گھوما پھرا اور کہا: ابوبکر جیسا شخص نکلے گا نہ اس کو نکالا جائے گا، کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو ان کے لیے کماتا ہے جن کے پاس مال نہ ہو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھتا ہے اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے اور راہِ حق کی مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتا ہے پھر قریش نے ابن الدغنہ کی دی ہوئی امان کو نافذ کر دیا اور حضرت ابوبکر کو امان دے دی اور ابن الدغنہ سے کہا کہ تم ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور نماز پڑھیں اور جتنا دل چاہے قرآن پڑھیں اور ہمیں ایذاء نہ دیں اور اعلانیہ نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمیں یہ خطرہ ہے کہ ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں اپنے دین سے پھر جائیں گے، یہ بات ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر سے کہہ دی پھر حضرت ابوبکر اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اعلانیہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ قرآن پڑھتے تھے، پھر حضرت ابوبکر کو خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور اعلانیہ نماز پڑھنے لگے اور با آوازِ بلند قرآن مجید پڑھنے لگے، سو مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں کا ان کو دیکھنے کے لیے اژدھام ہوجاتا، وہ تعجب سے ان کو دیکھتے تھے اور حضرت ابوبکر بہت گریہ کرنے والے تھے، وہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکتے تھے، اس سے مشرکین قریش کے سردار خوف زدہ ہوگئے، انہوں نے ابن الدغنہ کو بلایا، وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ہم نے اس شرط پر ابوبکر کو امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور اب انہوں نے اس شرط سے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور وہ اب اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ہمیں اپنے بیٹوں اور عورتوں کے فتنہ میں

Islam The World Religion

پڑنے کا خوف ہے، تم ان کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے گھر میں رب کی عبادت پر اکتفاء کریں اور اگر وہ اس سے انکار کریں اور اعلانیہ عبادت کرنے پر اصرار کریں تو ان سے سوال کرو کہ وہ تمہاری دی ہوئی امان تم کو واپس کر دیں کیونکہ ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہم تمہارے عہد کو توڑیں اور ہم ابوبکر کو ان کی اعلانیہ عبادت پر برقرار نہیں رہنے دیں گے، حضرت عائشہ نے کہا: پھر ابن الدغنہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا: آپ کو معلوم ہے میں نے آپ سے کیا عہد کیا تھا؟ آپ یا تو اس شرط پر برقرار رہیں یا پھر آپ میرے عہد اور میری امان کو میری طرف لوٹا دیں، کیونکہ میں عرب کے لوگوں سے یہ سننا پسند نہیں کرتا کہ میں نے ایک شخص سے جو عہد کیا تھا وہ توڑ دیا ،حضرت ابوبکر نے کہا میں تمہاری امان تمہاری طرف واپس کرتا ہوں اور میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں مکہ میں تھے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری ہجرت کا گھر دکھایا گیا ہے، میں نے ایک کھاری شور زمین دیکھی ہے جہاں دو کالے پتھریلے میدانوں کے درمیان کھجور کے باغات ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر فرمایا تو جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی تھی انہوں نے ہجرت کر لی اور جنہوں نے سرزمینِ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور حضرت ابوبکر ہجرت کے لیے تیار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ابھی ٹھہرو، کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت دی جائے گی، حضرت ابوبکر نے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت کی خاطر اپنے آپ کو روک لیا اور ان کے پاس جو دو اونٹنیاں تھیں ان کو چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

اس ایک حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص کی تعداد 7 ہے۔تمام تر خصائص کا اندازہ خود لگا لیجیے۔

(13)۔ ہجرت کے موقع پر کفار نے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر کو پکڑنے والے کے لیے انعام مقرر کیا(مستدرکِ حاکم:۴۴۸۱)۔

(14)۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِی الْغَارِ: لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَیْهِ لَاَبْصَرَنَا ، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ یَا اَبَا بَکْرٍ

Elam The World Religion

بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا (بخاری: 3653، 3922، 4663، مسلم: 2381، 6169، ترمذی: 3096، صحیح ابن حبان: 6278، مسند احمد: 12)۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اگر ان میں سے کسی ایک نے قدموں کے نیچے دیکھ لیا تو ہمیں دیکھ لے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تیسرا ہے۔

(15)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللهِ لَلَيْلَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَيَوْمٌ خَيْرٌ مِنْ عُمْرِ عُمَرَ، هَلْ لَّكَ أَنْ أُحَدِّثَكَ بِلَيْلَتِهِ وَيَوْمِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِباً مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ لَيْلاً فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَجَعَلَ يَمْشِي مَرَّةً أَمَامَهُ، وَمَرَّةً خَلْفَهُ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا يَا أَبَا بَكْرٍ؟ مَا أَعْرِفُ هٰذَا مِنْ فِعْلِكَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَذْكُرُ الرَّصَدَ فَأَكُونُ أَمَامَكَ، وَأَذْكُرُ الطَّلَبَ فَأَكُونُ خَلْفَكَ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِكَ وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِكَ، لَا آمَنُ عَلَيْكَ قَالَ: فَمَشَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَهُ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ حَتَّى حَفِيَتْ رِجْلَاهُ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهَا قَدْ حَفِيَتْ حَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ، وَجَعَلَ يَشْتَدُّ بِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ فَمَ الْغَارِ، فَأَنْزَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَهُ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ نَزَلَ بِي قَبْلَكَ، فَدَخَلَ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً، فَحَمَلَهُ فَأَدْخَلَهُ، وَكَانَ فِي الْغَارِ خَرْقٌ فِيهِ حَيَّاتٌ وَأَفَاعٍ، فَخَشِيَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُنَّ شَيْءٌ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَمَهُ قَدَمَهُ فَجَعَلْنَ يَضْرِبْنَهُ وَيَلْسَعْنَهُ الْحَيَّاتُ وَالْأَفَاعِي، وَجَعَلَتْ دُمُوعُهُ تَنْحَدِرُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَحْزَنْ، إِنَّ اللهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ وَطُمَأْنِينَتَهُ لِأَبِي بَكْرٍ، فَهٰذِهِ لَيْلَتُهُ. وَأَمَّا يَوْمُهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نُصَلِّي، وَلَا نُزَكِّي، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي وَلَا نُزَكِّي، فَأَتَيْتُهُ وَلَا آلُوهُ نُصْحاً، فَقُلْتُ: يَا

Islam The World Religion

خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ، تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ، فَقَالَ: جَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ، فَبِمَاذَا أَتَأَلَّفُهُمْ أَبِشِعْرٍ مُفْتَعِلٍ أَوْ بِشِعْرٍ مُفْتَرِيٍّ؟ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَفَعَ الْوَحْيُ، فَوَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِي عِقَالًا مِمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَكَانَ وَاللهِ رَشِيْدَ الْأَمْرِ فَهٰذَا يَوْمُهُ (دلائل النبوۃ للبیہقی 2 / 339، مستدرک حاکم: 4321، الوفا صفحہ 237 واللفظ للبیہقی)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ابو بکر کی ایک رات اور اس کا ایک دن عمر کی ساری عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس کی وہ رات کونسی تھی اور دن کونسا تھا؟ سننے والے نے کہا اے امیر المومنین فرمایئے! فرمایا: اسکی رات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ والوں سے تنگ آ کر نکلے تو رات کا وقت تھا۔ ابو بکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے۔ وہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلنے لگتے، کبھی پیچھے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابو بکر یہ کیا ہے؟ تمہارے اس فعل کی سمجھ نہیں آئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ جب میں سامنے سے دشمن کا خطرہ محسوس کرتا ہوں تو آگے ہو جاتا ہوں اور جب پیچھے سے خطرہ محسوس کرتا ہوں تو پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی آپ کے دائیں اور کبھی آپ کے بائیں چلتا ہوں۔ مجھے آپ کی جان کا خطرہ اطمینان نہیں آنے دیتا۔ فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل چلے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک چھل گئے۔ جب ابو بکر نے یہ دیکھا کہ آپ کے پاؤں چھل گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور تیز تیز چلنے لگے حتیٰ کہ آپ کو غار کے منہ تک پہنچا دیا اور کندھوں سے اتارا۔ پھر عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک میں داخل نہ ہوں۔ اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو تو آپ کی بجائے مجھے ڈس لے۔ وہ غار میں داخل ہوئے اور کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا لیا اور غار میں داخل کیا۔ غار میں ایک سوراخ تھا جس میں سانپ تھے۔ ابو بکر کو خدشہ ہوا کہ اس میں سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء نہ دے تو انہوں نے اپنا پاؤں اس پر رکھ دیا۔ سانپوں نے انہیں ڈسنا شروع کر دیا۔ ان کے آنسو گرنے

Islam The World Religion

لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوبکر مت ڈر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے لیے سکینہ اور اطمینان نازل فرمایا۔یہ تھی اس کی ایک رات۔اب رہا اس کا دن! تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو دیہاتی لوگ مرتد ہو گئے۔بعض نے کہا ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ ہم نہ ہی نماز پڑھیں گے اور نہ ہی زکوٰۃ دیں گے۔میں ابوبکر کے پاس گیا اور نصیحت کی پوری کوشش کی۔میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ لوگوں سے نرمی فرمائیں اور ان سے دوستی کا رویہ اپنائیں۔انہوں نے فرمایا: اے عمر! جہالت میں سخت تھے اور اسلام میں آ کر اتنے نرم ہو گئے ہو؟ میں کیسی نرمی کروں؟ کیا غلط لوگوں کی بدکاری اور جھوٹے لوگوں کی شاعری کو اہمیت دوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا اور وحی اٹھ چکی۔اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے ایک رسی بھی نہ دیں گے جسے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے تو میں اس پر ان سے جنگ کروں گا۔پھر ہم نے اس کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔اللہ کی قسم وہ اس معاملے میں حق پر تھا۔یہ تھا اس کا ایک دن۔

مشکوٰۃ شریف میں رزین کے حوالے سے یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک ابوبکر کی گود میں رکھ کر سو گئے، ابوبکر کے پاؤں میں سانپ نے ڈس لیا۔انہوں نے کوئی حرکت نہیں کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ نہ جائیں۔ان کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہِ اقدس پر گرے تو فرمایا: اے ابوبکر تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ فدا ہوں مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا اور ان کی تکلیف ختم ہو گئی۔پھر یہی زہر جسم میں پلٹ آیا اور ابوبکر کی وفات کا سبب بنا (مشکوٰۃ: ۶۰۳۴)۔

(16)۔ بُنِیَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَرِيْشٌ، فَكَانَ فِيْهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَا مَعَهُمَا غَيْرُهُمَا (دلائل النبوۃ للبیہقی :941)۔

ترجمہ: بدر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عرشہ تیار کیا گیا، اسی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، دونوں کے سواء اور کوئی نہیں تھا۔

(17)۔ عَنِ ابْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَقَالَ: مَا كَانَ مَنْزِلَةُ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ مِنَ النَّبِیِّ ا فَقَالَ مَنْزِلَتَهُمَا السَّاعَةَ (مسند احمد: 16714،

Islam The World Religion

فضائل الصحابۃ للدار قطنی: 35، الاعتقاد للبیہقی صفحہ 362)۔

ترجمہ: حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا علی بن حسین (امام زین العابدین) کے پاس حاضر ہوا اور کہا ابوبکر اور عمر کا قرب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنا تھا؟ فرمایا: اتنا ہی قرب تھا جتنا آج ہے (یعنی قبروں میں)۔

(18)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَقَدْ ضَرَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی غَشِیَ عَلَیْہِ، فَقَامَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَجَعَلَ یُنَادِیْ وَیَقُوْلُ: وَیْلُکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ؟ قَالُوْا: مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوْا: ھٰذَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ الْمَجْنُوْنُ (مستدرک حاکم: 4480)۔ وَقَالَ صَحِیْحٌ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیْ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر اذیت دی کہ آپ پر غشی آ گئی، تو ابوبکر کھڑے ہو گئے اور آواز دینے لگے اور کہنے لگے: تمہارا برا ہو، تم لوگ اس مردِ خدا کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے، پاگل۔

(19)۔ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِکُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: رَاَیْتُ عُقْبَۃَ بْنَ اَبِیْ مُعَیْطٍ، جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ، فَوَضَعَ رِدَآءَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ فَخَنَقَہٗ بِہٖ خَنْقاً شَدِیْداً، فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی دَفَعَہٗ عَنْہُ، فَقَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ، وَقَدْ جَآئَکُمْ بِالْبَیِّنَاتِ مِنْ رَّبِّکُمْ (بخاری: 3678، 3856، 4815)۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشرکین کے سخت ترین معاملہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا گلا شدت سے دبایا۔ اوپر سے ابوبکر آ گئے، انہوں نے اسے دفع کیا اور کہا: کیا تم لوگ اس مردِ خدا کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آیا ہے؟

Islam The World Religion

یہ حدیث دیگر کتب میں تفصیلاً اس طرح مذکور ہے: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کون سا آیا؟ فرمایا: ایک مرتبہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ ہمارے بتوں کو اسطرح اسطرح کہتے ہیں۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اسطرح اسطرح کہتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے۔ ایک آدمی چیختا ہوا ابو بکر کے پاس پہنچا اور کہا: (یا صدیق اکبر) اپنے یار کو پہنچ۔ ابو بکر فوراً نکل گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، آپ مسجد میں داخل ہوئے اور کہے جا رہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اس مردِ خدا کو (معاذ اللہ) قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور ابو بکر پر حملہ کر دیا۔ ابو بکر جب ہمارے پاس واپس آئے تو آپ اپنی زلفوں میں سے جہاں بھی ہاتھ لگاتے تو بال اکھڑ کر ہاتھ میں آ جاتے، اور آپ فرماتے تھے: تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسندِ حمیدی: ۳۲۴، نوادر الاصول: ۱۰۷۹، مسندِ ابی یعلیٰ: ۵۲، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۶۲، ۶۳)۔ اسنادہٗ صحیح

اس حدیث میں کئی صدیقی خصائص موجود ہیں۔ اس جیسی احادیث سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر کے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔ دیکھیے!

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا: مجھے بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ۔ فرمایا: میں نے ہمیشہ اپنے برابر والے کو للکارا ہے، لیکن مجھے بتاؤ سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ بتا دیں۔ آپ نے فرمایا: ابو بکر۔ جب جنگِ بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عرشہ تیار کیا اور ہم نے سوال اٹھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا تا کہ مشرکین میں سے کوئی شخص آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا سوائے ابو بکر کے، ابو بکر نے اپنی تلوار لہرا کے رکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر اس جرأت سے کھڑا رہا کہ کوئی بھی

Islam The World Religion

دشمن رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھتا تو ابو بکر پہلے اس پر حملہ کر دیتے۔ یہ ہے تمام لوگوں میں سب سے بہادر فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ (مجمع الزوائد: 14333)۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے کئی دوسری احادیث اور واقعات سے بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑا بہادر ہونے پر استدلال فرمایا (انظر تاریخ الخلفاء صفحہ 32، الریاض النضرۃ 1/138، صواعق محرقۃ صفحہ 30)۔

اس کی مزید تائید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر ثابت قدم رہنے، حضرت اسامہ والا لشکر روانہ کرنے اور مرتدین سے جنگ کرنے سے بھی ہوتی ہے۔ (20)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ فرمایا جسے خود رسولِ کریم ﷺ تیار کر چکے تھے، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا اور مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی کے خلاف جنگ لڑی اور قرآن جمع کیا وَالَّذِیْ وَقَعَ فِیْ اَیَّامِهٖ مِنَ الْاُمُوْرِ الْكِبَارِ تَنْفِیْذِ جَیْشِ اُسَامَةَ، وَ قِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ، وَ مَانِعِی الزَّكٰوةِ، وَ مُسَیْلَمَةَ الْكَذَّابِ، وَ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ (تاریخ الخلفاء صفحہ 59)۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو عرب کے کئی دیہاتی قبیلے مرتد ہو گئے، اور مدینہ میں منافقت نے سر اٹھایا، اور یمامہ میں بنو حنیفہ اور بہت سے دوسرے لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل گئے، بنو اسد اور بنی طے کے بہت سے لوگ طلیحہ اسدی مدعی نبوت کے ساتھ مل گئے، حالات سخت شدت اختیار کر گئے، صدیق اکبر نے ایسے حالات میں حضرت اسامہ کے لشکر کو روانہ کر دیا، اس کے بعد صدیق اکبر کے پاس فوج بہت کم رہ گئی، مدینہ کے بے شمار دیہاتیوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر گڑبڑ کرنے کی کوشش کی، صدیق اکبر نے مدینہ منورہ کے اہم راستوں پر پہرہ لگا دیا، یہ پہرہ دینے والے اپنے فوجی دستوں کے ساتھ مدینہ کے ارد گرد راتیں گزارتے تھے، ان دستوں کے کمانڈروں میں سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام، حضرت طلحہ بن عبداللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم شامل تھے (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۳۰۷)۔

طلیحہ نبی کریم ﷺ کے دور میں ہی مرتد ہو چکا تھا، اس نے صدیق اکبر ﷺ کے

Islam The World Religion

دور میں توبہ کر لی (البدایہ والنہایہ جلد ٦ صفحہ ٣١٤)۔مسیلمہ کذاب کے خلاف زبردست معرکہ آرائی ہوئی اور وہ بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(21)۔ بنی عبدالقیس نے کہہ دیا کہ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے نبی ہوتے تو انکی وفات نہ ہوتی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انکی طرف اپنا نمائندہ بھیجا۔اس نے کہا اے عبدالقیس کے لوگو! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، جسے جواب آتا ہو وہ جواب دے ورنہ چپ رہے۔انہوں نے کہا پوچھو۔اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اگلے زمانے میں بھی اللہ کے نبی آتے رہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔اس نے کہا ان نبیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ وفات پا گئے۔اس نے کہا تو پھر محمد ﷺ بھی وفات پا گئے جیسا کہ دوسرے نبیوں نے وفات پائی اور میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔انہوں نے کہا ہم بھی یہی گواہی دیتے ہیں، تم ہم سب سے افضل ہو اور ہمارے سردار ہو۔اس کے بعد وہ سب کے سب دوبارہ اسلام پر ثابت قدم ہو گئے (تاریخ طبری ٢ / ٢٦٥، البدایہ والنہایہ ٦ / ٣٢٣)۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرب کے مرتد قبائل کی طرف ایک خط لکھا جس میں محبوب کریم ﷺ کی صداقت اور آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کی حکمت اور آپ ﷺ کے بعد امت کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی اور ان قبائل کو دوبارہ مسلمان ہو جانے کی نہایت دلنشیں ترغیب دی (تاریخ طبری جلد ٢ صفحہ ٢٤٠، البدایہ والنہایہ جلد ٦ صفحہ ٣١٢)۔

(22)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ، فَنَزَلَ بِأَبِيْ مَا لَوْ نَزَلَ بِالْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ لَهَاضَهَا، قَالَتْ: فَمَا اخْتَلَفُوْا فِيْ نُقْطَةٍ إِلَّا طَارَ أَبِيْ بِحَظِّهَا وَسِنَانِهَا، ثُمَّ ذَكَرَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ: كَانَ وَاللهِ أَحْوَذِيًّا نَسِيْجَ وَحْدِهِ، قَدْ أَعَدَّ لِلْأُمُوْرِ أَقْرَانَهَا (المعجم الصغیر للطبرانی 2 / 101، المعجم الاوسط للطبرانی: 4913، مجمع الزوائد: 14337، سیرۃ ابن ہشام 2 / 665، تفسیر بغوی 1 / 689)۔اسنادہ حسن وقال الھیثمی روی من طرق ورجال احدھا ثقات

Islam The World Religion

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوا تو عرب کے لوگ مرتد ہو گئے اور نفاق نے سر اٹھایا اور میرے والد پر وہ امتحان آیا کہ اگر وہ بلند ترین پہاڑوں پر بھی نازل ہوتا تو انہیں توڑ کر رکھ دیتا۔ فرماتی ہیں کہ: صحابہ کرام کا جس مسئلے پر بھی اختلاف ہوا میرے والد مضبوط ترین اور بلند ترین مؤقف لے کر چلے۔ پھر انہوں نے عمر ابنِ خطاب کا ذکر کیا اور فرمانے لگیں: اللہ کی قسم وہ ہمیشہ دین کے لیے تیار رہتے تھے اور اپنی مثال آپ تھے، مہمات کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔

قتالِ مرتدین میں صدیقی خصائص کے دریا لہرا رہے ہیں۔

(23)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ ، اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ (بخاری: 3665، 5783، 5784، 6062، ابوداؤد: 4085، النسائی: 5335)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنا کپڑا تکبر کے طور پر گھسیٹا، اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابوبکر نے عرض کیا: میرے کپڑے کا آدھا ٹکڑا لٹکتا رہتا ہے، جب تک میں اسے باندھ نہ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یہ تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے۔

(24)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا ، اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ (ترمذی: 3661، ابن ماجہ: 94، مسندِ احمد: 7464، السنن الکبریٰ للنسائی: 8110، صحیح ابن حبان: 8258)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے کسی کی ایسی خدمت نہیں جس کا ہم نے بدلہ نہ دے دیا ہو سوائے ابوبکر کے، اسکی ہمارے لیے ایسی

Islam The World Religion

خدمات ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کا بدلہ دے گا۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ اگر میں نے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ خبردار! تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔

(25)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ فَبَكٰی اَبُوْ بَكْرٍ وَ قَالَ هَلْ اَنَا وَ مَالِیْ اِلَّا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ (ابن ماجہ:94،مصنف ابن ابی شیبہ:11976،مسند احمد:7464،فضائل الصحابۃ:25،السنۃ لابن ابی عاصم:1264 اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الشَّیْخَیْنِ)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

(26)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ مَالًا ، فَقُلْتُ الْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ یَوْمًا ، فَقَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِیْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ؟ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰی اَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَالٍ عِنْدَهٗ ، فَقَالَ: یَا اَبَابَكْرٍ ، مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ؟ فَقَالَ: اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ، قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا (ترمذی :3675،ابوداؤد::1678)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ ان دنوں میرے پاس مال کافی تھا۔ میں نے سوچا اگر میں ابوبکر سے آگے نکل سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو میں نے عرض کیا اسی کے برابر اور ابوبکر اپنا سارا مال لے کر آ گئے۔ فرمایا: ابوبکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے کہا میں کسی معاملے میں بھی ابوبکر سے آگے نہیں نکل سکتا۔

Islam The World Religion

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔آپ نے عباء پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا تھا۔اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔انہوں نے عرض کیا،ابوبکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا،اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ابوبکر کو میرا سلام پہنچائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پوچھا۔ابوبکر نے عرض کیا: میں اپنے رب سے ناراض ہوسکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں (بغوی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ ، ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴، ابونعیم جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ ، کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۸)۔ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

(27)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : مَا مَالُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْفَعُ لِيْ مِنْ مَالِ اَبِيْ بَكْرٍ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْضِيْ فِيْ مَالِ اَبِيْ بَكْرٍ كَمَا يَقْضِيْ فِيْ مَالِ نَفْسِهٖ (المصف لعبد الرزاق:20397)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے کسی آدمی کا مال میرے لیے ابوبکر کے مال سے زیادہ فائدہ مند نہیں،فرمایا: رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے مال کو اس طرح استعمال فرماتے تھے جیسے اپنے ذاتی مال کو استعمال فرماتے تھے۔

(28)۔ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا (بخاری:3754،مصنف ابن ابی شیبہ 8/477)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: ابوبکر ہمارے آقا ہیں اور انہوں نے ہمارے آقا بلال کو آزاد کروایا۔

اس حدیث میں مولا کا لفظِ مشترک استعمال نہیں ہوا جو اپنے مفہوم کے تعین میں سیاق اور قرینہ کا محتاج ہو بلکہ سید یعنی آقا و سردار کی تصریح موجود ہے۔

(29)۔ عَنْ عُرْوَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَعْتَقَ اَبُوْ بَكْرٍ سَبْعَةً مِمَّنْ كَانَ يُعَذَّبُ فِيْ

Islam The World Religion

اللهِ : مِنْهُمْ بِلَالٌ وَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ (المعجم الکبیر للطبرانی:1001)۔ قال الھیثمی ورجالہ الی عروۃ رجال الصحیح

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر نے سات ایسے لوگوں کو آزاد کروایا جنہیں اللہ کے دین پر چلنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا، ان میں بلال اور عامر بن فہیرہ ہیں۔

(30)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، عَاصِبٌ رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً مِنَ النَّاسِ خَلِيْلاً لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ، سُدُّوْا عَنِّيْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ، غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِيْ بَكْرٍ (بخاری:3656،3657،6738)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وفات میں باہر تشریف لائے، کپڑے سے اپنا سر باندھا ہوا تھا، منبر پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی، پھر فرمایا: لوگوں میں سے ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر کسی ایک کے بھی جانی اور مالی احسانات نہیں ہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلامی دوستی افضل ہے، میری طرف سے مسجد میں آنے والی ہر کھڑکی بند کر دو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔

اس ایک حدیث میں صدیق اکبر کے کئی خصائص موجود ہیں۔

اولاً: یہ حضور ﷺ کا آخری خطبہ ہے جو خطبہ غدیر کے بعد دیا گیا۔ ثانیاً صدیق اکبر کی جانی خدمات۔ ثالثاً مالی خدمات۔ رابعاً امکانی خلیل ہونا۔ خامساً امامت کی غرض سے تمام کھڑکیاں بند کروا دینا سوائے صدیق کی کھڑکی کے۔

(31)۔ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِشْتَرٰى مِنْ بَنِي النَّجَّارِ حَائِطاً لِلْمَسْجِدِ بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ دَفَعَهَا عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ یعنی نبی کریم ﷺ نے بنو نجار سے دس دینار میں مسجد کی جگہ خریدی، یہ رقم ابوبکر صدیق نے ادا کر دی (شرح النووی جلد ا صفحہ ۲۰۰)۔

(32)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ

Islam The World Religion

ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ ؟ قَالَ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ ؟ فَقَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالاً (مسلم:6177، بخاری:3662،4358،ترمذی::3885)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے زنجیروں والے لشکروں کے خلاف جنگ پر بھیجا۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ تو فرمایا: اس کا باپ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر بن خطاب، پھر آپ نے چند آدمی گنے۔

(33)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری:3668،ترمذی:3656،صحیح ابن حبان:6862، مستدرک حاکم:4477)۔

ترجمہ: حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر ہمارا سردار ہے، ہم سے افضل ہے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب ہے۔

(34)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْاَشْيَآءِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ ، فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ ، دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ ، دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ ، وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : مَا عَلٰی هٰذَا الَّذِیْ يُدْعٰی مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضُرُوْرَةٍ ، وَقَالَ : هَلْ يُدْعٰی مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَابَكْرٍ (مسلم:2371، 2372، بخاری: 1897، 2841،3116،3666)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں

Islam The World Religion

سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے، یہ ہے نیکی۔ تو جو نمازیوں میں سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے روزے کے دروازے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ کسی شخص کو ان تمام دروازوں میں سے بیک وقت پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں مگر پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ اور مجھے امید ہے اے ابوبکر تم ان میں سے ہوگے۔

(35)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ لَا يَبْقَىٰ فِي الْجَنَّةِ اَهْلُ دَارٍ وَلَا غُرْفَةٍ اِلَّا قَالُوْا : مَرْحَباً مَرْحَباً ، اِلَيْنَا اِلَيْنَا ، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا ثَوَابُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَجَلْ اَنْتَ هُوَ يَا اَبَا بَكْرٍ (المعجم الکبیر للطبرانی: 11003، المعجم الاوسط للطبرانی: 481، مجمع الزوائد: 14331)۔ قال الھیثمی رجاله رجال الصحیح غیر احمد بن ابی بکر السالمی، وھو ثقة

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جنت میں داخل ہوگا، جنت کے کسی گھر اور کسی کمرے کا کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جو مرحبا مرحبا اور ادھر آیئے ادھر آیئے کی آواز نہ لگائے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن اس شخص کا کیا ہی مرتبہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو اے ابوبکر تم ہی وہ شخص ہو۔

(36)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَمَّا اِنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ (ابو داود: 4652، مستدرک حاکم: 4500)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

(37)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Islam The World Religion

فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ ، فَقَالَ : مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، قَالَتْ عَائِشَةُ : اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِيْقٌ ، اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ، قَالَ : مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَعَادَتْ ، فَقَالَ : مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ، فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری: 678، 679، 682، 3385، مسلم: 948، ترمذی: 3672)۔ ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابِ : اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور تکلیف شدید ہوگئی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المومنین نے وہی بات دہرائی، تو فرمایا: ابوبکر سے کہہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصد انکے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

شارح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ کے تحت لکھتے ہیں: وَاِنَّمَا قَدَّمَهٗ لِعِلْمِهٖ وَفَضْلِهٖ ، وَاَمَّا فَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ، وَاَمَّا عِلْمُهٗ فَكَذٰلِكَ ، وَقَدْ حَكٰى اَبُوْ بَكْرِ بْنِ السَّمْعَانِيِّ وَغَيْرُهٗ اِجْمَاعَ اَهْلِ السُّنَّةِ عَلَيْهِ اَيْضًا (فتح الباری شرح البخاری لابن رجب 4/117)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے علم اور فضل کی وجہ سے آگے بڑھایا تھا، آپ کی تمام صحابہ پر افضلیت پر تمام اہلِ سنت وجماعت کا اجماع ہے اور اعلمیت پر بھی اسی طرح اجماع ہے، ابوبکر سمعانی وغیرہ نے اہلِ سنت کا اس پر بھی اجماع بیان کیا ہے۔

(38)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ (ترمذی: 3673)۔

ترجمہ: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی

IslamTheWorldReligion.com

قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا ان کی امامت کرے۔

(39)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: لَمَّا سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ عُمَرَ، قَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: خَرَجَ النَّبِيُّ حَتّٰی اَطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا لَا لَا لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ، يَقُوْلُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا (ابوداود: 4661)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی آواز سنی تو ابن زمعہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نکلے حتیٰ کہ آپ کا سر مبارک اپنے حجرے سے ظاہر ہوا، پھر فرمایا نہیں نہیں، ابوقحافہ کا بیٹا ہی لوگوں کو نماز پڑھائے، آپ نے یہ بات غصے میں فرمائی۔

(40)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ: مِنَّا اَمِيْرٌ وَ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ، قَالَ: فَاَتَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَاَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهُ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ (نسائی: 777، مستدرک حاکم: 4479)۔ وَقَالَ صَحِيْحٌ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيْ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، تو ان کے پاس حضرت عمر آئے اور فرمایا: اے انصار کے گروہ، کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا؟ تم میں سے کون یہ مناسب سمجھتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ تو انصار نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں۔

(41)۔ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَصَلّٰى اَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ (بخاری: 687)، وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيْ: اِلٰى اَنْ مَاتَ (فتح الباری 2/ 193)، وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ: اَيْ اَيَّامَ الْمَرَضِ كُلَّهَا مِنَ الصَّلٰوةِ السَّبْعَةِ عَشَرَ (مرقاۃ 3/ 204)۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازیں

Islam The World Religion

پڑھائیں۔

اس حدیث میں صرف ایک خصوصیت بیان نہیں ہوئی بلکہ اسمیں خصوصیتِ امامت پر ایک عرصہ کا استمرار موجود ہے اور یہ اس سے پہلے اور قیامت تک کی افضلیت مستمرہ کی دلیل بھی بنا۔

(42)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَوْوُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ الْعَالَمِیْنَ لَرَجَحَ (ابن عدی:1012. مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ ضَعِیْفٍ، وَرَوَاہُ الْبَیْهَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ:36 مَوْقُوْفاً عَلٰی عُمَرَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابوبکر کا ایمان تمام عالمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہے۔

یہ صرف ایک خصوصیت نہیں بلکہ اس میں عالمین پر بھاری خصائص ہیں۔

(43)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ: رَأٰی رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ. فَقَالَ : یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ تَمْشِیْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلَعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ (فضائل الصحابۃ:137، ابونعیم: 3159 تقریب البغیۃ بترتیب احادیث الحلیۃ، تاریخ بغداد للخطیب 12 / 438، المعجم الاوسط للطبرانی:7306، مجمع الزوائد:14313)۔ صَحَّحَهُ الشَّاهُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ وَذَکَرَ ابْنُ جَوْزِیْ طُرُقَهٗ. وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ مَکِّیْ لَهٗ شَوَاهِدُ مِنْ وُجُوْهٍ اُخَرَ تَقْضِیْ لَهٗ بِالصِّحَّةِ اَوِ الْحُسْنِ وَقَدْ اَشَارَ ابْنُ کَثِیْرٍ اِلَی الْحُکْمِ بِصِحَّتِهٖ (صواعق محرقہ صفحہ 68)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(44)۔ عَنْ اَسْعَدَ ابْنِ زُرَارَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِیْ آنِفاً اَنَّ خَیْرَ اُمَّتِكَ بَعْدَكَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ (المعجم الاوسط للطبرانی:6448)۔ اَلْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ

ترجمہ: حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے

Islam The World Religion

جبریل امین روح القدس علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں۔

(45)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ (ترمذی:3790، 3791، ابن ماجہ:154، 155، مصنف بن ابی شیبہ 7/472، مستدرک حاکم:6390)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میری امت پر سب سے رحمدل ابوبکر ہے۔

(46)۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: كَانَ يُسَمّٰى اَلْاَوَّاهَ لِرَاْفَتِهٖ یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام صحابہ کرام نے انکی نرم دلی کی وجہ سے الاوّاہ رکھ دیا تھا، یعنی پناہ گاہ (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱، صواعق محرقہ صفحہ ۸۵)۔ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ

(47)۔ عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ قُلْتَ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ شَيْئاً ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ: قُلْ حَتّٰى اَسْمَعَ قَالَ قُلْتُ:

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (مستدرک حاکم:4518، 4468، الکامل لابن عدی: 350، الاستیعاب صفحہ 430، تاریخ الخلفاء صفحہ 39)۔

ترجمہ: حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ شعر کہے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی حضور، فرمایا: سناؤ تا کہ میں سنوں، انہوں نے عرض کیا:

آپ دو میں سے دوسرے تھے اس اونچے غار میں اور دشمن نے اسکے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔ ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔

(48)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

Islam The World Religion

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبۡداً بَيۡنَ الدُّنۡيَا وَبَيۡنَ مَا عِنۡدَهٗ. فَاخۡتَارَ مَا عِنۡدَ اللهِ. فَبَكٰى اَبُوۡ بَكۡرٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ. فَقُلۡتُ فِيۡ نَفۡسِيۡ : مَا يُبۡكِيۡ هٰذَا الشَّيۡخَ إِنۡ يَّكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبۡداً بَيۡنَ الدُّنۡيَا وَبَيۡنَ مَا عِنۡدَهٗ. فَاخۡتَارَ مَا عِنۡدَ اللهِ ؟ فَكَانَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ هُوَ الۡعَبۡدَ. وَكَانَ اَبُوۡ بَكۡرٍ اَعۡلَمَنَا (بخاری:466، 3654،3904، مسلم:6170،6171، ترمذی:3660)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کو کہا۔ اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے، میں نے دل میں سوچا، اس بزرگ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا، اللہ نے کسی بندے کو دنیا اور آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا تو اس بندے نے ماعند اللہ یعنی آخرت کو پسند کیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی بات کر رہے تھے اور ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِيۡهِ اَنَّ اَبَا بَكۡرٍ اَعۡلَمُ الصَّحَابَةِ لِاَنَّ اَبَا سَعِيۡدٍ شَهِدَ لَهٗ بِذَالِكَ بِحَضۡرَةِ جَمَاعَتِهِمۡ وَلَمۡ يُنۡكِرۡ ذَالِكَ عَلَيۡهِ اَحَدٌ یعنی اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے، اس لیے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت کے سامنے آپ کے حق میں اس بات کی گواہی دی اور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا (ابن بطال جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)۔ عینی وغیرہ نے بھی یہی لکھا ہے۔

ابن تیمیہ نے بھی اس موضوع پر اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: قَدۡ نَقَلَ غَيۡرُ وَاحِدٍ الۡاِجۡمَاعَ عَلٰى اَنَّ اَبَا بَكۡرٍ اَعۡلَمُ مِنۡ عَلِيٍّ، مِنۡهُمُ الۡاِمَامُ مَنۡصُوۡرُ بۡنُ عَبۡدِ الۡجَبَّارِ السَّمۡعَانِيُّ الۡمَرۡوَزِيُّ اَحَدُ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَذَكَرَ فِيۡ كِتَابِهٖ تَقۡوِيۡمِ الۡاَدِلَّةِ الۡاِجۡمَاعَ مِنۡ عُلَمَآءِ السُّنَّةِ اَنَّ اَبَا بَكۡرٍ اَعۡلَمُ مِنۡ عَلِيٍّ (منہاج السنۃ 4/135)۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

هُوَ اَعۡلَمُ الصَّحَابَةِ وَاَفۡضَلُهُمۡ یعنی صدیق اکبر تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم

Islam The World Religion

والے اور سب سے افضل ہیں (ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۵۵۲)۔

(49)۔ عَنْ عُرْوَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّهُ كَانَ أَعْلَمَ النَّاسِ (مسند احمد: 24434)۔

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے زمانے میں) تمام انسانوں سے بڑے عالم تھے۔

(50)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ، لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا، قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: فَأَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اِجْلِسْ، فَأَبَى، فَقَالَ: اِجْلِسْ، فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوْا عُمَرَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ (آل عمران: 144)۔ وَاللهِ، لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوْهَا (بخاری: 1241، 1242)۔

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ انہیں زوجہ نبی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ: ابوبکر اپنے گھر سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر برکت کے ساتھ نمودار ہوئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے بات نہیں کی یہاں تک کہ ام المومنین عائشہ رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہا کے پاس گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی طرف ارادہ کیا۔ آپ ﷺ کے اوپر یمنی چادر (حبرہ) ڈالی گئی تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہِ اقدس سے کپڑا ہٹایا۔ پھر آپ پر گر گئے اور آپ کو بوسہ دیا، پھر روئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں ہر گز جمع نہیں کرے گا وہ وفات جو آپ کیلئے لکھ دی گئی وہ وفات آپ پا چکے۔ ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابنِ عباس نے بتایا کہ ابو بکر نکلے اور عمر لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ ابو بکر نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عمر نے انکار کر دیا، پھر فرمایا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ ابو بکر نے خطبہِ شہادت پڑھا تو لوگ ابو بکر کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ فرمایا: اسکے بعد سنو۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محمد نہیں ہیں مگر رسول۔ آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر چکے ہیں، کیا اگر یہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا اور اللہ جلد ہی شکر کرنے والوں کو جزائے خیر دے گا۔

اللہ کی قسم ایسے لگتا تھا کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اللہ نے اسے اتارا تھا حتیٰ کہ ابو بکر نے اسے پڑھا۔ لوگوں نے اسے ابو بکر سے سمجھا۔ پھر ہر شخص یہی آیت تلاوت کرتا ہوا سنا گیا۔

اس حدیث میں صدیق اکبر کا کامل صحو، دلیری اور اعلمیت مذکور ہے۔

(51)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ، وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ. فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (مسلم:124، بخاری:1399، 1400، 1456، 1457، 6925، 7285،

Islam The World Religion

ابوداؤد: 1556، 1557، ترمذی: 2607، نسائی: 2443، 3090، 3091، 3092، 3093، 3094، 3969، 3970، 3971، 3973، 3975، ابن ماجہ: 71، 72، 3927، 3928)۔

اَلْحَدِیْثُ مُتَوَاتِرٌ ، اِسْتَدَلَّ الشَّیْخُ اَبُوْ اِسْحَاق بِهٰذَا وَغَیْرِهٖ فِیْ طَبَقَاتِهٖ عَلٰی اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ ، لِاَنَّهُمْ کُلُّهُمْ وَقَفُوْا عَنْ فَهْمِ الْحُکْمِ فِی الْمَسْأَلَةِ اِلَّا هُوَ ، ثُمَّ ظَهَرَ لَهُمْ بِمُبَاحَثَةٍ لَهُمْ اَنَّ قَوْلَهٗ هُوَ الصَّوَابُ فَرَجَعُوْا اِلَیْهِ۔

وَکَانَ مَعَ ذٰلِكَ اَعْلَمَهُمْ بِالسُّنَّةِ ، کَمَا رَجَعَ اِلَیْهِ الصَّحَابَةُ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعٍ ، یَبْرُزُ عَلَیْهِمْ بِنَقْلِ سُنَنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، یَحْفَظُهَا هُوَ وَیَسْتَحْضِرُهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَیْهَا ، لَیْسَتْ عِنْدَهُمْ ، وَکَیْفَ لَا یَکُوْنُ کَذٰلِكَ وَقَدْ وَاظَبَ عَلٰی صُحْبَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ الْبِعْثَةِ اِلَی الْوَفَاةِ؟ وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ مِنْ اَزْکٰی عِبَادِ اللّٰهِ وَاَعْقَلِهِمْ ، وَاِنَّمَا لَمْ یُرْوَ عَنْهُ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُسْنَدَةِ اِلَّا الْقَلِیْلُ لِقِصَرِ مُدَّتِهٖ وَسُرْعَةِ وَفَاتِهٖ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، وَاِلَّا فَلَوْ طَالَتْ مُدَّتُهٗ لَکَثُرَ ذٰلِكَ عَنْهُ جِدًّا ، وَلَمْ یَتْرُكِ النَّاقِلُوْنَ عَنْهُ حَدِیْثًا اِلَّا نَقَلُوْهُ ، وَلٰکِنْ کَانَ الَّذِیْنَ فِیْ زَمَانِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ لَا یَحْتَاجُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَنْ یَّنْقُلَ عَنْهُ مَا قَدْ شَارَکَهٗ هُوَ فِیْ رِوَایَتِهٖ فَکَانُوْا یَنْقُلُوْنَ عَنْهُ مَا لَیْسَ عِنْدَهُمْ (تاریخ الخلفاء لجلال الدین السیوطی صفحہ 35، 36)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر خلیفہ تھے، اور عرب کے لوگوں میں سے کافر ہو گئے جو بھی کافر ہوئے، حضرت عمر نے عرض کیا آپ لوگوں سے کیسے جنگ کرتے ہیں؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: مجھے لوگوں کے ساتھ جنگ کا حکم ملا ہے حتیٰ کہ لا الہ الا اللہ کہیں، تو جس نے یہ کلمہ پڑھا اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ ہو گیا سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے فرمایا: اللہ کی قسم میں اس سے ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا، بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم انہوں نے اگر ایک بکری کا بچہ بھی ادا نہ کیا جسے یہ لوگ

Islam The World Religion

رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو اس عدم ادائیگی پر میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم یہ محض اس لیے تھا کہ ابوبکر کا سینہ اللہ نے کھول دیا تھا، پھر مجھے بھی سمجھ آ گئی کہ یہ حق تھا۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ شیخ ابو اسحاق نے اس حدیث اور اس کے علاوہ احادیث سے اپنی کتاب طبقات میں اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے بڑے عالم تھے۔ اس لیے کہ وہ سب کے سب مسئلے کے بارے میں حکم کو سمجھنے سے قاصر رہے سوائے ابوبکر کے۔ پھر ابوبکر کے ساتھ بحث کے بعد ان پر واضح ہوا کہ ان کا فرمان حق تھا، پھر سب نے ان کی طرف رجوع کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ سنت کے سب سے بڑے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زائد مرتبہ آپ کی طرف رجوع کیا، آپ ان پر نبی کریم ﷺ کی احادیث بیان کرنے کے لیے میدان میں آئے جو انہیں حفظ تھیں اور ضرورت کے وقت ان کے علم میں حاضر تھیں، مگر وہ صحابہ کے پاس موجود نہیں تھیں۔ اور اس طرح کیوں نہ ہوتا، جبکہ آپ بعثت کے آغاز سے لے کر وفات تک مسلسل رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اللہ کے بندوں میں سب سے ذہین اور عقل مند بھی تھے۔ آپ سے سند کے ساتھ احادیث محض اس لیے کم روایت کی گئی ہیں کہ آپ کی مدتِ خلافت کم ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کی وفات جلدی ہوگئی تھی۔ ورنہ اگر ان کی مدت طویل ہوتی تو آپ سے نہایت کثرت سے روایات ہوتیں اور نقل کرنے والے آپ سے ہر حدیث روایت کر ڈالتے، لیکن آپ کے زمانے میں جو صحابہ کرام تھے انہیں آپ سے ایسی احادیث نقل کرنے کی محتاجی نہیں تھی جسے روایت کرنے میں وہ آپ کے ساتھ شامل تھے۔ وہ لوگ آپ سے صرف وہی احادیث نقل کرتے تھے جو ان کے پاس نہیں تھیں۔

(52)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يُحْفَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِيْ مَسْجِدِهِ، وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ (ابن ماجہ: 1628)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ

Islam The World Religion

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کہاں بنائی جائے، بعض نے کہا آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے، اور بعض نے کہا آپ کے صحابہ کے ساتھ دفن کیا جائے، ابوبکر نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی نبی جہاں وفات پائیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔

امام قرطبی لکھتے ہیں: جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ کو دفن کہاں کرنا ہے۔ صحابہ میں اختلافِ رائے پایا جا رہا تھا حتیٰ کہ عالمِ اکبر یعنی ابوبکر صدیق سامنے آئے اور فرمایا میں نے اسی محبوب سے سنا ہے کہ: نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں حتّٰی قَالَ الْعَالِمُ الْاَکْبَرُ الخ (تفسیر قرطبی جلد ۴ صفحہ ۳۲۰)۔

(53)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کی سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَسْتُ اَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے الخ۔ پھر جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے بھی بالکل وہی الفاظ دہرائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے تھے کہ: إِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهٗ وَهُوَ نَاصِرُهٗ الخ (بخاری: ۲۷۳۱)۔

(54)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً خَفِيْفَةً. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ: يَا اَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَطَبَ فَقَصَّرَ دُوْنَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُوْ بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ: يَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَطَبَ فَقَصَّرَ دُوْنَ النَّبِیِّ ﷺ وَ دُوْنَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم: 4556)۔ و قال صحيح، الا قال الذهبی منقطع، ونقل السيوطی عليه الرحمة عن ابن عساكر: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ 33)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابوبکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے

Islam The World Religion

خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ اور ابو بکر سے مختصر خطاب کیا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے تو اس وقت وہ کل اڑتیس افراد تھے۔ ابو بکر نے کھلم کھلا تبلیغ کرنے پر اصرار کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ آمادہ ہو گئے، تمام مسلمان مسجد حرام کے اردگرد پھیل گئے، ابو بکر خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور وہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔ مشرکین ابو بکر پر اور تمام مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں سخت اذیت پہنچائی فَكَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ وعزاہ الی ابن عساکر)۔

(55)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ اَنْ يُّخَطِّئَ اَبُوْ بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: 14328)۔ قال الهيثمي رجاله ثقات

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابو بکر سے خطا ہو۔

(56)۔ عَنْ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ (بخاری: 4986)۔

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابو بکر نے مجھ سے فرمایا: آپ نوجوان آدمی ہیں، عقل مند ہیں، ہم آپ پر کوئی الزام نہیں دیتے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے کاتبِ وحی تھے، لہٰذا قرآن کی آیات کو ڈھونڈ کر جمع کرو۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: هُوَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ، وَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ، وَ اَوَّلُ مَنْ سَمَّاهُ مُصْحَفاً، وَ اَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ خَلِيْفَةً (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۲)۔

ترجمہ: ابو بکر سب سے پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے، سب سے پہلی ہستی ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا، سب سے پہلی ہستی ہیں جنہوں نے اسکا نام مصحف رکھا، سب سے پہلی ہستی ہیں

Islam The World Religion

جنہیں خلیفہ کہا گیا۔

(57)۔ قَالَ بَكْرُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِّي: مَافَضَلَ اَبُوْبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وُقِّرَ فِيْ قَلْبِهٖ (اخرجہ ترمذی الحکیم فی النوادر 3/55)۔

ترجمہ: ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگوں سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس چیز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دی گئی ہے۔

محدثین نے اسے حدیث مرفوع تسلیم نہیں کیا مگر بہت سے صوفیاء نے اسے حدیث مرفوع اور صحیح مانا ہے (احیاء العلوم صفحہ ۳۵، رسائل ابن عربی صفحہ ۳۰، الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷، سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔ اور فرمایا ہے هُوَ نَصٌّ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ اَفْضَلُهُمْ یعنی یہ حدیث اس موضوع پر نصِ صریح ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں (الیواقیت والجواھر صفحہ ۴۳۷)۔ كَمَا شَهِدَ لَهٗ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: مَا فَاقَ اَبُوْبَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وُقِّرَ فِيْ قَلْبِهٖ یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اُس اخلاص کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اُس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔

(58)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهٗ مِنْ اُحُدٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمَنَ وَالْعَسَلَ، قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ بِاَبِيْ اَنْتَ، وَاللهِ لَتَدَعَنِّيْ فَلَاَعْبُرَنَّهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُعْبُرْهَا، قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: اَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْاِسْلَامِ، وَاَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ وَحَلَاوَتُهٗ وَلِيْنُهُ الْحَدِيْثُ اِلٰى آخِرِهٖ (مسلم:5928، 5929، بخاری:7046، 7000، ابوداؤد:3267، 3269، 4633، ابن ماجہ:3918)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جنگِ احد سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ میں نے آج رات خواب میں ایک سائبان دیکھا جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں

Islam The World Religion

باپ فدا ہوں ، بخدا آپ مجھے اجازت دیں ، میں اس کی تعبیر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعبیر بیان کرو۔ ابوبکر نے عرض کیا: وہ جو سائبان ہے اس سے مراد اسلام کی چھتری ہے، اور وہ جو گھی اور شہد کا ٹپکنا ہے، اس سے مراد قرآن کی حلاوت اور اس کی نرمی ہے۔

(59)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ اَنْ أُؤَوِّلَ الرُّؤْيَا (وَ اَنْ اُعَلِّمَهَا) أَبَابَكْرٍ (فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: 623، تاریخ الخلفاء صفحہ 36)۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ابوبکر کو خوابوں کی تعبیر کا علم سکھاؤں۔

(60)۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ كَانَ اَعْبَرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ (الریاض النضرۃ 1/59، تاریخ الخلفاء صفحہ 83، صواعق محرقہ صفحہ 34)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد تعبیر کے سب سے بڑے ماہر ابوبکر تھے۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ: لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَابَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا، حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي (مسلم: 6395)۔

ترجمہ: اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا: جلدی نہ کر، بے شک ابوبکر قریش کے انساب کا سب سے بڑا عالم ہے، اور میرا ان کے ساتھ نسبی رشتہ ہے، ابوبکر جب تک تمہیں میرا نسب واضح کر کے نہ سمجھائے کلام مت لکھنا۔

اس حدیث میں صدیق اکبر کی دو خصوصیتیں مذکور ہیں۔ اول آپ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ دوم نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ ابوبکر سے اپنا کلام درست کروائیں۔

(61)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالتَّعْظِيمَ لَهَا، قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي

Islam The World Religion

مَاتَ فِيهِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأُذِّنَ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ، قِيلَ لِلْأَعْمَشِ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: بِرَأْسِهِ نَعَمْ (بخاری:664)۔

ترجمہ: حضرت اسود سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو ہم نے نماز کی پابندی اور اس کی عظمت کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے جس میں کہ وصال فرمایا تھا تو نماز کا وقت ہونے پر اذان کہی گئی۔ فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کی گئی کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا تو دوبارہ عرض کی گئی۔ تیسری بار فرمانے پر ارشاد ہوا کہ تم حضرت یوسف کو گھیرنے والیوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس حضرت ابوبکر نکلے اور نماز پڑھانے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیے ہوئے تشریف لائے۔ گویا میں اب بھی مرض کے باعث آپ کے پیروں کو زمین سے مس ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ حضرت ابوبکر نے ہٹنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپ کو لایا گیا تو ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اعمش سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تو کیا حضرت ابوبکر نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور لوگوں نے حضرت ابوبکر کی اقتداء میں؟ تو سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا بار بار فرمانا کہ ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے اور دوسری تجویز دیے جانے پر ڈانٹنا صدیق اکبر کی عظیم خصوصیت کا ثبوت ہے اور اس حدیث میں صاف موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ ابوبکر کے امام اور ابوبکر پوری امت کے امام بنے۔

Islam The World Religion

(62)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ: اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ، وَاَخَاكِ، حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَاباً، فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ (مسلم:6181)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا: ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سواء ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

(63)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَتِ امْرَاَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ، قَالَتْ أَرَأَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ؟ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَابَكْرٍ (مسلم: 6179، 6180، بخاری: 7220، 7360، 3659، ترمذی: 3676)۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے پھر کبھی آنے کا حکم دیا۔ وہ کہنے لگی، اگر میں آؤں اور آپکو نہ پاؤں تو پھر؟ جیسے وہ وفات کی بات کر رہی ہو۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔

(64)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِياً فَنَادٰى: مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا (بخاری:3137)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اعلان فرمایا کہ: جس کسی نے رسول اللہ ﷺ سے قرض لینا ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے۔

صدیق اکبر نے اس امت میں سب سے پہلے منکرین ختم نبوت کے خلاف جنگِ یمامہ لڑی۔ یہ جنگ 12 ہجری میں 12 ربیع الاول کے دن ہوئی تھی۔

آپ کے دور میں عراق کے علاقے، بصرہ اور اجنادین فتح ہوئے، یرموک اور دمشق

Islam The World Religion

میں جنگ جاری تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

(65)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: کَانَ سَبَبُ مَوْتِ اَبِیْ بَکْرٍ مَوْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، مَا زَالَ جِسْمُهٗ یَجْرِیْ حَتّٰی مَاتَ (مستدرک حاکم:4465)۔اسنادہ ضعیف

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ : حضرت ابوبکر کی وفات کا سبب رسول اللہ ﷺ کی وفات بنی۔آپ کا جسم گھٹتا گیا حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

غار میں ڈسنے والے سانپ کا زہر بھی اسی موقع پر عود کر آیا ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَیْهِ وَکَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ (رواہ رزین،مشکوٰۃ:۶۰۳۴)۔

(66)۔ امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کَمْ لِلصِّدِّیْقِ مِنْ مَّنَاقِبِ وَ مَوَاقِفَ وَ فَضَائِلِ لَا تُحْصیٰ یعنی صدیق اکبر کے کتنے ہی مناقب اور فضائل ہیں جن کا کوئی شمار نہیں (تہذیب الاسماء والصفات جلد ۲ صفحہ ۴۷،تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶)۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : اَلصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهٗ ﷺ بِمَنْزِلَتِهٖ عِنْدَ رَبِّهٖ جَلَّ شَانُهٗ فَهُوَ حَبِیْبُ حَبِیْبِ اللهِ تَعَالٰی یعنی جو مرتبہ نبی کریم ﷺ کو اللہ کی بارگاہ میں حاصل ہے وہی مرتبہ ابوبکر صدیق کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاصل ہے،پس ابوبکر اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں (روح المعانی جز ۱۰ صفحہ ۴۰۲)۔

(67)۔ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ لَا اَنَالَنِیَ اللهُ شَفَاعَةَ جَدِّیْ اِنْ کُنْتُ کَذَبْتُ فِیْمَا رَوَیْتُ لَكَ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ اَبَابَکْرٍ (الریاض النضرۃ 136/1)۔

ترجمہ: سیدنا امام جعفر صادق حدیث روایت فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والد امام باقر سے سنا ،انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے سنا،انہوں نے امام حسین سے سنا،وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے سنا،وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: نبیوں

Islam The World Religion

اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے افضل شخص پر سورج نہ طلوع ہوا نہ غروب ہوا۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ مجھے اپنے جدِ امجد کی شفاعت نصیب نہ کرے اگر میں نے اس روایت میں جھوٹ بولا ہو، حالانکہ میں تو قیامت کے دن ابوبکر کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

(68)۔ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: اَلسَّبَّاقَ يَذْكُرُوْنَ السَّبَّاقَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَاهُ إِلٰى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنَا إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: 14332)۔ قال الهيثمي وفيه: احمد بن عبد الرحمن بن المفضل الحرانی، ولم اعرفه، وبقية رجاله ثقات

ترجمہ: حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابوبکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: یہ لوگ سبقت لے جانے کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ابوبکر ہم سے سبقت لے گیا۔

اس فرمان کی روشنی میں صدیقی فضائل وخصائص تمام صحابہ کے فضائل پر غالب ہیں اور اسی ایک ارشاد میں خصائص کی لہریں آسمان کو چھو رہی ہیں۔

(69)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ وَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ (ابن ماجہ: 106، مسند احمد: 836، 837، 838، 839، 840، 874، 881، 882، 883، 911، 925، 935، 936، 937، 1034، 1035، 1036، 1044، 1055، 1056، 1058، ابن ابی شیبہ 8/ 574، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد: 1298، 1299، 1300، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1314، 1315، 1317، 1319، 1323، 1321، 1324، 1326، السنۃ لابن ابی عاصم: 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں۔

(70)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا أَجِدُ أَحَداً فَضَّلَنِيْ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ

Islam The World Religion

اِلَّا جَلَّدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جسے پایا کہ وہ مجھے ابو بکر وعمر سے افضل کہتا ہے تو میں اسے مفتری کی سزا دوں گا (فضائل الصحابۃ لاامام لاحمد بن حنبل: 49، 387، المؤتلف والمختلف 3/92)۔

(71)۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ بْنِ اَشْجَعِیْ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ الْحَنَفِیَّةَ اَبُوْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَاماً قَالَ لَا قُلْتُ فَبِمَا عَلَا وَسَبَقَ حَتّٰی لَا یَذْكُرُ اَحَدٌ غَیْرُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ كَانَ اَفْضَلَهُمْ اِسْلَاماً حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (ابن ابی شیبۃ 7/472، السنۃ لابن ابی عاصم:1255)۔اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ

ترجمہ: حضرت ابو مالک بن اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن حنفیہ سے پوچھا: ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ انہوں نے فرمایا (میرے نزدیک) نہیں، میں نے کہا پھر کس وجہ سے بلند ہوئے اور آگے نکل گئے، یہاں تک کہ ابوبکر کے سوا کسی ایک کا نام بھی نہیں لیا جاتا؟ فرمایا: وہ ان سب سے اسلام میں افضل تھے حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

اے عزیز! ابھی وہ احادیث باقی ہیں جن میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق یعنی شیخین رضی اللہ عنہما کا اکٹھا ذکر ہے۔ مثلاً: ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (ترمذی: 3665)۔ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں (ترمذی: 3680)۔ ابوبکر اور عمر درجات والوں میں سب سے زیادہ انعام یافتہ ہیں (ابوداؤد: 3987)۔ ابوبکر اور عمر دونوں (میرے) کان اور آنکھ ہیں (ترمذی: 3671)۔ آپ نے ابوبکر وعمر کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔ (ترمذی: 3669، ابن ماجہ: 99)۔ ان دو کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے، ابوبکر اور عمر (ترمذی: 3662، ابن ماجۃ: 97)۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

خصائص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:64)۔

ترجمہ: اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے، اور وہ مومن جنہوں نے آپ کی پیروی کی۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ پر تیس افراد ایمان لا چکے تھے، 33 مرد اور 6 خواتین۔ عمر فاروق کے ایمان لانے سے چالیس پورے ہو گئے، اس وقت جبریل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے (اسباب النزول للواحدی:484، بغوی 2/237)۔

(1)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ ، بِاَبِيْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ اَحَبَّهُمَا اِلَيْهِ عُمَرُ (ترمذی:3681، مسند احمد:5696)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ ان دو آدمیوں میں سے جو تجھے زیادہ پیارا ہے اس کے ذریعے سے اسلام کی مدد فرما۔ ابو جہل کے ذریعے یا عمر بن خطاب کے ذریعے۔ ابن عمر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان میں سے زیادہ پیارا عمر تھا۔

(2)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ (مستدرک حاکم:4543)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم کعبہ میں سرِ عام نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر مسلمان ہو گئے۔

(3)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (المعجم الکبیر للطبرانی:10731)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سب سے پہلے جس نے سرِ عام با آوازِ بلند اسلام قبول کیا وہ عمر بن خطاب تھے۔

(4)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ

Islam The World Religion

عُمَرُ (بخاری:3684، 3863، مستدرک حاکم:4546)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب سے عمر مسلمان ہوئے ہماری عزت میں اضافہ ہو گیا۔

(5)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ:103، مستدرک حاکم:4547)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب عمر مسلمان ہوئے تو حضرت جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمد، عمر کے اسلام قبول کرنے سے آسمان والے بھی خوش ہوئے ہیں۔

(6)۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرْسَلَ اِلٰى كَعْبِ الْاَحْبَارِ فَقَالَ يَا كَعْبُ كَيْفَ تَجِدُ نَعْتِيْ؟ قَالَ: اَجِدُ نَعْتَكَ قَرْنًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ: وَمَا قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ؟ قَالَ: اَمِيْرٌ سَدِيْدٌ لَا تَأْخُذُهُ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَكَ خَلِيْفَةٌ تَقْتُلُهُ فِئَةٌ ظَالِمَةٌ ثُمَّ قَالَ: مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَلَاءُ (المعجم الکبیر للطبرانی:118، مجمع الزوائد:14418)۔

ترجمہ: حضرت عمیر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب نے حضرت کعب احبار کی طرف خط لکھا کہ: آپ تورات میں میری کیا نشانیاں پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں آپ کی نشانی لوہے کی چٹان پاتا ہوں۔ حضرت عمر نے فرمایا: لوہے کی چٹان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سیدھا سیدھا امیر، جسے اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ فرمایا: پھر آگے؟ انہوں نے فرمایا: پھر آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوگا جسے ظالموں کا گروہ قتل کرے گا۔ فرمایا: پھر آگے؟ انہوں نے فرمایا: پھر مصیبت ہوگی۔

(7)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ، فَاِنْ يَكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ، فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ (مسلم:6204، بخاری:3469، 3689، ترمذی:3693)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ان میں سے ہے۔

علماء کے نزدیک یہ حدیث کرامات کے وجود کی اصل ہے۔

(8)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ، وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ، وَاِنَّ اللّٰہَ بَاھٰی بِالنَّاسِ عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ عَامَّۃً، وَبَاھٰی بِعُمَرَ خَاصَّۃً، وَاِنَّہٗ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا کَانَ فِیْ اُمَّتِہٖ مُحَدَّثٌ، وَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْھُمْ اَحَدٌ فَھُوَ عُمَرُ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَیْفَ مُحَدَّثٌ؟ قَالَ: تَتَکَلَّمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی لِسَانِہٖ (المعجم الاوسط للطبرانی:6726، مجمع الزوائد:14439)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور بے شک اللہ نے عرفہ کی رات عام لوگوں پر فخر کیا مگر عمر پر خصوصی فخر کیا، اور اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کی امت میں محدث نہ ہو، اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ محدث کیسا؟ فرمایا: جس کی زبان پر فرشتے بولتے ہوں۔

(9)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ، ثُمَّ أَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلْعِلْمَ (مسلم:6190، 6191، بخاری:82، 3681، 7006، 7027، 7032، ترمذی:2284)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میں سو رہا تھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے پیا حتیٰ کہ ان کی دھاریں میرے ناخنوں سے پھوٹنے لگیں، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔

Islam The World Religion

صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ فرمایا: علم۔

(10)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عُمَرُ إِذَا سَلَكَ بِنَا طَرِيْقاً اتَّبَعْنَاهُ فِيْهِ وَجَدْنَاهُ سَهْلاً ، أُتِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ: فَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعَ ، وَلِلْأُمِّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ ، وَلِلْأَبِ مَا بَقِيَ (دارمی: 2883، مستدرک حاکم: 7963)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عمر جب ہمارے سامنے کسی راستے پر چلتے تو ہم ان کی پیروی کرتے تھے، ہم اس راستے کو آسان پاتے تھے۔ عمر سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی کی ایک بیوی اور والدین وارث ہیں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ فرمایا: بیوی کو چوتھا حصہ، جو باقی بچے اس میں سے ماں کو تیسرا حصہ اور جو باقی بچے وہ سب باپ کو دیا جائے۔

(11)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيْهاً يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجّاً إِلَّا سَلَكَ فَجّاً غَيْرَ فَجِّكَ (بخاری: 3294، مسلم: 6202)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب مبارک ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب بھی شیطان کسی راستے سے آتا ہوا تمہیں ملتا ہے تو تیرے راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستے کی طرف بھاگ جاتا ہے۔

(12)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ (ترمذی: 3682، مستدرک حاکم: 4557)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

(13)۔ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى مُرْسَلاً: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَهُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللهُ بِهٖ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ (کنز العمال: 32714)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابنِ سعد نے ایوب بن موسیٰ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے اور وہ فاروق ہے، اللہ نے اس کے ذریعے حق اور باطل میں فرق کر دیا ہے۔

(14)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی:3686، مستدرک حاکم:4551)۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

اس حدیث میں بھی فاروقِ اعظم کی تخصیص فی الذکر ہے۔

(15)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (البقرۃ:125)، وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ اَمَرْتَ نِسَاءَ كَ اَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَاِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ، اَنْ يُّبَدِّلَهٗ اَزْوَاجاً خَيْراً مِّنْكُنَّ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (التحریم: 5) (بخاری:402، 4790، ترمذی:2959، 2960، ابن ماجہ:1009)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزوں میں موافقت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، کاش ہم مقام ابراہیم پر نماز پڑھیں، تو یہ آیت نازل ہوگئی: مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ اور پردے کی آیت، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ عورتوں کو حکم دیں کہ پردہ کریں، اس لیے کہ ان سے نیک لوگ بھی گفتگو کرتے ہیں اور برے بھی، تو اس پر پردے کی آیت نازل ہوئی: اور آپ کی ازواج ایک دوسرے پر غیرت کرتے ہوئے آپ کے گرد جمع ہوگئیں تو میں نے ان سے کہا کہ عین ممکن ہے کہ نبی آپ کو طلاق دے دیں اور اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے بدلے انہیں آپ سے بہتر بیویاں دے دے، اس پر سورۃ تحریم کی آیت نازل ہوئی۔

Islam The World Religion

(16)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّی فِی ثَلَاثٍ: فِی مَقَامِ إِبْرَاهِیمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِی أُسَارَی بَدْرٍ (مسلم:6206)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزوں میں موافقت کی۔ مقامِ ابراہیم میں، پردے میں اور بدر کے قیدیوں میں۔

(17)۔ جب صحابہ کرام نے بدر کے قیدیوں کو گرفتار کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور عمر سے فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ ہمارے دادا کی اولاد اور خاندان کے لوگ ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ وصول کرلیں، اس سے ہمیں کفار کے خلاف طاقت حاصل ہو جائے گی، اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام لانے کی توفیق دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے سپرد کردیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑادیں۔ عقیل کو حضرت علی کے سپرد کریں، وہ اس کی گردن اڑائیں، اور میرا فلاں رشتہ دار میرے سپرد کردیں، تاکہ میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے کو ترجیح دی۔ اگلے روز جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رورہے تھے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا کہ اگر رونے کی بات ہے تو میں بھی رونے لگوں اور اگر مجھے رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل بنا لوں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیدیوں سے فدیہ لینے اور انہیں قتل نہ کرنے کی وجہ سے تمہارے ساتھی بمشکل عذاب سے بچے (تمہارا مشورہ درست تھا)۔ اللہ نے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: {مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ} الانفال:67) إِلَى قَوْلِهِ {فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا} الانفال:69) اس کے بعد غنیمت حلال ہوئی (مسلم:1763)۔

(18)۔ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: فَضَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ بِأَرْبَعٍ: بِذِكْرِ الْأُسَارَی يَوْمَ بَدْرٍ، أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ: "لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللہِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ" (الانفال:68)،

Islam The World Religion

وَبِذِكْرِ الْحِجَابِ أُمِرَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَحْتَجِبْنَ ، فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ : وَإِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي بُيُوتِنَا ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ"(الاحزاب:53)، وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ ، وَبِرَأْيِهِ فِي أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَهُ(مسند احمد:4361،البزار:2505،المعجم الکبیر للطبرانی:8740)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:عمر بن خطاب لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت لے گئے، بدر کے دن قیدیوں کے معاملے میں، آپ نے انہیں قتل کا مشورہ دیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ :اگر اللہ کا لکھا فیصلہ ہو نہ چکا ہوتا تو کافروں سے جو فدیہ تم نے لیا اس میں تمہیں ضرور بڑا عذاب پہنچتا۔اور پردے کے ذکر کے بارے میں، نبی کریم ﷺ کی ازواج کو پردے کا حکم دیا گیا،تو زینب نے آپ سے کہا اے ابنِ خطاب آپ ہم پر حکم چلاتے ہیں جبکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے،تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:اور جب تم لوگ ان (ازواجِ مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے کہ:اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔اور ابوبکر کے بارے میں آپ کی رائے کی وجہ سے،آپ پہلے شخص تھے جس نے ان سے بیعت کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اسے غلطی نہیں کرنے دیتے (کنز العمال:۳۲۷۵۸)۔

(19)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ (عَلَيَّ) وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ ، وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ، قَالُوا : مَاذَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ : اَلدِّيْنَ(مسلم:6189، بخاری:23،3691،7008،7009،ترمذی:2285،2286،النسائی:5011)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور انہوں نے قمیضیں پہن رکھی ہیں۔

Islam The World Religion

بعض کی سینے تک پہنچتی ہیں، بعض کی اس سے بھی کم، اور عمر بن خطاب گزرا تو اس پر قمیض تھی جسے وہ گھسیٹ رہا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اسکی کیا تعبیر فرمائی؟ فرمایا: دین۔

(20)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ: بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَاِذَا اِمْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِراً، فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ: اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللهِ (بخاری: 3242،3680،5227،7023،7025، مسلم:6200، ابن ماجہ:107)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سورہا تھا تو دیکھا کہ جنت میں ہوں، وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کررہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ کہنے لگے عمر بن خطاب کا۔ مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی تو میں واپس ہو گیا۔ عمر رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

(21)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (ترمذی:3680)۔

ترجمہ: ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں ہوتے تھے اور دو زمین میں۔ آسمان میں میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(22)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِنْ كَانَ عُمَرُ حِصْناً حَصِيْناً يَدْخُلُ الْاِسْلَامُ فِيْهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ، فَلَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ انْثَلَمَ الْحِصْنُ، فَالْاِسْلَامُ يَخْرُجُ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِ، اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلَا بِعُمَرَ (شرح السنۃ:3887، مستدرک حاکم:4578)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عمر ایک مضبوط قلعہ تھا، جس میں اسلام داخل ہوتا تھا مگر اس میں سے نکلتا نہیں تھا۔ جب عمر شہید کر دیے گئے تو اس قلعے میں سوراخ ہو گیا، اب اس میں سے اسلام باہر کو نکلتا ہے اور اندر داخل نہیں ہوتا، جب نیک لوگوں کا ذکر ہو تو عمر

Islam The World Religion

کی بات ضرور کرو۔

(23)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ لَهٗ : يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ! قَدْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ هُوَ ؟ قَالَ : فِي الْجَنَّةِ هُوَ ، قَالَ : تُوُفِّيَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَيْنَ هُوَ ؟ قَالَ: ذَاكَ الْاَوَّاهُ عِنْدَ كُلِّ خَيْرٍ يَبْتَغِيْ ، قَالَ : تُوُفِّيَ عُمَرُ فَاَيْنَ هُوَ ؟ قَالَ: اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّ هَلًا بِعُمَرَ (المصنف لعبد الرزاق:20406)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن زید نے پوچھا کہ: اے ابو عبدالرحمن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے، وہ کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ جنت میں ہیں۔ انہوں نے کہا ابوبکر وصال فرما گئے، وہ کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ بہت آہیں بھرنے والے تھے، ہر بھلائی کے متلاشی تھے۔ انہوں نے کہا عمر وصال فرما گئے، وہ کہاں ہیں؟ فرمایا: جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو۔

(24)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلًا بِعُمَرَ ، اِنَّ اِسْلَامَ عُمَرَ كَانَ نَصْرًا ، وَاِنَّ اِمَارَتَهٗ كَانَتْ فَتْحًا ، وَاَيْمُ اللهِ مَا اَعْلَمُ عَلَى الْاَرْضِ شَيْئًا اِلَّا وَجَدَ فَقْدَ عُمَرَ حَتَّى الْعِضَاةَ ، وَاَيْمُ اللهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهٗ وَيُرْشِدُهٗ ، وَاَيْمُ اللهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ الشَّيْطَانَ يَفْرَقُ مِنْهُ اَنْ يُحْدِثَ فِي الْاِسْلَامِ حَدَثًا ، فَيَرُدَّ عَلَيْهِ عُمَرُ ، وَاَيْمُ اللهِ لَوْ اَعْلَمُ كَلْبًا يُحِبُّ عُمَرَ لَاَحْبَبْتُهٗ (المعجم الکبیر للطبرانی:8725،مجمع الزوائد:14469)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو، بے شک ان کا اسلام لانا مدد تھا اور ان کا امیر بننا فتح تھا۔ اور اللہ کی قسم میں روئے زمین پر کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس نے عمر کی کمی محسوس نہ کی ہو حتیٰ کہ کانٹے دار درختوں نے بھی عمر کی کمی محسوس کی۔ اور اللہ کی قسم مجھے ایسے لگتا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو اسے سیدھا رکھتا ہے اور اسے ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ کی قسم مجھے ایسے لگتا تھا جیسے شیطان اس سے خائف رہتا تھا کہ اگر اس نے اسلام میں کوئی نئی بدعت ایجاد کی تو عمر اسے واپس اسی کی طرف لوٹا دے گا۔ اور اللہ کی قسم اگر مجھے پتا چل جائے کہ فلاں کتا عمر سے محبت کرتا تھا تو میں اس کتے سے

Islam The World Religion

بھی محبت کروں گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ: زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ وَبِذِكْرِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّاب یعنی اپنی محفلوں کو نبی پر درود اور عمر کے ذکر سے سجایا کرو (کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۳۲۵ مصنفہ امام شعرانی)۔

(25)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَعْبٌ: لَوْ دَعَا عُمَرُ لَأُخِّرَ فِيْ أَجَلِهِ، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: "إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" (الاعراف:34)، قَالَ: وَقَدْ قَالَ: "وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِيْ كِتَابٍ" (فاطر:11) (المصنف لعبد الرزاق:20386)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسیب فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ﷺ کو زخمی کیا گیا تو کعب نے فرمایا: اگر عمر دعا فرما دیتے تو ان کی موت میں تاخیر کر دی جاتی، لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ: جب ان کی موت آ جاتی ہے تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔ کعب نے جواب دیا: اللہ نے فرمایا ہے: کسی عمر دیے جانے والے کی عمر میں جو بھی اضافہ یا کمی کی جاتی ہے وہ کتاب میں موجود ہے۔

(26)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ ہجرت فرمائی (ابنِ عساکر، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۲۸۶)۔ آپ نے تلوار لٹکالی، تیر کمان سنبھال لیے اور کعبہ کا طواف کیا اور مقامِ ابراہیم پر دو نفل پڑھے اور کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے قریش کے حلقوں کے پاس فرداً فرداً گئے اور فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسکی ماں اسے روئے، بچے یتیم ہوں اور زوجہ بیوہ ہو، وہ میرے پیچھے آ جائے، یہ فرما کر ہجرت کر گئے۔ آپ کے پیچھے کوئی بھی نہ گیا۔

(27)۔ عمر میرے ساتھ اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا، عمر جہاں بھی جائے (دلائل النبوۃ للبیہقی: ۱۷۱:۳، المعجم الاوسط: ۶۶۲۹، کنز العمال: ۳۲۷۳۲)۔

(28)۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا (بخاری: ۴۹۸۶)۔

(29)۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمام لوگوں کا علم ترازو کے ایک پلڑے

Islam The World Religion

میں رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر کا پلڑا بھاری ہے (مستدرک حاکم: ۴۵۵۳)۔

حبیبِ کریم ﷺ نے آپ سے فرمایا: یَا اَخِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِكَ یعنی اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنا بھائی کہا، یہ اعزاز میرے نزدیک پوری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے (مسندِ احمد: ۱۹۵)۔

وقال ابن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَقَدْ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهٗ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَلَمَجْلِسٌ كُنْتُ اَجْلِسُهٗ مَعَ عُمَرَ اَوْثَقُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَمَلِ سَنَةٍ (الاستیعاب صفحہ 554)۔

ترجمہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام کی تحقیق یہ تھی کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے اپنے ساتھ لے گئے، اور عمر کی مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا مجھے ایک سال کے عمل سے زیادہ پسند تھا۔

(30)۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے پر کوئی بکری کا بچہ بھی بھوکا مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ مجھے اس کے بارے میں پوچھا نہ جائے (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۷۳)۔

(31)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ (بخاری: 3633، 3676، 3682، 7019، 7020، مسلم: 6196، 6197، ترمذی: 2289)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں کنویں سے ایک ڈول کھینچ رہا ہوں جو لکڑی کی چرخی پر لگا ہوا ہے، پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے ایک ڈول یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور (انکے ہاتھ میں) وہ ڈول بہت بڑا ہو گیا اور میں نے انکی مثل انتہاء درجے کا کام کرنے والا نہیں دیکھا جو حیران کر کے رکھ دے، حتیٰ کہ تمام لوگ سیراب

Islam The World Religion

ہوکراس طرح پیچھے ہٹ گئے جیسے اونٹ اپنے مشرب سے سیراب ہونے کے بعد پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔

(32)۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے فرمایا: مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِیْ مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِیْ یعنی جس چیز کے بارے میں تم سمجھو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے پوچھ لو (بخاری:۴۹۱۳)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شَهِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَأَرْضَاهُمْ (اَحَبُّهُمْ كَمَا فِیْ مُسْلِمٍ) عِنْدِیْ عُمَرُ یعنی مجھے پسندیدہ مردانِ خدا نے حدیث بیان کی ہے، اوران میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اورمحبوب عمر ہے(بخاری:۵۸۱،مسلم:۱۹۲۱،ترمذی:۱۸۳،ابوداود:۱۲۷۶،نسائی: ۵۶۱،ابن ماجہ:۱۲۵۰)۔

(33)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ حِصْنًا حَصِيْنًا لِلْإِسْلَامِ، يَدْخُلُ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ، فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ فَثُلِمَ مِنَ الْحِصْنِ ثُلْمَةٌ، فَهُوَ يَخْرُجُ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِ، وَكَانَ إِذَا سَلَكَ طَرِيْقًا وَجَدْنَاهُ سَهْلًا، فَإِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّ هَلًا بِعُمَرَ، فَصْلًا مَا بَيْنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ، وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أَخْدِمُ مِثْلَهُ حَتّٰى أَمُوْتَ۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلًا بِعُمَرَ (المعجم الاوسط:5549)، وَقَالَ الْهَيْثَمِيْ سَنَدُهُ حَسَنٌ (انظر مجمع الزوائد:14427)۔وَالْآثَارُ فِيْهِ كَثِيْرَةٌ، مُخْتَلِفَةُ الْأَلْفَاظِ مَعْنَاهَا وَاحِدٌ (المصنف لعبدالرزاق:20407،المعجم الکبیر للطبرانی:8719،8729،8730)۔قال الھیثمی رواہ الطبرانی باسانید ورجال احدھا رجال الصحیح(مجمع الزوائد:14468)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بے شک عمر بن خطاب اسلام کے لیے مضبوط قلعہ تھے، اسلام میں کوئی داخل ہوتا تھا اور نکلتا نہیں تھا۔ جب عمر وفات پا گئے تو اسلام میں سوراخ ہوگیا، اب اس میں سے کوئی چیز نکلتی ہے اور داخل نہیں ہوتی۔ جب بھی وہ کسی راستے

Islam The World Religion

پر (صحابہ کی راہنمائی کرتے ہوئے) چلے تو ہم نے اسے آسان پایا، پس جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو، زیادتی اور کمی کے درمیان امتیاز ہو جائے گا، اللہ کی قسم میری حسرت ہے کہ میں اس جیسے مردِ خدا کی مرتے دم تک نوکری کرتا۔

(34)۔ عَنْ شَقِيقٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ ، قُلْتُ أَنَا ، كَمَا قَالَ ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ ، قُلْتُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ، وَالأَمْرُ وَالنَّهْيُ ، قَالَ: لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ، وَلَكِنِ الفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ البَحْرُ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ، قَالَ: إِذًا لاَ يُغْلَقَ أَبَدًا، قُلْنَا: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ البَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ، فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: اَلْبَابُ عُمَرُ (بخاری:525، مسلم:7268)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت شقیق (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہم حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو فتنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا: مجھے اسی طرح (لفظ بلفظ) یاد ہے جس طرح آپ (ﷺ) نے فرمایا تھا، انہوں نے فرمایا: تم اس (علم) کی ہمت رکھنے والے ہو، میں نے کہا: آدمی کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں جو فتنہ ہوتا ہے، نماز، روزہ، صدقہ، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے، حضرت عمر نے فرمایا: میری یہ مراد نہیں ہے، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جس کی موجیں سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گی، میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو اس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے، آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے، حضرت عمر نے پوچھا: آیا اس دروازہ کو کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ (حضرت حذیفہ نے) کہا: توڑا جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: پھر وہ دروازہ کبھی بند نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے پوچھا: کیا حضرت عمر اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حضرت

Islam The World Religion

حذیفہ نے کہا: ہاں! وہ اس طرح جانتے تھے جیسے کل (کے دن) سے پہلے رات ہے۔ میں نے ان کو ایسی حدیث بیان کی ہے جو بجھارت نہیں ہے، پھر ہم خود حضرت حذیفہ سے پوچھنے سے ڈرے، ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا، تو حضرت حذیفہ نے بتایا: دروزاہ حضرت عمر تھے۔

(35)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے تاریخ کو سن ہجری سے رائج کیا، سب سے پہلے بیت المال (اسٹیٹ بینک) کھولا، سب سے پہلے رمضان شریف میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام کیا جس کا ذکر صحیح بخاری میں موجود ہے، سب سے پہلے درّہ ہاتھ میں لیا جس کے بارے میں ضرب المثل ہے کہ عمر کا درّہ تمہاری تلوار سے زیادہ سخت ہے، سب سے پہلے متعدد شہر آباد کیے جن میں کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، مصر اور موصل شامل ہیں، سب سے پہلے مساجد کو قندیلوں کے ذریعے روشن کیا جس پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نَوَّرَ اللهُ عَلٰی عُمَرَ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا نَوَّرَ عَلَیْنَا فِیْ مَسَاجِدِنَا یعنی اللہ عمر کی قبر کو روشن کرے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے، سب سے پہلے سرکاری گودام کھولے جن میں آٹا اور کھجور وغیرہ رکھے جاتے تھے تاکہ مشکل وقت میں غریبوں کی مدد کی جاسکے، سب سے پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سڑک بنوائی، سب سے پہلے مسجد نبوی کو دوبارہ تعمیر کر کے اس میں فرش لگوایا، سب سے پہلے یہودیوں کو حجاز سے نکال کر شام میں بھیجا اور اہل نجران کو کوفہ بھیجا، آپ کو سب سے پہلے امیر المومنین کہا گیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷)۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

خصائص سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ یعنی یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے ہیں (الفتح:18)۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو کفارِ مکہ سے بات جیت کے لیے بھیجا۔ آپ کے قتل کی افواہ پھیلی تو نبی کریم ﷺ نے بدلہ لینے کے لیے چودہ سو صحابہ سے درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی جو بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کے متعلق قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(1)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ، بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ، عَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا (ابن ماجہ:110، مستدرک حاکم: 7011، وروی الحاکم مثلہ فی: 7008، 7009، 7010)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد کے دروازے کے پاس عثمان سے ملے تو فرمایا: اے عثمان یہ جبریل ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ نے ام کلثوم کے ساتھ آپ کے نکاح کا فیصلہ دیا ہے، رقیہ جتنے مہر کے ساتھ، اسی جیسی سنگت کے لیے۔

نبی کریم ﷺ کی دو شہزادیاں باری باری آپ کے نکاح میں آئیں۔ اعلانِ نبوت سے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا۔ وہ چودہ سال تک آپ کے نکاح میں رہیں۔ ۲ ہجری میں جنگِ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ بیمار ہو گئیں۔ حضور کریم ﷺ کی اجازت سے حضرت عثمان غنی ان کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ مگر پھر بھی حضور کریم ﷺ نے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ رکھا اور آپ بدری صحابہ میں شمار ہوئے۔ اسکے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے بنفس نفیس شرکت کی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی دوسری شہزادی سیدہ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا۔ حضرت امِ کلثوم کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا

Islam The World Religion

کہ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسے عثمان کے نکاح میں دے دیتا (شرح عقائد نسفی ۱۵۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷، نبراس صفحہ ۳۰۱)۔

نیز فرمایا: میں نے اللہ سے حکم پا کر اپنی بیٹیاں عثمان کے نکاح میں دی ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ طبرانی، نبراس صفحہ ۳۰۱)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا (ابنِ عساکر، صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۰، نبراس صفحہ ۳۰۱)۔

(2)۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سواء کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی بھی نبی کی دو بیٹیوں کا شوہر ہو (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷)۔

(3)۔ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ مرد ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کا شوہر ہونے کی وجہ سے آسمانوں میں بھی ذوالنورین کہا جاتا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷)۔

(4)۔ شہزادیٔ رسول سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ پہلے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروقِ اعظم نے مانگا، مگر حضور کریم ﷺ نے نہ دیا۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: عثمان کی جوڑی بہترین ہے، میں اپنی بیٹیاں خود نہیں بیاہتا، بلکہ اللہ تعالیٰ خود انہیں بیاہتا ہے خَيْرُ الشَّفِيْعِ لِعُثْمَانَ، مَا اَنَا اُزَوِّجُ بَنَاتِي وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُزَوِّجُهُنَّ (مستدرک حاکم:7010)۔

(5)۔ ایک مرتبہ شہزادیٔ رسول سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ میرا شوہر افضل ہے یا فاطمہ کا شوہر؟ آپ ﷺ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے، پھر فرمایا تیرا شوہر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، شہزادی پاک واپس ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ میں نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، آپ نے فرمایا ہے: میرا شوہر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں، ایک بات مزید بتا دوں، میں جنت میں داخل ہوا اور اس کا مقام دیکھا، میں نے اپنے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی اس کی منزل سے

Islam The World Religion

اونچا نہ دیکھا (مستدرکِ حاکم: ۲۰۱۳)۔

(6)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ الْقَرَشِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ وَهِيَ تَغْسِلُ رَأْسَ عُثْمَانَ، فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَحْسِنِيْ اِلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللهِ، فَاِنَّهٗ اَشْبَهُ اَصْحَابِيْ بِيْ خُلُقاً (المعجم الکبیر للطبرانی:96،مجمع الزوائد:14500)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عثمان قرشی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شہزادی کے پاس تشریف لے گئے اور وہ حضرت عثمان کا سر دھو رہی تھیں۔ تو فرمایا: اے بیٹی، ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتی رہنا، یہ اخلاق میں مجھ سے میرے تمام صحابہ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

(7)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ، فَقَالَ: اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ (مسلم:6209)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ اقدس میں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا لپٹا ہوا چھوڑ کر لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں ابوبکر نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی اور ان سے اسی حالت میں باتیں کرتے رہے۔ پھر عمر نے اجازت چاہی اور آپ نے اجازت دے دی اور اسی حالت میں گفتگو فرماتے رہے۔ پھر عثمان نے اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ جب وہ نکل گئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، ابوبکر داخل ہوئے تو آپ ان کیلئے نہیں اٹھے اور کوئی پرواہ نہیں کی پھر عمر داخل ہوئے تو آپ ان کیلئے نہیں اٹھے اور کوئی پرواہ نہیں کی پھر عثمان داخل ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرما لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص سے کیوں نہ حیاء کروں جس کا فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

Islam The World Religion

(8)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ (بخاری: 3130، 3698، 3704، 4066، 4514، 4515، 4650)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عثمان جنگ بدر میں موجود نہیں تھے، اسکی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی آپکی زوجہ تھیں اور آپ بیمار تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: آپ کو بدر میں شامل ہونے والے آدمی جتنا اجر ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی ملے گا۔

(9)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ لِلّٰهِ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ (مسند احمد: 16642، ترمذی: 3700، مستدرک حاکم: 4610)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا، اور آپ جیشِ عسرت کے لیے ترغیب دے رہے تھے، تو عثمان بن عفان کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ سو اونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے ہوئے، پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی، تو عثمان بن عفان کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، دو سو اونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے متعلق ترغیب دی، تو عثمان کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ کی خاطر تین سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر سے اترتے دیکھا اور آپ فرما

Islam The World Religion

رہے تھے: آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے گرفت نہیں، آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے گرفت نہیں۔

(10)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ اِلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ، قَالَ: فَبَایَعَ النَّاسُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ، فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَیْراً مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ (ترمذی:3702)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عثمان بن عفان مکہ والوں کی طرف نمائندہ بن کر گئے۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ کے کام اور اس کے رسول کے کام کے لیے گیا ہے، آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کا عثمان کا ہاتھ بننا، ان کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں سے افضل تھا۔

(11)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: مَنْ یَشْتَرِیْ بُقْعَۃَ آلِ فُلَانٍ فَیَزِیْدُھَا فِی الْمَسْجِدِ بِخَیْرٍ مِنْھَا فِی الْجَنَّۃِ؟ فَاشْتَرَیْتُھَا (ترمذی:3703،نسائی:3606،3607،3608،3609،3610)۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو فلاں لوگوں کا پلاٹ خرید کر مسجد میں شامل کردے اور اس کے بدلے میں جنت میں اس سے بہتر اجر پائے تو میں نے اسے خرید دیا۔

(12)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْجَنَّۃَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ، بَیْعُ الْحَقِّ حَیْثُ حَفَرَ بِیْرَ مَعُوْنَۃَ، وَحَیْثُ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ (مستدرک حاکم:4627)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن عفان نے نبی کریم ﷺ سے دو مرتبہ جنت خریدی، وہ حق کا سودا تھا جب انہوں نے معونہ کا کنواں کھدوایا، اور جب انہوں نے

Islam The World Religion

جیشِ عسرت کو تیار کیا۔

(13)۔ عَنْ اَنَسٍ : اَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ ، وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ ، وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ ، فَنَسَخُوْھَا فِی الْمَصَاحِفِ ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّھْطِ الْقُرَشِیِّیْنَ الثَّلَاثَۃِ : اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ ، فَاکْتُبُوْہُ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ ، فَاِنَّمَا نَزَّلَ بِلِسَانِھِمْ ، فَفَعَلُوْا ذٰلِکَ (بخاری:3506،4984،4987،ترمذی:3104)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عثمان نے حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو بلایا۔ انہوں نے قرآن مجید کو صحیفوں میں نقل کیا اور حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے فرمایا: جب آپ لوگوں کا زید سے قرآن کے کسی لفظ پر اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کے لہجے میں لکھنا، اللہ نے اسے ان کی زبان میں نازل فرمایا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(14)۔ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ ، یَعْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ ، عُثْمَانُ) ترمذی:3698، ابن ماجۃ:109)۔

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنی جنت میں ساتھی عثمان ہے۔

(15)۔ عَنْ اَبِیْ قَلَابَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَصْدَقُ اُمَّتِیْ حَیَاءً عُثْمَانُ (المصنف 7/488)۔

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں حیا میں سب سے زیادہ صادق عثمان ہے۔

(16)۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کَانَ عُثْمَانُ اَحْصَنَھُمْ فَرْجاً وَاَوْصَلَھُمْ رَحِماً (المصنف 7/488)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضرت عثمان تمام لوگوں سے زیادہ شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

Islam The World Religion

آپ نے دو دفعہ ہجرت فرمائی، پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ کی طرف (صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷)۔

(17)۔ عَنْ اَيَاسِ بْنِ سَلْمَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ لِعُثْمَانَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى. فَقَالَ النَّاسُ : هَنِيْئاً لِاَبِيْ عَبْدِ اللهِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ آمِناً. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَوْ مَكَثَ كَذَا وَ كَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰى اَطُوْفَ (المصنف 7/491)۔

ترجمہ: حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت فرمائی، تو لوگوں نے کہا ابوعبداللہ کو مبارک ہو وہ امن کے ساتھ کعبے کا طواف کرتا ہوگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواہ وہ سال ہا سال وہاں ٹھہرا رہے، اس وقت تک طواف نہیں کرے گا جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

(18)۔ عَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ قَالَ : قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ : اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْداً فَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ (مسند احمد: 407، ترمذی: 3711، ابن ماجہ: 113)۔

ترجمہ: حضرت ابوسہلہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے دار کے دن فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، لہٰذا میں اس پر صابر ہوں۔

(19)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : يَا عُثْمَانُ اِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصاً. فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. قَالَ : وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ (مسند احمد: 25040، ترمذی: 3705، ابن ماجہ: 112)۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عثمان یقیناً اللہ تجھے خلعت پہنائے گا، اگر لوگ اسے اتروانے کا ارادہ کریں تو مت اتارنا۔

(20)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ : يُقْتَلُ فِيْهَا هٰذَا مَظْلُوْماً لِعُثْمَانَ (ترمذی: 3708)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا ذکر کیا تو

Islam The World Religion

فرمایا: یہ عثمان اس فتنے میں مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا۔

(21)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخَيِّرُ اَبَابَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ (بخاری باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ: 3655)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے درمیان افضلیت بیان کرتے تھے، ہم سب سے افضل ابوبکر کو کہتے تھے، پھر عمر ابن خطاب کو، پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔

(22)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَداً، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری: 3697، ابوداود: 4627)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے درمیان افضلیت نہیں دیتے تھے۔

(23)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَيٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ابوداود فی باب فی التفضیل: 4628، ترمذی: 3707، المعجم الاوسط للطبرانی: 1692)۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: وَاَصْحَابُهُ مُتَوَافِرُوْنَ (مسند احمد: 4626، مسند ابی یعلیٰ: 5776، المعجم الکبیر للطبرانی: 12122)۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْنَا (مسند ابو یعلیٰ: 5597، المعجم الکبیر للطبرانی: 783، المعجم الاوسط: 8702، مجمع الزوائد: 14385)۔

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک روایت میں ہے کہ: صحابہ وافر تعداد میں

Islam The World Religion

تھے۔ایک روایت میں ہے کہ: یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی تھی تو آپ ﷺ انکار نہیں فرماتے تھے۔

(24)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :اُرِیَ اللَّیْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نُیِّطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَنُیِّطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ ، وَنُیِّطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ ، قَالَ جَابِرٌ : فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا:اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ، وَاَمَّا نُوْطُ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ فَھُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ ﷺ (ابوداود:4636)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ حضرت عمر اور ان کے ساتھ حضرت عثمان لٹکے کھڑے ہیں۔اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ یہ ساتھ لٹکنے والے اسی ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے اس مقصد کے لیے جو مقصد دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے۔

(25)۔ عَنْ سَفِیْنَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، رَأَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَاناً دُلِّیَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتَ بِاَبِیْ بَکْرٍ فَرَجَحْتَ بِاَبِیْ بَکْرٍ ، ثُمَّ وُزِنَ اَبُوْ بَکْرٍ بِعُمَرَ فَرَجَحَ اَبُوْ بَکْرٍ بِعُمَرَ ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ فَرَجَحَ عُمَرُ ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ، فَاسْتَھَلَّھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَآءُ (البزار:1567،مجمع الزوائد:8917)۔

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو لٹکایا گیا، آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو آپ ابوبکر سے بھاری تھے۔پھر ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو ابوبکر عمر سے بھاری تھے۔پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری تھے۔پھر ترازو اٹھالیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اسکی تعبیر خلافتِ نبوت سے فرمائی، پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے دے گا۔

(26)۔ تمام صحابہ میں مناسکِ حج کے سب سے بڑے عالم تھے، آپ کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نمبر ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷)۔

(27)۔ ایک شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا لہٰذا اللہ اس سے بغض رکھتا ہے اِنَّہٗ کَانَ یَبْغَضُ

Islam The World Religion

عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللهُ (ترمذی:۳۷۰۹)۔

آپ نے شہید ہوتے وقت تین بار فرمایا: اَللهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيد، وَرَبِّ الكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيد، وَرَبِّ الكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيد(ترمذی: ۳۷۰۳، نسائی:۳۶۰۸، دارقطنی:۴۳۹۱)

ترجمہ: اللہ اکبر، ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں۔

آپ کے دور میں سب سے زیادہ فتوحات ہوئیں۔اسلامی حکومت ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور یورپ کی مشرقی سرحد تک پھیل گئی(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۴۶ تا۱۶۱)۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

خصائص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : أَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ اِلٰى صَدَقَاتٍ الْاٰيَةِ (المجادلۃ:13)۔

ترجمہ: کیا تنہائی میں اپنی بات عرض کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے تم گھبرا گئے۔

اس آیت میں حکم ملا تھا کہ نبی کریم ﷺ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو۔اس پر صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہی عمل کیا تھا کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

(1)۔ عَنْ عَلِيٍّ الْمُرْتَضىٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا اُنْزِلَتْ "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً" (المجادلۃ:12)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ : مُرْهُمْ اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا قَالَ : بِكَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ : بِدِيْنَارٍ ، قَالَ : لَا يُطِيْقُوْنَ ، قَالَ : فَنِصْفِ دِيْنَارٍ ، قَالَ : لَا يُطِيْقُوْنَ ، قَالَ : فَبِكَمْ ؟ قَالَ : بِشَعِيْرَةٍ ، قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ (قَالَ) فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالىٰ : "أَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ" (المجادلۃ:13)، وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ : بِيْ خُفِّفَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (السنن الکبریٰ للنسائی:8537)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : جب قرآن کی آیت يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: انہیں صدقے کا حکم دو۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کتنے کا؟ فرمایا: ایک دینار کا۔انہوں نے عرض کیا، یہ طاقت نہیں رکھتے۔فرمایا: تو پھر نصف دینار کا، انہوں نے عرض کیا، یہ طاقت نہیں رکھتے۔فرمایا: پھر کتنے کا حکم دوں؟ عرض کیا، ایک دانے کا۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم تو نرے ہی زاہد ہو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: أَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ : میری وجہ سے اس امت پر آسانی کی گئی ہے۔

(2)۔ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ : اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَكْرٍ ، وَاَسْلَمَ

Islam The World Religion

عَلِیٌّ وَھُوَ غُلَامُ ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ ، وَاَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ النِّسَآءِ خَدِیْجَۃُ (ترمذی: 3734)۔

ترجمہ: بعض اہلِ علم (امامِ اعظم ابوحنیفہ) نے فرمایا: مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر ایمان لائے، اور علی اس وقت ایمان لائے جب آپ آٹھ سال کے بچے تھے اور خواتین میں سب سے پہلے اُم المومنین خدیجہ ایمان لائیں۔

(3)۔ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ: لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ ﷺ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا ، فَقَالَ: اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ ، فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللہِ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرِءَ ، حَتّٰی کَاَنْ لَمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ ، فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ قَالَ: اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ، ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللہِ فِیْہِ ، فَوَاللہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللہُ بِکَ رَجُلًا وَاحِدًا ، خَیْرٌ لَکَ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ (مسلم:۶۲۲۳، بخاری:۲۹۴۲)۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ: میں کل جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ جب صبح کو اٹھے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس امید پر پہنچے کہ ہمیں جھنڈا عطا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا: انہیں بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا، وہ ٹھیک ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی معتدل رفتار سے چل پڑو حتیٰ کہ ان کی رہائش

Islam The World Religion

گاہوں کے وسط میں پہنچ جاؤ پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ جو کچھ اللہ کے حقوق میں سے ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم اگر آپ کی وجہ سے اللہ نے ایک بندے کو بھی ہدایت دے دی تو وہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

(4)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے اور خیبر کے دن مجھے جھنڈا دیتے وقت میری آنکھوں پر لعابِ دھن لگایا ہے اس دن سے نہ میرے سر میں درد ہوا ہے اور نہ ہی میری آنکھیں آئی ہیں (مسند احمد: ۵۷۹، مسند ابویعلیٰ: ۵۹۳)۔

(5)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: أُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ، فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ (بخاری: 441، 3703)۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ کے گھر میں تشریف لائے تو حضرت علی کو گھر میں نہ پایا، تو فرمایا: تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہوئی تھی، وہ مجھ سے ناراض ہو کر نکل گئے، اور میرے پاس دوپہر کو آرام نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: دیکھو وہ کہاں ہے؟ وہ آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور وہ لیٹے ہوئے تھے، ان کی چادر ان کے کندھے سے گری ہوئی تھی، آپ پر مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: اٹھ اے ابوتراب، اٹھ اے ابوتراب۔

(6)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مسلم: 6221، بخاری: 4416، ابن ماجہ: 115)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گھر پر چھوڑا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا گیا: آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ پر پیچھے رہے اسی طرح آپ میری جگہ پر پیچھے رہیں، ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تخصیص فی الذکر ہے، ورنہ نبی کریم ﷺ ہر جنگ پر جاتے وقت کسی نہ کسی صحابی کو پیچھے خلیفہ بنا کر جاتے تھے۔

(7)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيٌّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لَاَنْ تَكُوْنَ لِیْ خَصْلَةٌ مِّنْهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ أُعْطِيَ حُمْرَ النَّعَمِ. قِيْلَ: وَمَا هُنَّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: تَزَوُّجُهٗ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَحِلُّ لَهٗ فِيْهِ مَا يَحِلُّ لَهٗ، وَالرَّايَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ (مستدرک حاکم: 4690)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب کو تین شانیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا ہوتی تو سرخ سونے سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہوتی، آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا: فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی مسجد میں رہائش جس کی وجہ سے ان کے لیے اس میں سے گزرنا وغیرہ حلال تھا، اور خیبر کے دن کا جھنڈا۔

(8)۔ عَنْ عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْنَا الْكَعْبَةَ، فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى مَنْكِبَيَّ، فَنَهَضَ بِهٖ عَلِيٌّ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ضُعْفَهٗ قَالَ لَهٗ: اِجْلِسْ فَجَلَسَ، فَنَزَلَ نَبِیُّ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: اِصْعَدْ عَلٰى مَنْكِبَيَّ، فَنَهَضَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ عَلِيٌّ: اِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَیَّ اَنِّیْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ (السنن الکبریٰ للنسائی: 8507)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا حتی

Islam The World Religion

کہ ہم کعبہ میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھوں پر سوار ہو گئے اور راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر اٹھ گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کمزوری دیکھی تو ان سے فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو وہ بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتر آئے، فرمایا: میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے کر اٹھ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق کو چھولوں۔

(9)۔ عَنْ عُمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا رَجَعُوْا مِنَ السَّفَرِ بَدَؤُوْا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا اِلٰى رِحَالِهِمْ. فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَشَكٰى بَعْضُهُمْ عَلٰى عَلِيٍّ. فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ: مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ، مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ، مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ (ترمذی:3712)۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: لوگ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور پھر اپنے گھروں کو جاتے تھے، ایک مرتبہ جب ایک دستہ واپس آیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا، بعض آدمیوں نے حضرت علی کے خلاف شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے غضب ظاہر ہوا اور فرمایا: تم لوگ علی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟ تم لوگ علی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟ تم لوگ علی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟ بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا محبوب ہے۔

(10)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ: اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ؟ قَالُوْا بَلٰى. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى

Islam The World Religion

كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ (مسند احمد:19175،ابن ماجۃ:121)۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم نامی جھیل کے پاس ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمام مومنوں کی جانوں سے زیادہ حق دار ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں ہر مومن کی جان سے زیادہ اُس کا حق دار ہوں۔سب نے کہا کیوں نہیں۔فرمایا: خدا گواہ ہے کہ جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے۔اے اللہ جو علی کو اپنا محبوب سمجھے تو اسے اپنا محبوب بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور فرمایا کہ: اے علی ابنِ ابی طالب آپ کو مبارک ہو آج کے بعد آپ ہر مومن مرد اور عورت کے محبوب ہیں۔

اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا رد کیا گیا ہے جیسا کہ بہت سے دوسرے پیاروں کی مخالفت کا رد کرنا دوسری احادیث میں مذکور ہے،اسے تخصیص فی الذکر کہتے ہیں، یہاں کلی طور پر تخصیص مراد نہیں ہوتی،جیسے اسد اللہ میں سیدنا امیر حمزہ کی تخصیص فی الذکر ہے۔

(11)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ : يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ اَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَّضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّيْنِ، قَدِ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، قَالُوْا مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ اَعْطٰى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترمذی:3715،مصنف ابن ابی شیبہ 7/497،السنن الکبریٰ للنسائی:8416،مستدرک حاکم:4679)۔

ترجمہ: حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن فرمایا: اے قریش کے گروہ، تمہیں ضرور باز آنا پڑے گا، ورنہ اللہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کی خاطر تلوار سے تمہاری گردنیں مار دے گا، اللہ نے ایمان پر اس کے قلب کا امتحان لے

Islam The World Religion

لیا ہے۔صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکر نے بھی پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضرت عمر نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ فرمایا: جوتوں کو گانٹھنے والا۔ اور آپ نے حضرت علی کو اپنا نعل مبارک دیا تھا جسے وہ سی رہے تھے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

(12)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: آخٰی رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ عَلِیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللہِ آخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ، فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ (ترمذی:3720)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی، تو حضرت علی روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا ہے اور میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ نہیں بنایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(13)۔ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ھِنْدٍ الْجَمَلِیِّ قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ: کُنْتُ اِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ وَاِذَا سَکَتُّ اِبْتَدَأَنِیْ (ترمذی: 3722، السنن الکبریٰ للنسائی:8506)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تو آپ عطا فرما دیتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ مجھ سے ابتداء فرماتے۔

(14)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللہِ ﷺ عَلِیًّا یَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاہُ فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاہُ مَعَ ابْنِ عَمِّہٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: مَا انْتَجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللہَ انْتَجَاہُ (ترمذی:3726، مصنف ابن ابی شیبہ 7/505)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے دن حضرت

Islam The World Religion

علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی۔ لوگوں نے کہا حضور نے اپنے چچا کے بیٹے سے لمبی گفتگو فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اس سے سرگوشی فرمائی ہے۔

(15)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ : یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُجْنِبُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ (ترمذی:3727،السنن الکبریٰ للنسائی:8428)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی اس مسجد میں میرے اور تیرے سواء کوئی جنابت کی حالت میں نہیں جا سکتا۔

(16)۔ یہ اعزاز صرف صدیق اکبر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے کہ ان کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں مگر ایک ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے (بخاری: ۳۶۵۴)۔ مسجد میں آنے والے سارے دروازے بند کر دو سوائے علی کے دروازے کے (ترمذی: ۳۷۳۲)۔

(17)۔ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَیْشاً فِیْھِمْ عَلِیٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیّاً (ترمذی:3737)۔

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی تھے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک تو مجھے علی نہ دکھائے۔

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (ترمذی:3723)۔ وَقَالَ التِّرْمَذِیُ غَرِیْبٌ مُنْکَرٌ، وقال السیوطی حسن

وَ قَالَ الْعُلَمَاءُ جَمِیْعُ الصَّحَابَۃِ بِمَنْزِلَۃِ الْاَبْوَابِ (مرقاۃ المجلد 11 صفحته 345،حاشیۃ المحدث احمد علی السہارنفوری علی ترمذی المجلد 2 صفحته 213)۔ وَقَالَ

Islam The World Religion

الطِّیْبِی لَعَلَّ الشِّیْعَۃَ تَتَمَسَّکُ بِھٰذَا التَّمْثِیْلِ اَنَّ اَخْذَ الْعِلْمِ وَالْحِکْمَۃِ مِنْہُ مُخْتَصٌّ بِہٖ لَا یَتَجَاوَزُہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ اِلَّا بِوَاسِطَتِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِاَن الدار انما یدخل الیھا من بابھا ، ولا حجۃ لھم بہ اذ لیس دار الجنۃ بأوسع من دار الحکمۃ فلھا ثمانیۃ ابواب (طیبی شرح مشکوٰۃ المجلد 11 صفحتہ 269، مرقاۃ المجلد 11 صفحتہ 346، قوت المغتذی المجلد 2 صفحتہ 214)۔ و قال الشیخ المحقق عبد الحق المحدث الدھلوی : شک نیست کہ علم آنحضرت از جناب صحابہ دیگر نیز آمدہ و مخصوص بمرتضیٰ نیست الخ (اشعۃ اللمعات المجلد 4 صفحتہ 677)۔ و قال الشاہ عبد العزیز الدھلوی : آں شرط یا زیادہ ازاں شرط در دیگراں ھم بروایتِ اھلِ سنت ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ 212)۔ وَ قَالَ اللہ تعالیٰ : یعلمھم الکتاب والحکمۃ ، فثبت ان جمیع الصحابۃ تعلموا الکتاب والحکمۃ من النبی الکریم ﷺ ، وقال رسول اللہ ﷺ بلغوا عنی ولو آیۃ وقال فلیبلغ الشاھد الغائب، فثبت ان جمیع الصحابۃ بمنزلۃ الابواب، منھم من جمع القرآن کابی بکر وعثمان، و منھم من ھو اقراء، ومنھم من ھو اعلم بالحلال والحرام، ومنھم من ھو افرض ، و منھم من ھو اقضی، و منھم من بعث الی الیمن، و منھم من بعث الی مصر و منھم من بعث الی الکوفۃ، و منھم من ھاجر الی الشام، ومنھم من اتی الیھم الناس من اطراف العالم رضی اللہ عنھم اجمعین وجزاھم اللہ عن جمیع الامۃ خیرا۔

و فی روایۃ عن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (مستدرک حاکم: 4695)۔ وَ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ، لکن کذّبہ الذھبی

وَقَالَ الذَّھَبِیُّ وَابْنُ الْجَوْزِیِّ وَ النَّوَوِی وَالْجَزَرِی وَابْنُ کَثِیْرٍ وَ اِبْنُ تَیْمِیَۃَ مَوْضُوْعٌ وَ قَالَ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ لَا اَصْلَ لَہٗ، وَلَفْظُ النَّوَوِیِّ: حَدِیْثٌ بَاطِلٌ (تہذیب الاسماء واللغات 1/379) وَقَالَ الْبُخَارِی مُنْکَرٌ وَلَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ، وَ قَالَ التِّرْمَذِیْ مُنْکَرٌ غَرِیْبٌ، وقال القرطبی: أَبُوبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ أَعْلَمُ مِنْہُ، وَقَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ أَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" وَھُوَ حَدِیْثٌ بَاطِلٌ، النَّبِیُّ ﷺ مَدِیْنَۃُ عِلْمٍ وَأَصْحَابُہٗ أَبْوَابُھَا، فَمِنْھُمُ الْبَابُ الْمُنْفَسِحُ، وَمِنْھُمُ الْمُتَوَسِّطُ، عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِھِمْ فِی الْعُلُوْمِ (تفسیر القرطبی 9/286)۔ وَقَالَ الشَّاہُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ: ایں خبر نیز مطعون است، وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ وَعَلِیُّ الْقَارِی حَسَنٌ

Islamic The World Religion

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اس حدیث میں بھی تخصیص فی الذکر موجود ہے اور ہر صحابی علم کے شہر کا دروازہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ کہا ہے، یہ ان کی تخصیص فی الذکر ہے، اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اسد اللہ کہنا جائز ہے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں۔

(18)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ قَاضِياً فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِيْ وَاَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَاِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّهُ اَحْرٰى اَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِياً، اَوْ: مَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ (ابو داؤد: 3582، السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب آداب القاضی باب: 58: 20487، ابن ماجہ: 231، السنن الکبریٰ للنسائی: 8417، مسند احمد: 1341، مستدرک حاکم: 3716)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں، میرے پاس فیصلے کا علم نہیں، تو فرمایا: اللہ تیرے قلب کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا، جب بھی دو فریقین تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ ہرگز نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جیسا کہ پہلے کی بات سنی تھی، اس لیے کہ اسے اپنی بات بیان کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں مسلسل فیصلے دیتا رہا اور مجھے کبھی فیصلے میں شک نہیں ہوا۔

(19)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم: 4714)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ اہلِ

Islam The World Religion

مدینہ میں سب سے بڑے قاضی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(20)۔ عَنْ حَبْشِيِّ بِنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِن عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَو عَلِيٌّ (ترمذی:3719، السنن الکبریٰ للنسائی:8459، ابن ماجہ:119)۔

ترجمہ: حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، میری ادائیگی یا میں کرسکتا ہوں یا علی۔

(21)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ ، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ ، قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ ، قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ا ، ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ ؟ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ ، اِنْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ (بخاری:3704)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں پوچھا، آپ نے ان کے اعمال کی خوبیاں بیان فرمائیں، پھر فرمایا: شاید تمہیں یہ باتیں بری لگی ہیں؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اللہ تمہاری ناک رگڑے۔ پھر اس نے حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں آپ سے پوچھا، آپ نے ان کے اعمال کی خوبیاں بیان فرمائیں، اور فرمایا: وہ ہے اس کا گھر، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے درمیان، پھر فرمایا: شاید تمہیں یہ باتیں بری لگی ہوں؟ اس نے کہا بالکل، آپ نے فرمایا: اللہ تمہاری ناک رگڑے، یہاں سے چلا جا، میرا جو کرنا ہے کرلے۔

(22)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِي وَلِعَلِيٍّ : أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ ؟ قُلْنَا : بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ ! قَالَ : أُحَيْمِرُ ثَمُودِ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هٰذِهِ ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى قَرْنِهِ ، حَتَّى يَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهِ ، وَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ (السنن الکبریٰ للنسائی:8538، مستدرک حاکم:4648)۔

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اور

Islam The World Religion

حضرت علی سے فرمایا: میں تمہیں لوگوں میں سے سب سے بڑے بدبخت کے بارے میں بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا: ثمود کا سرخ رنگ والا شخص جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تجھے یہاں مارے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سر کی چوٹی پر رکھا، حتیٰ کہ اس سے یہ چیز تر ہو جائے گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی مبارک کو پکڑا۔

(23)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا جُلُوْساً نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ اِلَیْنَا قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِہٖ، فَرَمٰی بِہَا اِلٰی عَلِیٍّ، فَقَالَ: اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ یُّقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ، فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: اَنَا؟ فَقَالَ لَا، قَالَ عُمَرُ: اَنَا؟ قَالَ لَا، وَلٰکِنْ صَاحِبُ النَّعْلِ (السنن الکبریٰ للنسائی:8541)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا، آپ نے اسے حضرت علی کی طرف پھینکا اور فرمایا: تم میں سے ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جیسا کہ میں نے اس کے نزول پر جنگ کی ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا: نہیں بلکہ جوتے والا۔

(24)۔ عَنْ عَلِیٍّ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: اَنَا فَقَأْتُ عَیْنَ الْفِتْنَۃِ وَلَوْلَا اَنَا مَا قُوْتِلَ اَھْلُ النَّھْرَوَانِ، وَلَوْلَا اَنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تَتْرُکُوا الْعَمَلَ لَاَخْبَرْتُکُمْ بِالَّذِیْ قَضَی اللہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمَا لِمَنْ قَاتَلَھُمْ، مُبْصِراً لِضَلَالَتِھِمْ، عَارِفاً بِالْھُدَی الَّذِیْ نَحْنُ عَلَیْہِ (السنن الکبریٰ للنسائی:8574)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے فتنے کی آنکھ پھوڑ دی ہے، اگر میں نہ ہوتا تو اہل نہروان سے جنگ نہ ہوتی، اور اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ آپ لوگ عمل چھوڑ دو گے تو میں آپ کو بتا دیتا کہ اللہ نے ان کی گمراہی کو دیکھتے ہوئے اور ہمارے ہدایت پر ہونے کو جانتے ہوئے، ان کے خلاف جنگ کرنے والوں کے لیے تمہارے نبی کی زبان سے کیا اجر بیان کرایا ہے۔

Islam The World Religion

(25)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالآخِرُ عَنْ نَفْسِهٖ، فَقِيْلَ لَهُ : فَقَالَ : اَمَرَنِيْ بِهٖ، يَعْنِيْ : اَلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَاأَدَعُهُ اَبَداً (ترمذی:1495،مسند احمد:1285،ابوداؤد:2790)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ دو بکرے ذبح کرتے تھے، ایک نبی کریم ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے۔ آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا تھا لہٰذا میں اسے کبھی ترک نہیں کروں گا۔

(26)۔آپ نے حضور کریم ﷺ کو غسل دیا (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ : قَالَ لَمَّا غَسَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يُلْتَمَسُ مِنَ الْمَيِّتِ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَقَالَ : بِأَبِي ،الطَّيِّبُ، طِبْتَ حَيّاً وَطِبْتَ مَيِّتاً (ابن ماجۃ:1467)۔

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو عام میت سے جو کچھ ظاہر ہوسکتا ہے آپ نے اس پر غور کیا، لیکن کچھ نہ پایا، تو فرمایا: میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ زندگی میں بھی پاک صاف تھے اور وصال کے بعد بھی پاک صاف ہیں۔

(27)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى، اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهُ، وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ، ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَاٰنِي عَلٰى اَنْ يَبْهَتَنِي (مسند احمد:1376، السنن الکبریٰ للنسائی:8488، مسند ابویعلی:534، مستدرک حاکم:4680، مجمع الزوائد:14762، مصنف ابن ابی شیبہ 7/506)۔اَلْحَدِيْثُ حَسَنٌ و مثلہ فی نہج البلاغۃ خطبۃ رقم:127

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی آپ کی مثال عیسیٰ جیسی ہے۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں پر الزام لگادیا اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی اور ان کو اس مقام پر مانا جس کے وہ حق دار نہیں تھے۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ

Irfan The World Religion

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہوجائیں گے۔حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری شان اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں ہوں اور مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میرا بغض مجبور کرے گا کہ مجھ پر الزام لگائے۔

(28)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْن عَلَيهِ الرَّحْمَةُ اَنَّهٗ كَانَ يَرىٰ اَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوىٰ عَنْ عَلِيٍّ الْكِذْبُ (بخاری:3707)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ تھی کہ عام طور پر جو باتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ جھوٹ ہوتا ہے۔

(29)۔ مختلف جنگوں میں مختلف صحابہ کرام کے ہاتھ میں جھنڈا دیا جاتا تھا۔نبی کریم ﷺ نے بدر کی جنگ میں جھنڈا آپکے ہاتھ میں دیا (مستدرکِ حاکم:۴۶۴۱)۔اسی جنگ میں حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے بارے میں فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں اور اسرافیل بھی صف میں موجود ہیں (مستدرکِ حاکم:۴۱۷۱)۔

(30)۔ محبوب کریم ﷺ کی اولاد کریم کے جدامجد ہیں (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)۔

(31)۔ ہجرت کی رات حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر سوئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

باب دوم:

کتاب المناقب

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

اَلۡبَحۡرُ الۡعَمِیۡقُ فِیۡ مَنَاقِبِ الصِّدِّیۡقِ

زمانہِ خلافت: ۱۱ تا ۱۳ ہجری بمطابق ۶۳۲ تا ۶۳۴ عیسوی

نام ونسب

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے (مستدرکِ حاکم: ۴۴۵۸، طبرانی: ۱)۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اُم الخیر ہے۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں مسلمان تھے۔ آپ نے اپنے والدین کی زندگی میں وفات پائی (طبرانی کبیر: ۲)۔

قبولِ اسلام

صحابہ اور تابعین وغیر ہم میں سے خلائق کا یہ فیصلہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر ایمان لائے۔ بعض لوگوں نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خدیجہ ایمان لائیں رضی اللہ عنہم۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ مَردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق، بچوں میں سب سے پہلے علی المرتضیٰ اور خواتین میں سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں رضی اللہ عنہم (ترمذی: ۳۷۳۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰)۔

امت میں سب سے افضل

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور افضلیت پر دس آیات اور بے شمار احادیث کتاب الخصائص میں بیان ہو چکی ہیں۔ طلباء انہیں یاد رکھیں یا دوبارہ دیکھ لیں۔

اللہ کریم نے قرآن مجید میں آپ کو اتقی قرار دیا ہے یعنی سب سے بڑا متقی (الیل: ۱۶)،

Islam The World Religion

علم کے بغیر تقویٰ ممکن نہیں، لہٰذا اس آیت کی روشنی میں آپ افضل اور اعلم دونوں ثابت ہوئے۔

بے شمار احادیث سے آپ کی افضلیت ثابت ہے مثلاً (بخاری: ۴٦٧) اور اس پر تمام صحابہ سمیت پوری امت کا اجماع ہے کہ اس امت کے اولیاء میں سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں (بخاری: ۳٦۵۵، الیواقیت والجواہر صفحہ ۷۴۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۳، صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۹، سبع سنابل صفحہ ۵٦)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا (فضائل الصحابۃ: 137، ابو نعیم: 3159، المعجم الاوسط للطبرانی: 7306، مجمع الزوائد: 14313)۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی نے حضرت عمر کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہا، یہ بات سیدنا عمر کو معلوم ہوئی تو آپ اسے کوڑے مارنے لگ گئے حتیٰ کہ اس کا پیشاب خطا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل تھے، اس لحاظ سے اور اس لحاظ سے۔ پھر فرمایا: جس نے اس عقیدے کی مخالفت کی ہم اس پر وہی حد لگائیں گے جو مفتری پر لگاتے ہیں فَجَعَلَ ضَرْباً بِالدِّرَّةِ حَتّٰى شَغَرَ الخ (فضائل الصحابۃ لاحمد ابن حنبل حدیث نمبر ۳۹٦)۔ اسنادہٗ صحیح

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حدِ مفتری کا مزید اعلان بھی دیگر احادیث میں موجود ہے خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ، فَمَنْ قَالَ غَيْرَ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِيْ (السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۱۲۹۲، شرح اصول اعتقادِ اہل السنۃ: ۲۴۴۸)۔

ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں

Islam The World Religion

کوڑے مارتا لَوْ اَخْبَرْتَنِیْ اَنَّكَ رَأَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ لَاَوْجَعْتُكَ عُقُوْبَةً (کتاب الآثار لابی یوسف: ۹۲۴)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِیِّ (فضائل صحابہ: ۴۹، المؤتلف والمختلف جلد ۳ صفحہ ۹۲)۔

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا۔

حضرت علقمہ تابعی فرماتے ہیں: عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ ضَرَبَ عَلْقَمَةُ هٰذَا الْمِنْبَرَ فَقَالَ: خَطَبَنَا عَلِیٌّ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ ذَکَرَ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ یَّذْکُرَ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اَنَّهُ بَلَغَنِیْ اَنَّ قَوْماً یُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَلَوْ کُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِیْ ذَالِكَ لَعَاقَبْتُ فِیْهِ وَلٰکِنْ اَکْرَهُ الْعُقُوْبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، مَنْ قَالَ شَیْئاً مِنْ ذَالِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ عَلَیْهِ مَا عَلَی الْمُفْتَرِیِّ، خَیْرُ النَّاسِ کَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَحْدَثْنَا بَعْدَهُمْ اِحْدَاثاً یَقْضِی اللهُ فِیْهَا (السنۃ لعبداللہ :1322، السنۃ لابن ابی عاصم :1027)۔ اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت علقمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے منبر پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ہمیں علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر بیٹھ کر خطاب فرمایا، آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر اللہ کو جس قدر منظور تھا بیان فرمایا، پھر فرمایا: خبردار! مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتے ہیں، اگر میں نے اسکے بارے میں پہلے سزا کا اعلان کر دیا ہوتا تو میں اُن لوگوں کو سزا دیتا، لیکن میں اعلان سے پہلے سزا کو ناپسند کرتا ہوں، جس نے آئندہ ایسا کہا وہ بہتان باندھنے والا ہوگا اور اسے بہتان باندھنے والے مفتری والی سزا ملے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر۔ پھر ان لوگوں کے بعد ہم میں نئے نئے واقعات ہوئے جن کا فیصلہ اللہ فرمائے گا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَبُوْبَکْرٍ وَ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں (ابن ماجہ: ۱۰۶، مسند احمد: ۸۳۶)۔

Islam The World Religion

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ھٰذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِیٍّ یعنی یہ حدیث سیدنا علی سے تواتر کے ساتھ مروی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸)۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ دنیا میں عقائد کی سب سے پہلی کتاب میں لکھتے ہیں: اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (فقہ اکبر مع شرح صفحہ ۶۱، ۶۲)۔

مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ: اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِیِّنَا اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں: خلفائے راشدین نے خلافت بزورِ شمشیر یا جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی لِفَضْلِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِیْ عَصْرِهٖ وَزَمَانِهٖ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ کثرت سے بیان فرمائے ہیں وَمَنَاقِبُ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَثِیْرَۃٌ جِدًّا (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۰)۔

حضرت علامہ سید ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ھُوَ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ وَاَعْلَمُھُمْ یعنی آپ تمام صحابہ سے افضل بھی ہیں اور سب سے زیادہ علم والے بھی ہیں (فتاویٰ شامی جلد 5 صفحہ 552)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اتنے خطبات اور فصول ابوبکر و عمر کی مدح وثنا میں منقول ہیں کہ ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی باغی کے پاس بھی دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر علماءِ اہل سنت ابوبکر و عمر کی افضلیت بلکہ قطعیت پر استدلال کرنے کے لیے ان دلائل پر اکتفا کرلیں تو یہ دلائل اس مقصد کے لیے کافی وافی ہیں گر علماء اہل سنت وجماعت در افضلیت ابوبکر و عمر بلکہ در

Islam The World Religion

قطعیت آں بھماں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی وافی بود (تکمیل الایمان صفحہ ٦٤)۔

امامِ اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر بچہ جانتا ہے کہ اہلِ سنت کی تمام کتب میں اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ ہے۔ اگر نہایت صاف دن میں کفِ دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکارِ آفتاب روا ہے تو اس کا انکار بھی اسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ٩ صفحہ ٦١)۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو مقامِ خلوت حاصل ہے (بخاری: ٣٦٦٦، مسلم: ٦١٧٠)۔ آپ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کے مصلیٰ پر کھڑا کیا (بخاری: ٦٧٨)۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمام صحابہ تابعین اور جمیع صوفیاء وعلماء کا اجماع ہے کہ اس امت میں سب سے افضل واَعلم ہیں۔ اس افضلیت کی اصل وجہ روحانیت ہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اور صوفیاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ خود حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَافَضَلَکُمْ اَبُوْبَکْرٍ بِکَثْرَۃِ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَلٰکِنْ بِالسِّرِّ الَّذِیْ وُقِّرَ فِیْ قَلْبِہٖ یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگوں سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے (اخرجہ ترمذی الحکیم فی النوادر ٣/ ٥٥ من قول بکر ابن عبداللہ المزنی، احیاء العلوم صفحہ ٣٥، رسائل ابن عربی صفحہ ٣٠، الیواقیت والجواہر صفحہ ٤٣٧، سبع سنابل صفحہ ٦٢ مرفوعاً وھو قول الصوفیۃ وبہ ینبغی الاخذ فی ھذا الکتاب)۔

عَنْ صِلَۃَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: کَانَ عَلِیٌّ اِذَا ذُکِرَ عِنْدَہٗ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ: اَلسَّبَاقَ یَذْکُرُوْنَ السَّبَاقَ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اسْتَبَقْنَاہُ اِلٰی خَیْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَیْہِ اَبُوْبَکْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: 14332)۔

ترجمہ: حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابو

Islam The World Religion

بکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہِ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ابوبکر ہم سے سبقت لے گیا۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:

خواجہ اِول کہ اول یارِ اوست　　　ثانی اثنین اذہما فی الغارِ اوست

صدرِ دیں صدیق اکبر قطب حق　　　درہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

ترجمہ: سب سے اول پیرومرشد جو نبی کریم ﷺ کے پہلے یار تھے۔ غار کے اندر وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ دین کے صدر صدیق اکبر ہیں جو قطبِ حق ہیں۔ ہر کسی سے ہر معاملے میں آگے نکل گئے ہیں (منطق الطیر صفحہ ۲۸)۔

اس رباعی میں صدیق اکبر کو ''خواجہِ اول، یارِاول، ثانی اثنین، صدرِ دیں، صدیق اکبر، قطبِ حق اور ہر معاملے میں ہر کسی سے آگے قرار دیا گیا ہے، اللہ اکبر۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے کمال کے الفاظ لکھتے ہیں کہ:

شیخ الاسلام واز بعد انبیاء خیر الانام یعنی اسلام کے پیر اور نبیوں کے بعد تمام انسانوں سے افضل۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ مقدم جمیع خلائق است از پس انبیاءِ صلوات اللہ علیہم اجمعین و روا نہ باشد کہ کسی قدم پیشِ وی نہد یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان سے آگے قدم رکھے (کشف المحجوب صفحہ ۶۷، ۶۹)۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کوئی آدمی نہیں، اور ہم اس درجہ کی صدیقیت کسی کی نہیں دیکھتے، لہٰذا تمام اولیاء میں ارفع واعلیٰ ابوبکر صدیق ہیں اَرْفَعُ الْاَوْلِیَاءِ اَبُوْبَکْرٍ (رسائل ابن عربی صفحہ 80)۔

بلاشبہ یہ ہستی نبی کریم ﷺ کے بعد پوری امت کا مرشد کہلانے کی اولین مستحق ہے، جن کی شان میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، لَوْلَا اَنَّ اَبَابَکْرٍ اُسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰہُ یعنی اللہ کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت کوئی نہ کرتا (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

Islam The World Religion

صدیقی سلاسلِ طریقت

(1)۔نقشبندی سلسلہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بقیہ خلفاءِ راشدین کے علاوہ تقریباً تمام صحابہ فیض یاب ہوئے اوران کے فیض یافتہ صحابہ میں سیدنا سلمان فارسی سے جاری ہونے والا سلسلہ آج کے دور میں نقشبندی سلسلہ کہلاتا ہے۔

سلاسلِ طریقت کے اجراء پر سورت جمعہ کی آیت :وَآخَرِينَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوا بِهِمۡ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ واقعہ پیش آیا کہ: عَنۡ اَبِی هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ کُنَّا جُلُوساً عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَاُنۡزِلَتۡ عَلَیۡهِ سُورَةُ الۡجُمُعَةِ وَآخَرِينَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوا بِهِمۡ قَالَ قُلۡتُ مَنۡ هُمۡ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ فَلَمۡ يُرَاجِعۡهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثاً ، وَفِينَا سَلۡمَانُ الۡفَارِسِیُّ ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلۡمَانَ ، ثُمَّ قَالَ لَوۡ كَانَ الۡاِيۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِنۡ هٰؤُلَاءِ (بخاری:۴۸۹۷،مسلم:۶۴۹۸،ترمذی:۳۹۳۳)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی وَآخَرِينَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوا بِهِمۡ یعنی ”بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان سے نہیں ملے“۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی توجہ نہ فرمائی حتیٰ کہ میں نے تین بار سوال دوہرایا۔ہم میں سلمان فارسی بھی تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا۔فرمایا: اگر ایمان ثریا پر بھی موجود ہوگا تو ان فارسیوں میں سے ایک شخص وہاں بھی پہنچ جائے گا۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض قیامت تک جاری رکھنے میں سیدنا سلمان فارسی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔یہی حضرت سلمان صدیق اکبر کے خلیفہ بنے جن سے سلسلے کے اجراء پر قرآن، بخاری اور مسلم مشیر ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سلسلہ نقشبندیہ کے پہلے مرشد ہیں۔آپ نے حضرت سلمان

Islam The World Religion

فارسی کو خلافت دی۔ سلمان فارسی نے صدیق اکبر کے پوتے حضرت قاسم کو خلافت دی۔ حضرت قاسم نے حضرت امام جعفر صادق کو خلافت دی (رضی اللہ عنہم)۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا (بفضلہٖ تعالیٰ)۔

اس کے علاوہ تمام سلاسل میں اور پوری امت میں آپ کا فیض جاری ہے۔ آپ کے بغیر عشق و آگہی کی داستان آگے چل ہی نہیں سکتی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے مرشد حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر کے خلیفہ بھی تھے اور نواسے بھی۔ آپ کی والدہ حضرت اُم فروہ حضرت قاسم کی بیٹی ہیں۔ جبکہ حضرت اُمِ فروہ کی والدہ یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نانی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں، جن کا نام اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ہے۔ اسی لیے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکر نے دو دفعہ جنم دیا ہے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، مکتوبات امام ربانی جلد ا صفحہ ۴۰۷، مکتوب نمبر ۲۹۰)۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: ونسبت دیگر امام جعفر رضی اللّٰہ عنہ بہ پدر مادر خود است، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کہ از فقہاء سبعہ بودہ اند واز کبار ائمہ دین اند وایشاں را بحضرت سلمان فارسی رضی اللّٰہ عنہ است (رسالہ مشائخ طرق اربعہ، منصفہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز کما فی سالنامہ نقوش لاہور شمارہ ۱۳۹ صفحہ ۱۵۳)۔

(2)۔ چشتی سلسلہ میں صدیقی فیضان

سلسلہِ عالیہ قادریہ میں حضرت داؤد طائی قدس سرہ العزیز کے مرشد حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمۃ مذکور ہیں۔ درست! لیکن یہ بھی یاد رہے کہ داتا صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت داؤد طائی امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ اور طریقت میں حضرت حبیب بن سلیم راعی کے مرید تھے اندر طریقت مریدِ حبیب راعی بود (کشف المحجوب صفحہ ۱۱۶)۔

حضرت حبیب بن سلیم راعی تابعی ہیں اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے خاص مصاحب ہیں اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ

Islam The World Religion

خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔وصاحب سلمان فارسی بود الخ (کشف المحجوب صفحہ ۹۶)۔

جبکہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ صدیقِ اکبر کے خلیفہ ہیں۔

(3)۔تمام سلاسل میں صدیقی فیض

کاشفِ حقائق حضرت شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہِ مجاز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو جس طرح حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت حاصل ہے، اسی طرح تینوں خلفاء سے جو آپ سے پہلے ہیں انتساب ہے جو باتفاق اہلِ تحقیق ثابت ہے اور آپ نے تربیت باطنی تینوں خلفاء سے حاصل کی ہے۔ نیز حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی اور ان کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے، پس تمام سلسلوں کو در حقیقت حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے اور یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تک اور بھی طریقوں سے پہنچتا ہے (حضرات القدس صفحہ: ۲۳)۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا فیض سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیقِ اکبر کا

لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاری ہونے والے تمام سلاسل میں صدیقی فیض جاری ہے۔ اس کے علاوہ سیدنا حسن بصری قدس سرہ الاقدس نے جتنے صحابہ کی زیارت کی ہے وہ سب کے سب صدیقی فیضان سے بھی لبریز ہیں۔

(4)۔حواری سلسلہ

آپ رضی اللہ عنہ سے جاری ہونے والے ایک سلسلے کا نام "حواری" سلسلہ ہے۔

Islam The World Religion

حضرت علامہ محمد بن یحییٰ تازفی اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر حوار رضی اللہ عنہ پہلے رہزن تھے، قافلے کے قافلے تنہا لُوٹ لیا کرتے تھے۔ایک بار ایک قافلہ اترا۔آپ وہاں تشریف لے گئے، ایک خیمہ کی طرف گئے۔اس خیمے میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی "شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حوار کا دخل ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ آ جائیں" بس یہی سن کر ہدایت پا گئے۔خود فرمایا "ابوبکر تیری حالت یہ ہوگئی ہے کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کھاتی ہیں اور تو خدا سے نہیں ڈرتا"۔اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے۔رات کو سوئے تو خواب میں زیارتِ رسولِ اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔حضرت ابوبکر حوار نے عرض کیا: بیعت لیجیے! ارشاد فرمایا: "تجھ سے تیرا ہم نام بیعت لے گا" ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی۔آنکھ کھلی تو کلاہِ اقدس واقعی موجود تھی۔یہ سلسلہ حوار یہ آپ سے شروع ہوا (قلائد الجواہر صفحہ 304، جامع کرامات الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۴۲۵ از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ، ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۴ صفحہ ۴۴۴،۴۴۵)۔

حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: آپ نے اپنی زندگی میں یہ پاکیزہ صفات حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے اخذ کیے تھے اور معرفتِ خداوندی کے تمام اسرار و رموز آپ ہی سے سیکھے تھے اسی بنا پر حضرت شیخ علی ہجویری قدس سرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسلک تصوف کا امام گردانتے ہیں اور اکثر سلاسل تصوف آپ ہی پر منتہی ہوتے ہیں (دیباچہ کشف المحجوب صفحہ ۱۶)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محبوب کریم ﷺ کے بعد آج تک بے شمار اولیاء اور سادات کے ہاں اولاد نہ ہو سکی مگر اس کے باوجود وہ ابتر اور بے نشان نہیں بلکہ محبوب کریم ﷺ کے ہاتھ سے جامِ کوثر نوش فرمانے والے ہیں بلکہ خود حضور ﷺ کے کوثر میں شامل ہیں اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ۔

اس کے برعکس محبوب کریم ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے ہاں وقتی طور پر اولاد موجود تھی مگر عاقبت اور نتائج کے لحاظ سے اللہ کریم جل شانہ نے انہیں ابتر اور بے

Islam The World Religion

نشان قرار دیا ہے اور واقعی آج ان کی اولادوں کا نام ونشان باقی نہیں۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے اور آپ کی موجودگی میں سورۃ کوثر نازل ہوئی تھی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ معاذ اللہ دشمن رسول ہوتے تو آپ کا نام ونشان تک باقی نہ رہتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عظیم سلاسل طریقت یعنی سلسلۂ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کا چلنا، سہروردی سلسلے کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا آپ کی اولاد سے ہونا، سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا آپ کی پوتی اور پڑپوتی کی اولاد ہونا اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے تمام ائمہ اہلِ بیت کا ایک لحاظ سے صدیقی ہونا اور حضرت نجیب الدین سہروردی، مولانا جلال الدین رومی، حضرت فخر الدین عراقی، ملا احمد جیون اور علامہ شاہ احمد نورانی علیہم الرحمۃ جیسے جلیل القدر بزرگوں اور بے شمار اولیاء کا صدیقی ہونا اور آج تک آپ کی اولاد کا کثرت سے پایا جانا اور پوری کائنات میں آپ رضی اللہ عنہ کو عزت اور شرف حاصل ہونا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ابوجہل کی طرح اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا مصداق نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کا عکسِ فیضان موجود ہے حتیٰ کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ یعنی اے ابوبکر تو حوضِ کوثر پر بھی میرا یار ہے اور غارِ ثور میں بھی میرا یار ہے (ترمذی: ۳۶۷۰)۔

واضح رہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر کا تعلق اہل سنت وجماعت سے ہے اور آپ کا نام عثمان مروندی ہے۔ یہ بزرگ حضرت شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مرید ہیں اور پیشوائے اہلِ سنت حضرت شاہ جلال الدین سرخ بخاری بھی حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے مرید ہیں اور سلسلۂ عالیہ سہروردیہ اور قادریہ کے فیض یافتہ ہیں علیہم الرحمۃ والرضوان (چمنستانِ جلالی صفحہ ۹)۔

کراماتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہ صدیقہ (زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے بیلے جنگل کے مال میں سے بیس وسق تحفہ کے طور پر دے دیے تھے۔ جب

ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: اللہ کی قسم اے میری بیٹی مجھے اپنے بعد تمام لوگوں سے زیادہ تمہارا دولت مند ہونا پسند ہے۔ اور میرے بعد تجھ سے زیادہ کسی کی غربت مجھے ناگوار نہیں۔ میں نے تجھے بیس وسق تحفہ میں دیے تھے۔ اگر تم نے وہ قبضہ میں لے لیے ہوتے اور اپنے لیے مباح کر لیے ہوتے تو وہ تیرے تھے۔ مگر آج وہ وارثوں کا مال ہے۔ وہ تیرے دو بھائی ہیں اور دو بہنیں ہیں۔ اسے اللہ کی کتاب کے مطابق آپس میں تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ کی قسم یہ مال کتنا ہی زیادہ ہوتا میں نے چھوڑ دینا تھا۔ میری بہن تو اسماء ہے۔ دوسری کون ہے؟ فرمایا بنتِ خارجہ کے پیٹ والی۔ مجھے دکھایا جا رہا ہے کہ وہ لڑکی ہے (موطا مالک کتاب الاقضیۃ باب مالا یجوز من النحل حدیث: 40، شرح معانی الآثار جلد 2 صفحہ 225)۔ صحیح

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحابِ صفہ فقیر لوگ تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرا آدمی ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہے وہ پانچواں آدمی ساتھ لے جائے۔ یا چھٹا آدمی۔ یا جس طرح آپ نے فرمایا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کے ساتھ آئے۔ اب نبی کریم ﷺ دس آدمیوں کو ساتھ لے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو۔ فرماتے ہیں کہ (گھر کے افراد میں) میں تھا، میرے والد تھے اور میری والدہ تھیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے یاد نہیں شاید اپنی بیوی اور خادم بھی کہا۔ میرے اور ابوبکر کے گھر کے اندر اندر کے افراد۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے رات کا کھانا نبی کریم ﷺ کے ہاں کھایا۔ پھر کچھ دیر ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر واپس آ کر ٹھہرے حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ جتنی اللہ نے چاہی رات گزر گئی اور اس کے بعد فرمایا کیا تم نے انہیں کھانا کھلا دیا ہے؟ کہنے لگیں انہوں نے انکار کر دیا تھا جب تک آپ نہ آئیں۔ انہیں کھانا پیش کیا گیا تھا۔ انہیں نیند آ گئی۔ میں گئی اور کھانا سنبھال کے رکھ دیا۔ فرمایا اے پھوہڑ۔ انہیں جھاڑ پلائی اور برا بھلا کہا۔ اور ہمیں فرمایا کھانا کھاؤ اور میں خود ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ حتیٰ کہ تمام لوگ سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے زیادہ ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ آپ نے اپنی زوجہ سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ

Islam The World Religion

کیا ہے؟ کہنے لگیں نہیں مجھے پیارے کی قسم اب تو یہ اس سے بھی تین گنا زیادہ ہے جتنا پہلے تھا۔ پھر اس میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھایا اور کہا: یہ شیطان کی طرف سے تھا یعنی ان کا (نہ کھانے کی) قسم اٹھانا۔ پھر اس میں سے (وہ) لقمہ کھایا۔ پھر اسے اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ میں بھی صبح صبح حضور ﷺ کے پاس موجود تھا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ اس کی مدت گزر گئی۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو پہچانا۔ ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ چند آدمی تھے۔ اللہ بہتر جانتا ہے ہر آدمی کے ساتھ کتنے تھے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ان سب کے سب نے اس میں سے کھانا کھایا (بخاری:602، 3581، 6140، 6141، مسلم:5365، 5366، ابوداؤد:3270، 3271)۔ صحیح

خلافت

اللہ کریم جل شانہ نے قرآن میں وعدہ فرمایا ہے کہ: ایمان اور اعمال صالحہ والوں کو زمین میں خلافت عطا ہو گی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الْآيَة (النور: ۵۵)۔

خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اے عائشہ اپنے بھائی عبدالرحمن اور اپنے والد ابوبکر کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرتا رہے حالانکہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے ابوبکر کے سواء ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا ہے (مسلم:۶۱۸۱)۔

آپ ﷺ نے خود انہیں امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری:۶۸۳، مسلم:۹۴۳)۔

نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں آخری خطبہ دیا، اور فرمایا: کہ اپنی جان اور دولت کے ذریعے ابوبکر نے مجھ پر تمام انسانیت سے زیادہ احسان کیے ہیں، اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا اور مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں مگر ایک ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے (بخاری:۴۶۶، ۳۶۵۴)۔

اس خطبے کو آخری خطبہ کہو، یا خطبۂ منبر یہ کہو، یا خطبۂ خلافتِ صدیق کہو، یا خطبۂ وصیت کہو، سب درست ہے۔ اس میں صدیقِ اکبر کی خلافت کا واضح ثبوت موجود ہے۔

Islam The World Religion

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تمام صحابہ نے صدیق اکبر کو افضل ترین قرار دیا اور اسی افضلیت کی بنا پر انہیں خلافت کا حقدار ثابت کیا، سیدنا فاروقِ اعظم نے اسی موقع پر فرمایا: اَنْتَ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ ﷺ یعنی آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ پیارے ہیں (بخاری:۳۶۶۸)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ وَ اَنَا شَاھِدٌ وَمَا اَنَا بِغَائِبٍ وَ مَابِیْ مَرَضٌ فَرَضِیْنَا لِدُنْیَانَا مَا رَضِیَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا یعنی ابوبکر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے لیے خود امام بنایا تھا، میں موقع پر موجود تھا، میں غیر حاضر نہیں تھا نہ ہی مجھے کوئی مرض تھا کہ میں غائب ہوتا، لہٰذا جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کرلیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۲)۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ، وَ ذٰلِکَ اَنَّہُ اِضْطَرَّ النَّاسُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ فَلَمْ یَجِدُوْا تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَوَلَّوْہُ رِقَابَھُمْ یعنی تمام صحابہ ابوبکر کی خلافت پر متفق ہوگئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پوری تفتیش کی مگر آسمان کے چھت کے نیچے ابوبکر سے بہتر شخص نہ پایا اور اسی وجہ سے اپنی گردنیں ان کے حوالے کردیں (شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ :2673، تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)۔

زمانۂ خلافت کے اہم کارنامے

نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کی طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ مسیلمہ بنی حنیفہ کا سردار تھا، اس کا دعویٰ تھا کہ اللہ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک ٹھہرایا ہے۔ عرب کے نصاریٰ کی ایک عورت سجاع نے بھی نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اس نے اپنی فوج تیار کر رکھی تھی۔ یہ عورت مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل گئی اور اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ حضرت عکرمہ نے اکیلے ہی

Islam The World Religion

حملہ کر دیا جس کی وجہ سے نقصان ہوا۔ آپ واپس بلا لیے گئے۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ طلیحہ بن خویلد کی طرف سے فارغ ہو چکے تھے۔ انہیں مسیلمہ کے مقابلے کے لیے بھیجا گیا۔ سخت مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کی فوج کا نعرہ یا محمداہ تھا۔ مسیلمہ مارا گیا اور اس کی بیوی سجاع لاپتہ ہو گئی۔

طلیحہ بن خویلد بنی اسد کا سردار تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کیا، طلیحہ ہار گیا، مختلف ممالک میں گھومتا رہا، پھر دوبارہ توبہ کر لی۔ مدینہ پہنچ کر دربارِ خلافت میں معافی مانگ لی۔

اسود عنسی یمنی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہی اپنی نبوت کا شور مچا رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ کے سردار کو خط لکھا۔ اس کے آدمی فیروز نے اسود کو قتل کر دیا اور صبح اسکی چھت پر چڑھ کر اذان دے دی۔ اس کے مریدوں نے صدیقی دور میں دوبارہ سر اٹھایا۔ مہاجر بن امیہ کو بھیج کر ان کا استیصال کیا گیا۔

جنگِ موتہ کے شہداء کا بدلہ لینے کے لیے حضرت اسامہ کا لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں شام کی طرف جانے کے لیے تیار تھا۔ مگر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے راستے میں رک گیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کامیاب لوٹے۔

آپ نے منکرینِ زکوٰۃ اور مرتدین کے خلاف کارروائی کی۔ اس کارروائی سے بھی صحابہ کرام نے آپ کو منع فرمایا۔ مگر بعد میں ان کے سینے کھل گئے اور وہ اس کارروائی کی مصلحت اور حکمت کو سمجھ گئے۔

آپ کے دور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں عراق کے علاقے فتح ہوئے۔ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر شام کی طرف بھیجا گیا۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق سے بلا کر اس لشکر کی امداد کے لیے بھیجا گیا۔ اب حضرت خالد سالارِ اعظم بنے اور شام میں داخل ہو کر بصرہ اور اجنادین کو فتح کر لیا۔ یرموک میں دمشق کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے اور کام ادھورا رہ گیا۔

Islam The World Religion

(تقریباً یہ سارے حالات البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۹۸ تا ۳۲۷ پر موجود ہیں)۔

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روافض کی کتابوں سے

صدیق ماننا

(1)۔ امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اَبُو بَکرٍ الصِّدِّیقُ جَدِّیْ یعنی ابوبکر صدیق میرے نانا ہیں (احقاق الحق صفحہ ۷)۔

(2)۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی اُم فروہ ہے، جو حضرت قاسم کی بیٹی ہیں اور حضرت قاسم پوتے ہیں ابوبکر صدیق کے وَاُمُّهٗ اُمُّ فَرْوَةَ بِنْتُ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکرٍ الصِّدِّیقِ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)۔

(3)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرَ مُحَمَّداً بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ عَنْ حِلْیَةِ السُّیُوفِ فَقَالَ لَا بَأُسَ بِهٖ قَدْ حَلّٰی اَبُو بَکرٍ الصِّدِّیقُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سَیْفَهٗ قُلْتُ فَتَقُولُ الصِّدِّیقُ؟ قَالَ فَوَثَبَ وَ ثْبَةً وَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ قَالَ نَعَمْ اَلصِّدِّیقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّیقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّیقُ فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیقَ فَلَا صَدَّقَ اللهُ لَهٗ قَوْلاً فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الآخِرَةِ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۷)۔

امام باقر علیہ السلام سے عروہ بن عبداللہ نے پوچھا کہ تلوار کو زیور پہنانا جائز ہے کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی کا زیور پہنایا۔ عروہ نے کہا آپ ابوبکر کو صدیق کہہ رہے ہیں؟ آپ سخت جلال میں آ گئے، قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے۔ جو اسے صدیق نہ مانے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہ کرے آمین۔

(4)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے دوران غارِ ثور میں فلاں سے کہا: میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی دیکھ رہا ہوں جو سمندر میں کھڑی ہے اور انصاریوں کو ان کے خیموں کے صحن میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔ فلاں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا مجھے بھی دکھائیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اسے بھی نظر آنے لگے۔ رسول اللہ

Islam The World Religion

ﷺ نے اسے فرمایا: تو صدیق ہے۔ اَنْتَ الصِّدِّيْقُ (تفسیر قمی صفحہ 267)۔

شہزادی پاک اور سیدنا علی علیہما الرضوان کے نکاح کی تجویز

(1)۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر اور سعد سے فرمایا کہ آئیں حضرت علی کے پاس جا کر انہیں حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ کا رشتہ مانگنے پر تیار کریں۔ اگر وہ اپنی غربت کا عذر کریں تو ہم ان کی مالی امداد کریں گے (جلاء العیون صفحہ ۱۱۴)۔

(2)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوبکر اور عمر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ حضرت رسول ﷺ کے پاس جا کر حضرت فاطمہ کا رشتہ کیوں نہیں مانگتے؟ لہٰذا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا (جلاء العیون صفحہ ۱۱۳)۔

(3)۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر، عمار بن یاسر اور بعض دوسرے صحابہ کو سیدہ کا جہیز خریدنے کے لیے بھیجا (جلاء العیون صفحہ ۱۱۸)۔

(4)۔ سیدہ کے نکاح کے وقت نبی کریم ﷺ نے ان حضرات کو بلوایا اور یہ گواہ بنے۔ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور اتنے ہی انصار (کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۸)۔

سیدنا علی نے صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھی

حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ یعنی حضرت علی مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی (احتجاج طبرسی جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، ضمیمہ مقبول صفحہ ۴۱۵، غزواتِ حیدری صفحہ ۶۲۷، مراۃ العقول صفحہ ۳۸۸)۔

سیدنا علی نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت فرمائی

(1)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَنَظَرْتُ فِيْ اَمْرِيْ فَاِذَا طَاعَتِيْ سَبَقَتْ بَيْعَتِيْ وَاِذَا الْمِيْثَاقُ فِيْ عُنُقِيْ لِغَيْرِيْ یعنی میں نے اپنے معاملے میں غور کیا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میرا ماتحت رہنا امیر بننے سے بہتر ہے اور یہ کہ میری گردن میں دوسرے کی اطاعت کا میثاق موجود ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۶۲)۔

(2)۔ ثُمَّ تَنَاوَلَ يَدَ اَبِيْ بَكْرٍ فَبَايَعَهٗ یعنی پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر

Islam The World Religion

صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی (احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۱۱۰)۔

(3)۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں (احتجاج طبرسی جلد ا صفحہ ۱۱۵)۔

اس کے علاوہ بہت سی کتابوں میں اس بیعت کا ذکر موجود ہے مثلاً کتاب الشافی صفحہ ۳۹۸، الروضہ من الکافی صفحہ ۲۹۸، حق الیقین جلد ا صفحہ ۱۳۸ وغیرہ وغیرہ۔

واضح رہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ: جب کوئی یوں کہے کہ میں نے اوپر اوپر سے بیعت کی ہے دل سے نہیں کی تو یہ محض فریب ہوگا۔ ایسی بیعت کو صحیح بیعت سمجھا جائے گا (حاصل نہج البلاغہ صفحہ ۳۴)۔

صدیق اکبر کی شان میں سیدنا علی کے ارشادات

(1)۔ وَكَانَ اَفْضَلَهُمْ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحَهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةِ الصِّدِّيْقِ وَخَلِيْفَةِ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقِ وَلَعُمْرِيْ وَاِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ يَرْحَمُهُمَا اللّٰهُ وَ جَزَاهُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا یعنی وہ اسلام میں سب لوگوں سے افضل تھے جیسا کہ تم نے بھی کہا ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سب سے زیادہ اخلاص رکھنے والے خلیفہ صدیق تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم یقیناً اسلام میں ان دونوں کا مقام بہت عظیم ہے اور ان کی موت نے اسلام کو زخمی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے اعمال پر جزائے خیر عطا فرمائے (شرح نہج البلاغہ از ابن میثم بحرانی جلد ۳ صفحہ ۴۸۶)۔

(2)۔ وَاِنَّا نَرٰى اَبَابَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا ، اِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّا لَنَعْرِفُ لَهٗ سِنَّهٗ وَ لَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ وَهُوَ حَيٌّ یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ابو بکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار ہیں اور قرآن نے انہیں ثانی اثنین کہا ہے۔ ہم ان کی بزرگی کے معترف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی زندگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا (شرح نہج

Islam The World Religion

البلاغہ از ابن ابی حدید جلد ا صفحہ ۲۹۳)۔

(3)۔ سوید بن غفلہ کہتے ہیں میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو ابوبکر اور عمر پر تنقید کر رہے تھے۔ میں نے یہ بات حضرت علی کو جا کر بتائی اور میں نے کہا کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ بھی ابوبکر اور عمر سے دلی طور پر ناراض ہیں مگر ظاہر نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ تنقید کی جرأت کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں عبداللہ ابن سبا بھی شامل تھا جس نے سب سے پہلے یہ پروپیگنڈا شروع کیا تھا۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا: میں ایسی سوچ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں داخل ہوئے۔ منبر پر چڑھ گئے، اپنی سفید داڑھی مبارک کو پکڑا جو آنسوؤں سے تر تھی۔ آپ نے کچھ دیر انتظار کیا حتیٰ کہ لوگ جمع ہوگئے۔ پھر آپ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دونوں بھائیوں، دونوں وزیروں، دونوں یاروں، قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے بزرگوں کا گلہ کرتے ہیں۔ میں اس حرکت سے بری ہوں اور میں ایسی حرکت کرنے والے کو سزا دوں گا۔ یہ دونوں بزرگ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں وفادار خادم کی حیثیت سے رہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق نیکی کا حکم دیتے رہے، برائی سے روکتے رہے، فیصلے کرتے رہے اور شرعی سزائیں نافذ کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ ان دونوں کے مقابلے پر کسی کی بات کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور نہ ہی ان جیسا کسی کو محبوب سمجھتے تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی نبی کریم ﷺ پر ان کی دین میں پختگی واضح تھی۔ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے جاتے وقت ان سے راضی تھے اور تمام مسلمان ان سے راضی تھے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات میں اور بعد میں انہوں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کے طریقے کو نہیں چھوڑا حتی کہ سنت پر چلتے چلتے انکی موت واقع ہوئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پیدا کیا اور انسان کے بنیادی جرثومے کو پروان چڑھایا ان دونوں سے وہی شخص محبت کرے گا جو مومن ہے، فضیلت والا ہے اور ان دونوں سے وہی شخص بغض رکھے گا جو بد بخت ہے اور دین سے نکل چکا ہے، ان دونوں کی محبت سے خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے اور انکے بغض سے کفر نصیب ہوتا ہے (اطراق الحمامة از امام موید باللہ یحییٰ بن حمزۃ زیدی)۔

Islam The World Religion

(4)۔ ایک بادشاہ حسام الدولہ مصری نے کسی حاجی سے کہا کہ مدینہ شریف میں جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ اگر ابوبکر اور عمر آپ کے پاس دفن نہ ہوتے تو میں ضرور آپ کے روضے کی زیارت کرنے آتا۔ حاجی صاحب نے بادشاہ کا یہ جسارت آمیز کفریہ پیغام قبرِ انور پر جا کر پہنچا دیا۔ حاجی صاحب نے خواب میں نبی کریم ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ سیدنا علی نے اس بات کا فیصلہ یہ دیا کہ اپنی تلوار سے حسام الدولہ کو قتل کر دیا۔ حاجی صاحب جب بیدار ہوئے تو انہوں نے خواب کی تاریخ لکھ لی۔ جب گھر واپس آئے تو معلوم ہوا کہ واقعی اسی رات حسام الدولہ کو کسی نے قتل کر دیا تھا جس رات انہوں نے یہ خواب دیکھا تھا (تتمۃ المنتہی صفحہ ۳۲۶ از شیخ عباس قمی)۔

شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہما وسلم کا وصال، غسل اور جنازہ

آخری وقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس تیمار داری کرتی رہیں۔ شہزادی پاک نے سیدنا علی اور حضرت اسماء کو وصیت فرمائی کہ آپ دونوں مجھے غسل دینا (کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۵۰۳)۔ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِصْنَعِیْ مَا اَمَرَتْكِ فَانْصَرَفَ وَ غَسَلَهَا عَلِیٌّ وَ اَسْمَاءُ یعنی ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا جو حکم بی بی پاک نے دیا ہے اس پر عمل کرو۔ پھر آپ واپس آ گئے اور ان کو علی اور اسماء نے غسل دیا (کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۵۰۴)۔

حضرت سیدۃ النساء کے وصال شریف پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تعزیت کیلئے آئے اور کہا کہ اے ابوالحسن شہزادی رسول پر جنازہ میں ہم سے پہل نہ کرنا (کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۲۲۶)۔

اہلِ سنت کی کتب میں تو یہاں تک تصریح موجود ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے سیدنا علی سے فرمایا کہ آگے بڑھیں اور جنازہ پڑھائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لیے مناسب نہیں کہ خلیفۃ الرسول سے آگے بڑھوں۔ لہٰذا ابوبکر صدیق آگے بڑھے اور سیدۃ النسآء شہزادی پاک رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھایا (طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۹، ریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۱۵۶، حلیۃ الاولیاء از ابونعیم اصفہانی جلد ۴ صفحہ ۹۶)۔

Islam The World Religion

وفات

محبوب کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا جسم پگھلنے لگا حتیٰ کہ کمزور ہوتے ہوتے آپ کی وفات ہوگئی مَا زَالَ جِسْمُهُ يَجْرِيْ حَتّٰى مَاتَ (مستدرکِ حاکم: ۴۴۶۵)۔

غارِثور میں آپ کو سانپ نے ڈسا تھا، وفات کے وقت اس سانپ کا زہر آپ کے جسم میں پھیل گیا جو آپ کی وفات کا سبب بنا ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ (رواہ رزین، مشکوٰۃ: ۶۰۳۴)۔

یہ دونوں اندرونی سبب تھے۔ وفات کا ظاہری سبب یہ ہوا کہ آپ نے ۷ جمادی الآخر کو سوموار کے دن غسل فرمایا۔ اس دن سردی تھی آپ کو بخار ہوگیا۔ ۱۵ دن بخار رہا اور آپ نماز کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ نبی کریم ﷺ کے غم کی وجہ سے کمزوری پہلے ہی تھی، پھر غار والے سانپ کا اثر بھی عود کر آیا، اوپر سے بخار بھی ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

بالکل نبی کریم ﷺ جتنی یعنی ۶۳ سال عمر پائی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۵، صواعقِ محرقہ صفحہ ۸۸، الریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی (الاستیعاب صفحہ ۴۳۵)۔ آج بھی نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن ہیں۔

ازواج واولاد

آپ رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں، تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

(1)۔ حضرت قتلہ سے اولاد

(ا)۔ حضرت عبداللہ۔

(ب)۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر۔ ان کا نکاح حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ ہیں۔ سو سال عمر پائی۔ ہجرت کی رات غارِثور میں راشن

Islam The World Religion

پہنچاتی تھیں۔خود صحابیہ ہیں، ان کے والد صحابی ہیں، دادا صحابی ہیں اور ان کا بیٹا بھی صحابی ہے۔ نہایت دلیر عورت تھیں۔اپنے بیٹے کو حجاج کے ہاتھوں پھانسی پر لٹکا دیکھ کر کہا تھا کہ اس شیر کے اترنے کا وقت نہیں آیا؟

(2)۔ حضرت اُم رومان بنت حارث سے اولاد

(ا)۔عبدالرحمن۔

(ب)۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔

(3)۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے اولاد

(ا)۔محمد بن ابی بکر۔ان کی والدہ حضرت اسمآء پہلے حضرت جعفر طیار کے نکاح میں تھیں۔ان کی شہادت کے بعد انہوں نے سیدنا صدیق اکبر سے نکاح کیا۔صدیق اکبر کی وفات کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ سے نکاح کیا جس کی وجہ سے صدیق اکبر کے بیٹے محمد بن ابی بکر نے مولا علی کے گھر پرورش پائی۔

(4)۔ حضرت حبیبہ بنت خارجہ سے اولاد

(ا)۔حضرت اُم کلثوم۔جب سیدنا صدیق اکبر کی وفات ہوئی تو یہ اس وقت اپنی والدہ کے بطن میں تھیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ بنتِ خارجہ کے پیٹ میں بیٹی ہے۔میراث میں اس کا حصہ رکھنا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معدن الدرر فی مناقبِ عمر رضی اللہ عنہ

زمانۂ خلافت: ۱۳ھ تا ۲۳ھ (۶۳۴ء تا ۶۴۴ء)

نام ونسب

آپ کا اسمِ گرامی عمر بن خطاب ہے۔ ساتویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا سلسلہ نسب جڑ جاتا ہے۔ آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوحفص ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ سیدنا علی کی شہزادی سیدہ ام کلثوم آپ کے نکاح میں تھیں (بخاری: ۲۸۸۱، الاستیعاب صفحہ ۹۳۹، الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۲۷۴۶، کشف المحجوب صفحہ ۴۰۸، روافض کی کتاب الکتب الاربعہ حصہ فروعِ کافی جلد ۱ صفحہ ۸۷۲، تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۹، الاستبصار جلد ۲ صفحہ ۲۶۶۹ مطبوعہ قم)۔

ایمان لانے کا واقعہ

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے تلوار گردن سے لٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا محمد کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا محمد کو قتل کر کے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے جان بچاؤ گے۔ حضرت عمر نے کہا مجھے لگتا ہے تم بھی بے دین ہو گئے ہو۔ اس نے کہا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟ تیری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں اور تیرا دین چھوڑ چکے ہیں۔ حضرت عمر سیدھے اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس پہنچے۔ ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ لوگ قرآن کی سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت عمر کی آواز سنی تو حضرت خباب چھپ گئے۔ حضرت عمر داخل ہوئے تو پوچھا یہ آواز کیسی تھی، تم کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہم باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا شاید تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟ ان کے بہنوئی نے کہا اسلام دینِ حق

Islam The World Religion

ہے۔حضرت عمر نے اسے گرا دیا اور سینے پر سوار ہو کر سخت پٹائی کی۔ان کی بہن چھڑانے لگیں تو انہوں نے زور سے تھپڑ مارا جس سے انکے منہ سے خون جاری ہوگیا۔وہ بھی غصے میں آ گئیں اور فرمایا: تیرا دین حق نہیں بلکہ اسلام دین حق ہے۔اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔حضرت عمر نے یہ ثابت قدمی دیکھی تو کہا کہ مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تمہارے پاس ہے۔ انکی ہمشیرہ نے فرمایا: تم ناپاک ہو اور اسے پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔اٹھ کر غسل کرو یا وضو کرو۔وہ اٹھے اور وضو کیا۔پھر کتاب پکڑی۔سورۃ طٰہٰ سامنے تھی۔آپ نے پڑھنا شروع کیا اور اِنَّنِیْٓ اَنَا اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تک پڑھ گئے۔دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ فرمایا: مجھے محمد کے پاس لے چلو۔حضرت خباب جلدی سے سامنے آ گئے اور فرمایا: عمر تجھے مبارک ہو۔مجھے یقین ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا ثمرہ ہو۔جمعرات کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا کے پاس تہہ خانے میں موجود تھے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔دروازے پر حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ موجود تھے۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عمر آ پہنچا۔اگر اللہ نے اسے بھلائی کی توفیق دی ہے تو مسلمان ہو جائے گا ورنہ آج یہ قتل ہو جائے گا۔اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دروازے پر تشریف لے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کمر بند اور حمائل کو پکڑا اور فرمایا: عمر کیا تم باز نہیں آ ؤ گے؟

حضرت عمر یہ سب دیکھ سن رہے تھے۔کام پہلے ہی ہو چکا تھا۔بول پڑے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَنَّکَ عَبْدُ اللہِ وَ رَسُوْلُہٗ (مستدرک حاکم: 6897، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۲۷۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۷)۔

مناقبِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

آپ کے خصائص و مناقب کتاب الخصائص میں بیان ہو چکے ہیں۔آپ مرادِ رسول ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی

Islam The World Religion

اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی مدد فرما (مسند احمد: ۴۳۶۲، مستدرک حاکم: ۴۵۳۹)۔

آپ کے مسلمان ہونے کے بعد مسلمانوں نے کعبہ شریف کے پاس اعلانیہ نماز پڑھنی شروع کردی اس سے پہلے چھپ کر عبادت کرتے تھے (مستدرکِ حاکم: ۴۵۴۳)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ یعنی جب سے عمر ایمان لائے مسلمانوں کو عزت ملتی گئی (بخاری: ۳۶۸۴، مستدرکِ حاکم: ۴۵۴۶)۔

جب آپ مسلمان ہوئے تو کفار نے کہا آج ہم آدھے رہ گئے (مستدرک: ۴۵۵۰)۔

نبوت کے چھٹے سال 33 سال کی عمر میں ایمان لائے۔ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال: ۶۴)۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۶)۔

آپ سے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر جیسے جلیل القدر علماء صحابہ نے احادیث سنی اور آگے روایت کی ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۶)۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ولایت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ وَخَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ عُمَرُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد تمام لوگوں سے افضل عمر ہیں (ابن ماجہ: ۱۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۱۹۴۵، ۳۲۶۰۸)۔

حضرت سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ ابوبکر اور عمر کی نسبت علی ولایت کے زیادہ حق دار تھے اس نے خطا کی اور ابوبکر، عمر اور مہاجرین و انصار کو خطا کار سمجھا (ابوداؤد: ۴۶۳۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)۔

حضرت شریک تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص میں معمولی بھی شرافت ہوگی

Islam The World Religion

وہ علی کو ابوبکر و عمر سے آگے نہیں مانے گا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)۔

موافقاتِ عمر رضی اللہ عنہ

موافقات سے مراد قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشوروں کو منظور کرتے ہوئے نازل ہوئیں اور اللہ کریم جل شانہ نے آپ سے موافقت فرمائی۔

حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ: قرآن کی آیات میں عمر کے مشورے شامل ہیں اِنَّ فِي الْقُرْآنِ لَرَأْياً مِنْ رَأْيِ عُمَرَ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۶)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: کسی بھی موضوع پر جب لوگ مشورہ دیتے اور عمر بھی مشورہ دیتے تو عمر کے مشورے کی تائید میں قرآن نازل ہو جاتا تھا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۶)۔

ان میں سے تین آیات یہ ہیں: مقامِ ابراہیم والی آیت، پردے والی آیت اور بدر کے قیدیوں والی آیت (مسلم: ۶۲۰۶)۔

علماء کرام علیہم الرضوان نے موافقاتِ عمر کی تعداد بیس تک لکھی ہے۔ وہ آیات تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸۔۹۹ وغیرہ پر درج ہیں۔ کل بیس آیتوں کے بارے میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ شعروں میں بھی لکھا ہے، جس کا نام ہے: قَطفُ الثَّمَر فی مُوَافَقاتِ عُمَر۔ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے۔

اسی لیے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِهٖ یعنی اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور قلب پر جاری کر دیا ہے۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ، مختلف الفاظ کے ساتھ بے شمار کتابوں میں موجود ہے (ترمذی: ۳۶۸۲)۔

ایک حدیث میں ہے کہ: میری امت کا محدث عمر ہے (بخاری: ۳۶۸۹)۔ محدث سے مراد مُلْهَم ہے یعنی جسے الہام ہوتا ہو۔ قرآن کا آپ سے موافقت کرنا آپ کے نہ صرف ملہم ہونے کی تائید کر رہا ہے بلکہ شیطانی مداخلت سے مبرّا ہونے کا بھی ثبوت ہے۔

نیز فرمایا: عمر نے جو بات بولی ہے اس کے مطابق قرآن نازل ہو گیا ہے (کنز العمال: ۳۲۷۵۴)۔

Islam The World Religion

صحابہ وتابعین کے اقوال

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کی بات ضرور کرو (طبرانی اوسط : ۵۵۴۹ ، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴ ، صواعقِ محرقہ صفحہ ۹۸، کنز العمال : ۳۵۸۷۳)۔

یہی بات سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائی ہے :اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلًا بِعُمَرَ (مستدرکِ حاکم:۴۵۷۸)۔

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : ترازو کے ایک پلڑے میں عمر کا علم رکھا جائے اور دوسرے میں روئے زمین پر زندہ تمام لوگوں کا علم رکھا جائے تو عمر کا پلڑا بھاری ہے۔اور آپ کی وفات پر صحابہ فرماتے تھے کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علم رخصت ہو گیا ہے(مستدرک حاکم: ۴۵۵۳،تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴،الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب صالحین کی بات کرو تو عمر کا ذکر ضرور کرو (المعجم الاوسط:5549)۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :اَكْثِرُوْا ذِكْرَ عُمَرَ ، فَاِنَّ عُمَرَ اِذَا ذُكِرَ ذُكِرَ الْعَدْلُ، وَاِذَا ذُكِرَ الْعَدْلُ ذُكِرَ اللهُ یعنی عمر کا ذکر کثرت سے کرو، جب عمر کا ذکر ہوتا ہے تو عدل کا ذکر ہوتا ہے اور جب عدل کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ کا ذکر ہوتا ہے (کنز العمال:۳۵۸۲۱)۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ : اِذَا ذُكِرَ عُمَرُ فِي الْمَجْلِسِ حَسُنَ الْحَدِيْثُ یعنی جب کسی مجلس میں عمر کا ذکر ہوتا ہے تو بات سج جاتی ہے (کنز العمال:۳۵۸۲۲)۔نیز فرماتی ہیں:زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِذِكْرِ عُمَرَ یعنی اپنی محفلوں کو عمر کے ذکر سے سجاؤ(کنزل العمال:۳۵۸۲۳)۔

حضرت ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ : کیا تم لوگ جانتے ہو کہ ابو بکر اور عمر کون ہیں؟ یہ اسلام کے باپ اور ماں ہیں(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)۔

Islam The World Religion

امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: اَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ ذَکَرَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی میں اس شخص سے بری ہوں جس نے ابوبکر اور عمر کا ذکر اچھائی سے نہ کیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)۔

امام الاولیاء فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

علمِ ظاہر و باطن کا جامع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ میرا بچا ہوا دودھ عمر نے پی لیا ہے۔ فرمایا: دودھ سے مراد علم ہے (بخاری: ۳۶۸۱، مسلم: ۶۱۹۰)۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ: اگر ترازو کے ایک پلڑے میں عمر کا علم رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام لوگوں کا علم رکھا جائے تو عمر کا پلڑا بھاری ہے (مستدرک حاکم: ۴۵۵۳)۔

اس موضوع پر بے بہا دلائل اور احادیث موجود ہیں۔ ایک مختصر مگر جامع ترین بات یہ ہے کہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ پر پورے دین کا دارومدار ہے۔ اس حدیث کے راوی فاروقِ اعظم ہیں (بخاری: ۱، مسلم: ۴۹۲۷)۔ ثانیاً جس طرح سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہے اسی طرح حدیثِ جبریل بھی فاتحۃ الحدیث کہلاتی ہے۔ اس حدیث کے راوی بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں (بخاری: ۱، مسلم: ۴۹۲۷)۔ اس حدیث میں عقائد، احکام، تصوف اور علاماتِ قیامت وفتن کا اجمال موجود ہے اور دین ان چیزوں سے باہر کچھ نہیں۔ یہ تو علم ظاہری ہے۔

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے (مسلم: ۶۲۰۴، بخاری: ۳۴۶۹، ۳۶۸۹، ترمذی: ۳۶۹۳)۔

محدث کا لفظ حَدَّثَ یُحَدِّثُ سے اسم مفعول ہے یعنی جس سے بات کی جاتی ہو، اللہ تعالیٰ جس سے بات کرتا ہو۔ مراد ہے "صاحبِ الہام"۔ اسی لیے علماء نے محدث کا معنی مُلْھَم لکھا ہے یعنی الہام پانے والی شخصیت قَالَ وَھْبٌ: تَفْسِیْرُ مُحَدَّثُوْنَ مُلْھَمُوْنَ (مسلم: ۶۲۰۴)۔

سوال یہ ہے کہ پوری امت میں اگر صرف سیدنا فاروقِ اعظم ہی صاحبِ الہام ہیں تو پھر دیگر صحابہ اور اولیاء علیہم الرضوان کو الہام ہونے کا عقیدہ رکھنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

Islam The World Religion

اس کا جواب یہ ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا الہام شیطانی تلبیس سے مبرا ہے۔ ہر ولی کے الہام میں شیطان ڈنڈی مار سکتا ہے مگر سیدنا فاروقِ اعظم کو آتا دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیتا ہے (بخاری: ۳۲۹۴، ۳۶۸۳، مسلم: ۶۲۰۲)۔

آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ ، یہ حدیث بے شمار اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ اس حدیث میں سیدنا فاروقِ اعظم کے قربِ فرائض کی طرف اشارہ ہے۔ قربِ نوافل میں اللہ بندے کے اعضا بن جاتا ہے (اَ کُوْنُ سَمْعَہٗ) جبکہ قربِ فرائض میں اعضا بندے کے اپنے ہوتے ہیں اور ان پر فعل اللہ کریم کا جاری ہوتا ہے اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔

اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ نے جو مشورہ بھی دیا اسی کے مطابق وحی نازل ہوگئی۔ مَا قَالَ النَّاسُ فِیْ شَیْءٍ وَقَالَ فِیْہِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَّا جَآءَ الْقُرْآنُ عَلٰی نَحْوِ مَا یَقُوْلُ یعنی جب بھی کسی معاملے میں لوگوں نے بات کی اور اسی معاملے میں عمر نے بھی بات کی تو ہمیشہ عمر کی بات کے مطابق قرآن نازل ہوا (کنز العمال: ۳۲۷۵۴)۔ فاروق کا لقب بھی اسی سے مطابقت رکھتا ہے۔

صوفیاء علیہم الرضوان نے لکھا ہے کہ شیخین علیہما الرضوان کو انبیاء علیہم السلام کے طریقے سے وصل نصیب ہوا تھا۔ ختمِ نبوت کے پیشِ نظر نبوت عطا نہ ہوئی مگر نبوت کے کمالات آپ میں موجود تھے۔ اسی لیے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا (ترمذی: ۳۶۸۶)۔

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اَلْحَقُّ بعدی مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ یعنی حق ہمیشہ عمر کے ساتھ ہوگا جہاں بھی گیا (دلائل النبوۃ للبیہقی: ۱/۳۷۱، المعجم الاوسط: ۶۲۹۲، کنز العمال: ۳۲۷۳۲)۔

بہت سے صحابہ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔ لیکن عمر وہ ہستی ہیں کہ قرآنی آیات ان کی شان میں بھی نازل ہوئی ہیں اور قرآنی آیات ان کی مرضی کے مطابق بھی نازل ہوئی ہیں۔ دیگر صحابہ علیہم الرضوان اور فاروقِ اعظم کی شان میں یہ فرقِ عظیم بھی ہے اور نہایت نمایاں بھی۔

Islam The World Religion

اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ بھی اپنی جگہ اور عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ بھی اپنی جگہ۔ یہی احادیث فاروقی اقتداء کے لیے کیا کم تھیں کہ ان پر مزید محدث (مُلْهَمْ) اور شیطانی تلبیس سے مبرا ہونے کی سند فاروقِ اعظم کو مل گئی۔ اب غور فرمایئے، اگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح با جماعت کو منظم کیا تو اس پر اعتراض کی کیا گنجائش ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا۔ بعض لوگوں نے لاعلمی میں ان پر عمل کیا تو فاروقِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر وہ احادیث اور احکام نافذ کر کے غلط کیا یا صحیح۔ اَلْحَقُّ بعدی مَعَ عُمَرَ حَيْثُ كَانَ (دلائل النبوۃ للبیہقی :۱/۳۱۷،المعجم الاوسط: ۲۶۲۹، کنز العمال: ۳۲۷۳۲)۔

کتاب وسنت کا اتباع

آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں قرآن کی اس قدر تعظیم تھی کہ اگر آپ سخت غصے میں ہوتے اور کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دیتا تو فوراً غصہ ختم کر دیتے تھے۔ كَانَ وَقَّافاً عِنْدَ كِتَابِ اللهِ (بخاری: ۴۶۴۲)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَا رَأَيْتُ عُمَرَ غَضِبَ قَطُّ فَذُكِرَ اللهُ عِنْدَهُ اَوْ خُوِّفَ اَوْ قَرَأَ عِنْدَهُ اِنْسَانٌ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا وَقَفَ عَمَّا كَانَ يُرِيْدُ (کنز العمال: ۳۵۹۶۴)۔

ترجمہ: حضرت عمر جب غصے میں ہوتے تو اگر کوئی شخص آپ کے سامنے اللہ کا ذکر کرتا، یا خوف دلاتا یا قرآن کی کوئی آیت پڑھ دیتا تو آپ فوراً اپنے ارادے سے باز آ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کے خلاف فیصلہ دیا اس نے کہا ہمیں عمر بن خطاب کے پاس بھیج دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں چلے جاؤ۔ جب وہ دونوں حضرت عمر کے پاس آئے تو پہلے آدمی نے کہا اے ابن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں۔ میرے مخالف نے کہا تھا کہ ہمیں عمر کے پاس بھیج دیجیے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا یہ سچ ہے؟ دوسرے نے کہا ہاں۔

Islam The World Religion

عمر نے فرمایا: ادھر ہی بیٹھو میں واپس آ کر تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں تلوار تھی۔ آپ نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے کہا تھا کہ ہمیں عمر کے پاس بھیج دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید نہیں تھی کہ عمر کسی مومن کو قتل کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق کی تائید کرتے ہوئے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً یعنی نہیں، تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے ہر جھگڑے میں حاکم تسلیم نہ کر لیں، پھر آپ جو بھی فیصلہ دیں اس پر ان کے دلوں میں معمولی حرج بھی محسوس نہیں ہونا چاہیے اور اس طرح تسلیم کر لینا چاہیے جس طرح تسلیم کرنے کا حق ہے (النسآء: ۶۵)۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ کی بیٹی حضرت اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ امیر المومنین سے کہیں کہ اللہ نے اب تو مسلمانوں کو وسیع رزق عطا فرما دیا ہے، آپ اچھا پہنیں اور اچھا کھائیں۔ آپ نے اُم المومنین سے فرمایا: میں تم سے ہی تمہاری تردید کراتا ہوں۔ تمہیں یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن مشکلات کا سامنا فرمایا؟ آپ انہیں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر یاد کراتے رہے حتیٰ کہ انہیں رُلا کے چھوڑا۔ آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گزر اوقات کیسی تھی؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم پورا پورا مہینہ آپ کے گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا اور نہ ہی ہانڈی پکتی تھی۔ آپ کے پاس ایک چادر تھی اسی کو آپ نیچے بچھاتے اور آدھی اوپر اوڑھتے تھے۔ پھر آپ نے پوچھا ان کے یار کی گزر اوقات کیسے تھی؟ انہوں نے عرض کیا بالکل اسی طرح۔ فرمایا: تین یاروں کے بارے تمہارا کیا خیال ہے جن میں سے دو ایک طریقے پر گزر چکے ہوں اور تیسرا ان کے خلاف چلے تو کیا تیسرا ان سے جا کر مل سکے گا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: میں تین میں سے تیسرا ہوں، میں ان کے طریقے سے انحراف نہیں کروں گا حتیٰ کہ ان کے پاس پہنچ جاؤں فَاَنَا ثَالِثُ الثَّلَاثَةِ وَلَا اَزَالُ عَلٰى طَرِيْقِهِمَا حَتّٰى اَلْحَقَ بِهِمَا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)۔

كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْزَابٌ عَلٰى طَرِيْقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَبِسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ

Islam The World Religion

يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ، فَلَمَّا وَافَى الْمِيزَابَ، صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَيْنِ، فَأَصَابَ عُمَرَ وَفِيهِ دَمُ الْفَرْخَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهِ، ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ، فَطَرَحَ ثِيَابَهُ، وَلَبِسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِي وَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِي حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (مسند احمد:1790، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۸۔۳۳۷)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر فاروق کے راستے میں تھا، انہیں اس کے نیچے سے گزر کر مسجد جانا پڑتا تھا۔ جمعہ کے دن آپ نے اچھے کپڑے پہنے۔ جب پرنالے کے نیچے سے گزرے تو اس کا پانی کپڑوں پر پڑا۔ آپ نے وہ پرنالہ اکھاڑنے کا حکم دے دیا۔ گھر جا کر کپڑے تبدیل کیے۔ آپ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: اللہ کی قسم یہ پرنالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسی جگہ لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ اور پرنالہ اسی جگہ پر لگا دو جہاں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگایا تھا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور پرنالہ واپس لگا دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے مال میں سے عمر پر صرف دو چادریں حلال ہیں ایک گرمیوں کے لیے دوسری سردیوں کے لیے اور جس سے میں حج یا عمرہ کر سکوں۔ اور ایک عام قریشی آدمی کی طرح اپنا اور اپنے گھر والوں کا رزق گزارا حلال ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۰)۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری:1890)۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت دے۔

Islam The World Religion

ادبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے۔ حضرت ابن عمر کی سواری محبوب کریم ﷺ کی سواری سے آگے نکل گئی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا: یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا یَتَقَدَّمُ النَّبِیَّ ﷺ اَحَدٌ یعنی اے عبداللہ نبی کریم ﷺ سے آگے کوئی نہ نکلے (بخاری:۲۶۱۰)۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی شریف میں کھڑا تھا کہ مجھے ایک آدمی نے کنکر مارا۔ میں نے دیکھا تو عمر بن خطاب تھے انہوں نے مجھے فرمایا کہ: جاؤ ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ میں بلا کر لایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم دونوں کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا طائف سے۔ فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے تھے (بخاری:۴۷۰)۔

حبیبِ کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْلِ کہا گیا مگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ادب کی وجہ سے خَلِیْفَۃُ خَلِیْفَۃِ الرَّسُوْلِ کہا گیا یعنی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کا خلیفہ۔ لیکن چونکہ یہ لمبا تھا لہٰذا لوگوں نے آپ کو امیر المومنین کہا اور آپ نے بھی اسی کو جاری رہنے دیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۷، صواعقِ محرقہ صفحہ ۹۰)۔ سیدنا صدیقِ اکبر منبرِ رسول ﷺ کی آخری سیڑھی چھوڑ کر حضور کے قدموں والی جگہ پر بیٹھتے تھے۔ حضرت فاروقِ اعظم، صدیقِ اکبر کے قدموں والی جگہ پر بیٹھتے تھے، اور حضرت عثمانِ غنی، فاروقِ اعظم کے قدموں والی جگہ پر بیٹھتے تھے (صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۳)۔ روضۂ انور میں بھی صدیقِ اکبر کو محبوب کریم ﷺ کے قدمین شریفین کے طرف بڑھا کر دفن کیا گیا اور فاروقِ اعظم کو صدیقِ اکبر کے قدموں کی طرف بڑھا کر دفن کیا گیا۔

غیرت بھی قربان

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں۔ وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے کونے میں ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا

Islam The World Religion

یہ محل کس کا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ محل عمر کا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس میں داخل ہو کر دیکھوں۔ پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی۔ میں واپس پلٹ آیا۔ حضرت عمر یہ خواب سن کر رونے لگے اور عرض کیا اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یعنی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟ (بخاری: ۳۲۴۲، ۳۶۸۰، ۵۲۲۷، ۷۰۲۳، ۷۰۲۵، مسلم: ۶۲۰۰، ابن ماجہ: ۱۰۷)۔

نفس کی مخالفت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دیوار کی ایک طرف موجود تھا اور عمر دیوار کی دوسری طرف موجود تھے، میں نے سنا آپ اپنے آپ کو فرما رہے تھے، بہت خوب! اے ابن خطاب تجھے اللہ سے ڈرنا پڑے گا ورنہ اللہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے کندھوں پر مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ امیر المومنین ہیں، آپ کو ایسے کام کرنے کی کیا ضرورت؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے نفس میں غرور محسوس کیا تو میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کروں اِنَّ نَفْسِيْ اَعْجَبَتْنِيْ فَاَرَدْتُ اَنْ اُذِلَّهَا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی قمیص پر کندھوں کے درمیان چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرا سب سے پسندیدہ انسان وہ ہے جو میرے عیب مجھے بتائے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱)۔

سن ۱۵ھ میں مسلمانوں نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں سے کہا کہ بیت المقدس کو فتح کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔ جو شخص اسے فتح کر سکے گا ہماری کتابوں میں اس کی نشانیاں موجود ہیں۔ تم لوگ اپنے امام کو بلاؤ اگر اس میں وہ نشانیاں پائی گئیں تو ہم بیت المقدس اس کے حوالے کر دیں گے، ورنہ خواہ مخواہ خون بہانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فوج کے سالار تھے۔ انہوں نے یہ پیغام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ آپ اونٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو مسلمان فوج سے ملاقات ہوئی۔ مسلمانوں نے اصرار کیا کہ آپ غیر مسلموں سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں، اچھا لباس پہنیے اور گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان

Islam The World Religion

لی۔ آپ کو اچھا لباس پہنایا گیا اور گھوڑے پر بٹھایا گیا۔ ابھی چلے ہی تھے کہ آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا کہ مجھے میرا پرانا لباس دو، قیمتی لباس سے اور گھوڑے کی سواری سے بڑائی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ آپ اسی پرانے لباس میں کفار کے پاس پہنچے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو بیت المقدس کا فاتح ہے۔ چنانچہ چابیاں آپ کے حوالے کر دی گئیں (ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۶۰)۔

دنیا سے بے رغبتی اور قناعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب حضرت عمر کو کچھ عطا فرماتے تھے تو آپ عرض کرتے تھے یا رسول اللہ یہ اسے دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ فقیر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ یعنی یہ مال لے لو، اسے اپنے پاس رکھو یا صدقہ کر دو، جو مال بغیر لالچ اور طلب کے مل جائے اسے لے لیا کرو اور جو نہ ملے اس سے غرض نہ رکھا کرو (بخاری: ۱۶۳۷، مسلم: ۲۴۰۶، ابوداؤد: ۱۶۴۷)۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ یعنی یہی وجہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی آدمی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے اور جب خود کوئی چیز دیتا تھا تو اسے رد نہیں کرتے تھے (مسلم: ۲۴۰۶)۔

اسی سے صوفیاء علیہم الرضوان نے اصول اخذ فرمایا ہے کہ کسی سے طمع نہ رکھو، کوئی خود دے تو منع نہ کرو، جب مل جائے تو جمع نہ کرو لَا طَمَعَ وَلَا مَنْعَ وَلَا جَمْعَ۔

آپ موت کو اور آخرت کو اس قدر یاد رکھتے تھے کہ آپ کی انگوٹھی پر لکھا تھا کہ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ یعنی اے عمر موت بہترین واعظ ہے (کنز العمال: ۳۵۸۱۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۶)۔

آپ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال پر قیاس کر لیا ہے۔ گزارا چلتا

Islam The World Religion

رہے تو اس سے دور رہتا ہوں اور اگر مجبور ہو جاؤں تو معروف طریقے سے حسبِ ضرورت لے لیتا ہوں (ابنِ سعد، سعید بن منصور، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۸)۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عمر تمام صحابہ میں سب سے زیادہ تارکِ دنیا تھے کَانَ اَزْهَدَنَا فِي الدُّنْيَا وَ اَرْغَبَنَا فِي الْآخِرَة (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۲۸۸)۔

عدمِ تصنع اور لوگوں کی ملامت سے بے نیازی

صوفیاء کا ایک خاص شعار تصنع اور بناوٹ سے دوری ہے۔ یہ جیسے کیسے ہوتے ہیں سب کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور کسی کی تنقید اور ملامت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں بعض جاہل اور گمراہ لوگوں نے یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ اجماعِ امت کے خلاف کوئی بات ہانک دیتے ہیں۔ پھر جب کوئی ان کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو اسے عادی مولوی کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ مجھے کسی کی تنقید کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس کے برعکس صحیح روش یہ ہے کہ تحقیقِ مسائل میں معاصرین سے مشورہ کر لیا جائے اور اگر کوئی عالم اصلاح کرے تو اسے بسر و چشم قبول کیا جائے اور اگر انسان حق پر ہو تو پھر لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ پر عمل کرے۔

سیدنا فاروقِ اعظم کو اگر کوئی عورت بھی صحیح بات کہتی تھی تو آپ اپنے مؤقف سے رجوع فرما لیتے تھے۔ آپ کا اعلان تھا کہ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ مَنْ رَفَعَ اِلَيَّ عُيُوْبِي یعنی مجھے سب سے پیارا وہ شخص ہے جو مجھے میرے عیب بتائے (ابن سعد، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱)۔

اور اگر آپ حق پر ہوتے تو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ رَجُلاً لَا تَاخُذُهٗ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ اِلَّا عُمَرَ یعنی اللہ کی قسم میں عمر کے سواء کسی آدمی کو نہیں جانتا جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے نیاز ہو (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴)۔

توکل اور رضا

آپ کی عادت تھی کہ آپ جنگل بیابان میں سر کے نیچے دُرّہ رکھ کر بے خوف سو جاتے

Islam The World Religion

تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور غیر اللہ سے بے خوفی کی انتہا ہے۔

جب ابولؤلؤ فیروز نے آپ سے اپنے مالک حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت کی تو آپ نے اسے فرمایا کہ: تمہاری شکایت بے جا ہے۔ پھر آپ نے اسے فرمایا کہ: مجھے ایک چکی بنا کے دو۔ اس نے کہا میں تمہیں ایسی چکی بنا کر دوں گا جس کے قصے مشرق و مغرب میں بیان ہوں گے۔ جب وہ واپس ہوا تو آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا: اس نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۴)۔ مگر آپ نے اس کے خلاف کوئی پیشگی کارروائی نہیں فرمائی اور اللہ پر توکل سے کام لیا۔

توکل روحانیت کا آخری مقام ہے اس کے بعد رضا ہے اور رضا مقام نہیں حال ہے۔ صاحبِ حال وہی ہے جو اپنا سب کچھ خدا پر چھوڑ دیتا ہے۔ جب یہ اللہ کی مرضی کا پابند ہو جاتا ہے تو اللہ اس کی مرضی کے مطابق تقدیر کو پھیر دیتا ہے۔ پھر یہ جو کچھ چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے۔ اور اسے کن فیکون کی طاقت ملتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں (بخاری: ۹۳، ۶۲۶۳، ۷۰۸۹، مسلم: ۶۱۱۹ تا ۶۱۲۴)۔

کن فیکون کی طاقت اور تصرف

آپ احادیث پڑھ چکے ہیں کہ عمر کی زبان پر حق بولتا ہے۔ اسی سیفِ لسانی کا نتیجہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ اِذَا غَضِبَ یعنی عمر کے غضب سے ڈرو جب عمر غضب میں آتا ہے تو اللہ بھی غضبناک ہوتا ہے (کنز العمال: ۳۲۷۸۳)۔ صوفیاء کی اصطلاح میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزاج جلالی تھا۔

آپ اکثر اللہ اکبر کا ورد کرتے تھے (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۶۴)۔ اور واقعی یہ بہت جلالی وظیفہ ہے۔

Islam The World Religion

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس پر سوال کرنے کے لیے منکر نکیر آتے ہیں۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ میرے پاس بھی آئیں گے اور میں اسی طرح ہوش میں ہوں گا جیسے اب ہوں؟ فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر میں ان سے نمٹ لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے مجھے جبریل نے آ کر بتایا ہے کہ وہ دونوں فرشتے اے عمر تیرے پاس آئیں گے۔ تم کہو گے میرا رب اللہ ہے، تم بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ میرے نبی محمد ہیں، تم بتاؤ تمہارا نبی کون ہے؟ میرا دین اسلام ہے، تم بتاؤ تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہیں گے عجیب بات ہے، ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو؟ (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۴۶)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَقَلَّ مَا رَأَيْتُهُ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ قَطُّ اِلَّا كَانَ یعنی آپ جب بھی کسی کام کے لیے ہونٹ ہلاتے تو وہ ہو جاتا تھا (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۲۴)۔

آپ نے ایک آدمی سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے مذاق کرتے ہوئے کہا: جَمْرَةٌ یعنی انگارا۔ آپ نے پوچھا تیرے باپ کا کیا نام ہے اس نے کہا شہاب (یعنی شہابِ ثاقب)۔ آپ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے کہا مِنَ الْحَرَقَةِ یعنی جلے ہوئے قبیلے سے۔ آپ نے پوچھا تیری رہائش کہاں ہے؟ اس نے کہا اَلْحَرَّةُ یعنی گرمی اور حرارت۔ آپ نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا بِذَاتِ اللَّظٰی یعنی شعلوں کی زمین میں۔ آپ نے فرمایا: جلدی گھر جاؤ۔ وہ سب جل چکے ہیں۔ وہ آدمی سیدھا گھر پہنچا تو دیکھا کہ پورا گھرانہ جل چکا تھا (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۱، صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۹)۔

جس کی زبان میں اتنا اثر تھا اس کی دعا کس قدر مستجاب ہوتی ہو گی۔ حبیب کریم ﷺ نے آپ سے فرمایا: یَا اَخِیْ اَشْرِكْنَا فِیْ دُعَائِكَ یعنی اے میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنا بھائی کہا، یہ اعزاز میرے نزدیک پوری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے (مسندِ احمد: ۱۹۵)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: زمین میں ابوبکر اور عمر میرے وزیر ہیں (ترمذی:

Islam The World Religion

۳۶۸۰)۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ مختار ہوتا ہے اور اس کے وزیر بھی صاحبِ اختیار اور متصرف ہوتے ہیں۔

مدینہ شریف کے نواحی گاؤں میں آگ لگ گئی۔ وہ آگ کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔ آپ نے آگ کے نام خط لکھا کہ اللہ کے حکم سے بجھ جا، آگ فوراً بجھ گئی (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۳۳)۔ ایک مرتبہ زلزلہ آیا تو آپ نے زمین پر کوڑا مارا اور فرمایا: اُسْكُنِيْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَيْكِ یعنی ٹھہر جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا؟ زمین ادھر ہی تھم گئی۔ دریا کو حکم دیا کہ اللہ کے حکم سے چل تو وہ چل پڑا اور آج تک نہیں رُکا۔ نہاوند کے علاقے میں ہوا نے آپ کا پیغام حضرت ساریہ تک پہنچایا۔ آگ، پانی، ہوا اور مٹی چاروں عناصر پر آپ کا تصرف ثابت ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے حبیب کریم ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوکر بارش کے لیے عرض کیا۔ محبوب کریم ﷺ نے انہیں خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا: بارش ضرور ہوگی، عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہنا اور کہنا احتیاط کرے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور عرض کیا: میں اپنی طرف سے تو پوری کوشش کر رہا ہوں (المصنف لابنِ ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲)۔

اس حدیث پر غور فرمایئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو احتیاط کا حکم دیا جا رہا ہے۔ احتیاط سے مراد تدبیر امر اور تکوینی ذمہ داریوں میں احتیاط ہے جس کا اختیار صوفیاءِ کاملین کے پاس ہوتا ہے اور کبھی کبھی کسی متصرف اور مختار کی عدم توجہ سے دنیا پر امتحان آ جایا کرتا ہے۔

معاصرین کی اصلاح اور تربیت

حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا: وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ یعنی میری امت میں اللہ کے حکم کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہے (ترمذی: ۳۷۹۰، ابن ماجہ: ۱۵۴، ۱۵۵)۔

آپ جب کسی آدمی کو کسی عہدے پر فائز کرتے تو اسے یہ شرائط لکھ کر دیتے کہ: کبھی اعلیٰ سواری پر نہیں بیٹھو گے، نفیس کھانا نہیں کھاؤ گے، باریک کپڑا نہیں پہنو گے، اپنا دروازہ حاجت مندوں پر بند نہیں رکھو گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو سزا کے حق دار ہو گے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۰)۔

ایک مرتبہ آپ کا بیٹا آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے خوب کنگھی کر رکھی تھی اور اچھے

Islam The World Religion

کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضرت عمر نے اسے دُرّے سے مارا حتیٰ کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرت حفصہ نے پوچھا آپ نے اسے کیوں مارا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے اس کے باطن میں دیکھا کہ اس کا نفس عجب کا شکار ہے۔ میں نے اس کی اصلاح کے لیے اسے سزا دی ہے تاکہ اس کا نفس مرجائے (مصنف عبدالرزاق، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۱)۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، انہوں نے سبز رنگ کا حلہ پہنا ہوا تھا، صحابہ نے ان کی طرف دیکھا، جب فاروقِ اعظم نے یہ منظر دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور اپنے دِرَّہ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا، حضرت معاویہ کہنے لگے اللہ اللہ یا امیر المومنین، کس وجہ سے؟ کس وجہ سے؟ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے کہا آپ نے اس نوجوان کو کیوں مارا جبکہ اس جیسا آپکی قوم میں کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: میں نے بھلائی ہی دیکھی ہے اور مجھ تک بھلائی ہی پہنچی ہے یعنی کوئی خطرے کی بات نہیں لیکن میں نے اسے آسمان پر دیکھا، میں نے چاہا کہ اسے نیچے اتاروں (الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۵۷)۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ كُنَّا نَلْتَزِمُ عُمَرَ نَتَعَلَّمُ مِنْهُ الْوَرَعَ یعنی ہم عمر کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور اس سے ورع یعنی طریقت کی تربیت حاصل کرتے تھے (الریاض النضرۃ صفحہ ۳۷۶)۔ تقویٰ سے اوپر ورع ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عمر کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا مجھے ایک سال کی عبادت سے زیادہ پسند ہے (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔

یہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی اصل ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ

Islam The World Religion

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا: اے میرے بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی آپکو زیادہ دے دیتا۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپکو اس کی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا: اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپکے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے دور میں قطب الاقطاب اور مظہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنافی الرسول تھے اور معاصرین رضی اللہ عنہم کے مرشد تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں صحبت اور رفاقت سے فیض جاری ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کا فیض سب سے وسیع ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی ان سے فیض ملا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

Islam The World Religion

فاروقی سلاسلِ طریقت

(1)۔ حضرت اویس قرنی قدس سرہ العزیز کی آپ سے ملاقات اور صحبت بلا شبہ ثابت ہے (مسلم حدیث: ۶۴۹۲ اور کئی کتبِ تصوف)۔

(2)۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تمام امور میں سارے جہان کے امام ہیں وی اندر ھمہ انواع مر ھمہ خلق را امام است (کشف المحجوب فارسی صفحہ ۷۱)۔ ہمہ انواع، ہمہ خلق اور امام کے الفاظ قابل غور ہیں۔

(3)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شروع ہونے والے تمام سلاسل میں بھی فاروقی فیضان موجود ہے (حضرات القدس صفحہ ۲۳، قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

(4)۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں ایک ضخیم رسالہ شامل کیا ہے جس کا نام ہے ''رسالہ تصوفِ فاروقِ اعظم''۔ آپ اس رسالہ میں لکھتے ہیں: اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِیْ بَقَاءِ سِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِيَّةِ الْمُبْتَدَاةِ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی یَوْمِنَا هٰذَا بِوَاسِطَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَنَذْكُرُ هٰهُنَا سِلْسِلَةَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاِنَّهُمْ اَكْثَرُ الْمُسْلِمِیْنَ اِعْتِنَآءً بِسِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِيَّةِ الخ یعنی ساتویں فصل صوفیاء کی صحبت کے اس سلسلہ طریقت کے بارے میں ہے جو نبی کریم ﷺ سے شروع ہو کر آج کے دن تک امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے جاری ہے۔ یہاں ہم اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کریں گے جو مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل ہے، اس میں ہم صوفیاء کی صحبت کا لحاظ رکھیں گے۔ پہلے ہم یہ نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا یاد رکھنا ضروری ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مریدوں کا اپنے مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خرقہ حاصل کرنا رائج نہیں تھا بلکہ صحبت میں بیٹھنے کو ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ لوگ ایک ہی شیخ پر اکتفا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ایک سلسلے پر اکتفا کرتے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کثیر مشائخ کی صحبت میں رہتا تھا اور متعدد سلاسل سے رابطہ رکھتا تھا۔ انکے سلسلے بعینہ ایک صحابی تک نہیں پہنچتے تھے، ہاں مگر جس بزرگ کی صحبت کا اعتراف زیادہ کیا جاتا یا انکی صحبت کا اثر زیادہ ہوتا یا ان کو

Islam The World Religion

شہرت زیادہ دے دی جاتی تو کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ فلاں کے اصحاب ہیں۔ مجھے ہمارے شیخ ابو طاہر نے شیخ حسن عجمی مکی کا فرمان سنایا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے شیخ حضرت عیسیٰ مغربی سے پوچھا کہ اگر ایک طالب کا کوئی شیخ ہو جس سے وہ فیض حاصل کرتا ہو تو کیا اسکے لیے جائز ہے کہ کسی دوسرے شیخ کے پاس جایا کرے؟ انہوں نے فرمایا: اَلْاَبُ وَاحِدٌ وَالْاَعْمَامُ شَتّٰی یعنی باپ ایک ہوتا ہے اور چچا کئی ہوتے ہیں (ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسل اور ان کے سلسلے کی بقاء اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سمیت بے شمار فاروقی مشائخ کا وجود بتا رہا ہے کہ فاروقِ اعظم بھی صدیق اکبر کی طرح اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کے فیض یافتہ ہیں اگر آپ دشمنِ اسلام ہوتے تو اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے مصداق آپ کا نام نشان تک نہ ہوتا۔

کراماتِ عمر رضی اللہ عنہ

(1)۔ ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے آپ نے خطبہ کے دوران تین مرتبہ فرمایا "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ" پھر اپنا خطبہ جاری رکھا۔ بعض معاصرین نے کہا کہ عمر نے دیوانوں والی حرکت کی ہے۔ آپ کے پاس حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں کو مذاق اڑانے کا موقع کیوں دیتے ہیں۔ آپ نے خطبہ کے دوران ساریۃ الجبل کہا، یہ کیا حرکت ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کیا۔ میں نے دیکھا تھا کہ مسلمان پھنس چکے ہیں۔ آگے پیچھے دشمن ہے۔ اگر پہاڑ کے ساتھ لگ جائیں تو پچھلی جانب سے محفوظ ہو جائیں گے۔

کچھ دن گزرے تو نہاوند سے حضرت ساریہ کا قاصد خط لے کر پہنچ گیا جس میں لکھا تھا کہ جمعہ کے دن ہم دشمن کے نرغے میں آ گئے تھے۔ عین جمعہ کی نماز کے وقت ہم نے آواز سنی: اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ، ہم یہ سن کر پہاڑ سے لگ گئے اور دشمن کے لیے قہر بن گئے۔ اور اسے شکست دی (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 صفحہ 370، الاعتقاد للبیہقی صفحہ 177، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۰۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸)۔

Islam The World Religion

(2)۔ جب مصر فتح ہو گیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس کے گورنر مقرر ہوئے۔ مصر کے لوگ عمرو بن عاص کے پاس آئے اور کہا کہ دریائے نیل ہر سال ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کی قربانی لیتا ہے۔ ہم وہ لڑکی دریا میں ڈالتے ہیں تو چل پڑتا ہے ورنہ نہیں چلتا اور قحط پڑ جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے ان لوگوں کو اس حرکت سے منع کر دیا۔ وہ لوگ باز تو آ گئے مگر دریائے نیل بالکل رک گیا۔ وہ لوگ دوبارہ لڑکی قربان کرنے پر تیار ہو گئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے سارا ماجرا حضرت عمر فاروق کو لکھ بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ میں یہ رقعہ بھیج رہا ہوں، اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔ حضرت عمرو بن عاص نے وہ رقعہ کھولا تو اس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰى نِيْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ؛ فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ نَفْسِكَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا اِلَيْكَ وَاِنْ كُنْتَ تَجْرِیْ بِاللّٰهِ فَاجْرِ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ یعنی یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اگر تم از خود چلتے تھے تو ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تم اللہ کے حکم سے چلتے تھے تو اللہ کے نام سے چل پڑو۔

انہوں نے یہ رقعہ دریا میں ڈال دیا تو دریا اسی رات سولہ ہاتھ تک ابھر کر بہنے لگا اور آج تک نہیں رُکا (کتاب العظمۃ لابی الشیخ، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۹، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۰۲، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۹۸)۔

(3)۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی بات کرتا تھا تو حضرت عمر فاروق واحد ہستی تھے جو سمجھ جاتے تھے کہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔

ایک آدمی نے آپ سے کوئی بات کی۔ آپ نے فرمایا: کسی اور سے نہ کرنا۔ اس نے ایک اور بات کی۔ آپ نے فرمایا: کسی اور سے نہ کرنا۔ اس آدمی نے کہا میں نے آپ سے ہر بات سچی کہی سوائے ان باتوں کے جنہیں آپ نے آگے بیان کرنے سے منع کر دیا (ابنِ عساکر، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۰۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۰، کنز العمال: ۳۵۷۹۳، ۳۵۷۹۴)۔

(4)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر مدائن کسریٰ کی طرف بھیجا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو لشکر کا امیر اور حضرت خالد بن ولید کو سالار مقرر کیا۔ لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچا۔

Islam The World Religion

کشتیاں موجود نہ تھیں۔ حضرت سعد اور حضرت خالد بن ولید آگے بڑھے اور دریائے دجلہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے دریا! تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے۔ فَبِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ اِلَّا خَلَّيْتَنَا وَالْعُبُوْرَ یعنی تجھے محمد ﷺ کی عزت اور خلیفہ رسول عمر فاروق کے عدل کا واسطہ ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ دریا فوراً اتر گیا۔ پورا لشکر اپنے گھوڑوں اور اونٹوں سمیت پار گزر گیا اور سواریوں کے پیٹ تک گیلے نہ ہوئے (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۳۱)۔

(5)۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمین پر درّہ مارا اور فرمایا: اُسْكُنِيْ بِاِذْنِ اللهِ یعنی اللہ کے حکم سے ٹھہر جا۔ زمین تھم گئی اور اس کے بعد آج تک سر زمین طیبہ میں زلزلہ نہیں آیا (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۳۳)۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَمَّا عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَدْ ظَهَرَتْ اَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ مِنْ كَرَامَاتِهٖ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کثیر انواع و اقسام کی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۳۳)۔

خلافت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کر کے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیا۔ یہ تحریر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لکھی گئی، تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنائی گئی، سب نے اسے قبول کرلیا اور اطاعت کی (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۸)۔

زمانۂ خلافت کے اہم کارنامے اور فتوحات

جنگِ نمارق

نمارق میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ وہاں کے امیر جابان سے ہوا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

جنگِ جسر

جنگِ جسر میں رستم نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

Islam The World Religion

معرکہ بویب

اس میں مثنی کا مقابلہ مہران سے ہوا مسلمان جیت گئے، کفار کا سردار مہران مارا گیا۔

قادسیہ کی جنگ

اس میں رستم کے مقابلے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم سمیت ستر صحابہ شامل تھے۔ ایرانیوں کے پاس ہاتھی اور مسلمانوں کے پاس اونٹ تھے۔ پہلے دن ایرانی غالب آئے۔ دوسرے دن مسلمانوں نے اونٹوں کو کالے برقعے پہنا کر حملہ کر دیا۔ ایرانیوں کے ہاتھی بوکھلا گئے۔ تیسرے دن ہاتھی اپنی فوج کو روند کر بھاگ نکلے۔ رستم مارا گیا۔ تیس ہزار ایرانی مرے۔

فتح مدائن

فتح مدائن یوں ہوئی کہ حضرت سعد نے دریائے دجلہ کا پل ایرانیوں کے ہاتھوں ٹوٹ جانے کی وجہ سے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ ساری فوج پیچھے آئی۔ جا کر مدائن پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔

جنگ جلولا

یہ جنگ اس طرح ہوئی کہ حضرت سعد نے ہاشم بن عتبہ کو بھیجا۔ ایرانی فوج ہر طرف سے شکست کھا کر اس قلعہ میں محصور تھی۔ کئی ماہ کے محاصرہ کے بعد جلولا فتح ہو گیا۔

خوزستان کی فتح

مسلمانوں نے عراق پر قبضہ کرنے کے بعد ایک نیا شہر بصرہ آباد کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اسکا حاکم بنایا گیا۔ انہوں نے اہواز اور سوس کو پے در پے حملوں کے بعد فتح کیا۔ یزدگرد نے ہرمزان کو لشکر جرار دے کر بھیجا مگر وہ مسلمان ہو گیا اور خوزستان بغیر خون ریزی کے فتح ہو گیا۔

معرکہ نہاوند

یزدگرد نے یہ دیکھا تو مردان شاہ کو ڈیڑھ لاکھ کا لشکر دے کر نہاوند روانہ کیا۔ سیدنا

Islam The World Religion

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے خود مقابلہ کرنا چاہا مگر صحابہ نے روک دیا اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ مسلمان جیت گئے مگر حضرت نعمان شہید ہو گئے۔

اب ایرانیوں کی ہمت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد عام لشکر کشی کے ذریعے قلیل مدت میں ہمدان، رے، طبرستان، آذربائیجان، آرمینیا، فارس، کرمان، سیستان اور مکران کے علاقے فتح ہو گئے۔ یزدگرداِن دنوں خراسان میں مقیم تھا۔ حضرت احنف بن قیس نے اسے مرو کے مقام پر شکست دی۔ خراسان فتح ہوا اور یزدگرد نے خاقان چین کے ہاں پناہ لی۔

شام کی فتوحات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت حضرت خالد اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ دمشق والوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بے خبری میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی جسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے احتراماً تسلیم کر لیا۔ اور مفتوحہ علاقہ دمشق والوں کو بحال کر دیا گیا۔

معرکہ یرموک

دمشق کے بعد اردن اور حمص فتح ہوئے، لشکر دریائے یرموک کے کنارے پہنچا۔ تجویز کے مطابق اسلامی فوج پہلے ہی یہاں جمع تھی۔ شامی بھی واقوصہ کے مقام پر دولاکھ چالیس ہزار فوج لے کر جمع ہوئے۔ ان کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف دریا یرموک تھا۔ سامنے اسلامی فوج تھی۔ شامیوں نے یہ جگہ مناسب سمجھی تھی مگر مصیبت بن گئی۔

مسلمان فوج کی قیادت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی۔ سب فوجیں یکجا کر دی گئیں۔ حضرت خالد نے ۳۸ حصے کیے۔ ۱۸ درمیان، ۱۰ دائیں، ۱۰ بائیں۔ ایک لاکھ عیسائی دریا میں ڈوب گئے۔ شکست کھائی۔ ہرقل نے شام چھوڑ دیا اور روم چلا گیا۔ چند ماہ میں سارا شام فتح ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی

آپ کے فاتح ہونے کا مسلمانوں میں شگون پیدا ہونے لگا، جس کی وجہ سے سیدنا فاروقِ اعظم نے انہیں معزول کر دیا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عَزَلْتُهٗ لِيَعْلَمَ النَّاسُ

Islam The World Religion

اَنَّ نَصْرَ الدِّيْنِ لَا بِنَصْرِهٖ وَاَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۱۲)۔مگروہ پھر بھی بحیثیت سپاہی کام کرتے رہے۔ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لی۔

بیت المقدس کی فتح

یروشلم کے اہلِ کتاب نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی نشانیاں دیکھیں تو جنگ کے بغیر ہی بیت المقدس کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں۔ شہر کی تسخیر ہوگئی۔اب تقریباً سارے شام پر اسلامی حکومت تھی۔

مصر کی فتح

مصران دنوں قیصرِ روم کے ماتحت تھا۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے خصوصی اجازت لے کر مصر پر حملہ کر دیا۔مقوقس (والیِ مصر) قسطاط کے قلعہ میں محصور ہوگیا۔اسلامی فوج چار ہزار تھی۔حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۰ ہزار مزید فوج حضرت زبیر کے ہمراہ روانہ کی۔سات ماہ کے بعد قلعہ فتح ہوا۔مقوقس نے جزیہ دینے کی شرط پر صلح کر لی۔

سکندریہ کی فتح

قیصرِ روم نے سمندر کے راستے سکندریہ میں لشکر جرار بھیجا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔چند دنوں بعد محاصرہ اٹھانا پڑا۔تھوڑے عرصے کے بعد سکندریہ کے قبطیوں نے جزیہ دینے کا وعدہ کرکے صلح کر لی۔مسلمان سکندریہ کو رومیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر واپس آ گئے۔

اس کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بعض چھوٹے چھوٹے معرکے سر کیے۔جس کے بعد مصر پر قبضہ ہوگیا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نمایاں دینی خدمات

آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے تاریخ کو سنِ ہجری سے رائج کیا،سب سے پہلے بیت المال (اسٹیٹ بینک) کھولا،سب سے پہلے رمضان شریف میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام کیا جس کا ذکر صحیح بخاری میں موجود ہے،سب سے پہلے درّہ ہاتھ میں لیا جس کے بارے میں

Islam The World Religion

ضرب المثل ہے کہ عمر کا درّہ تمہاری تلوار سے زیادہ سخت ہے، سب سے پہلے متعدد شہروں میں عدالتیں قائم کیں جن میں کوفہ، بصرہ، جزیرہ، شام، مصر اور موصل شامل ہیں، سب سے پہلے مساجد کو قندیلوں کے ذریعے روشن کیا جس پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نَوَّرَ اللّٰهُ عَلٰى عُمَرَ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا فِيْ مَسَاجِدِنَا یعنی اللہ عمر کی قبر کو روشن کرے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے، سب سے پہلے سرکاری گودام کھولے جن میں آٹا اور کھجور وغیرہ رکھے جاتے تھے تاکہ مشکل وقت میں غریبوں کی مدد کی جا سکے، سب سے پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سڑک بنوائی، سب سے پہلے مسجد نبوی کو دوبارہ تعمیر کر کے اس میں فرش لگوایا، سب سے پہلے یہودیوں کو حجاز سے نکال کر شام میں بھیجا اور اہل نجران کو کوفہ بھیجا، آپ کو سب سے پہلے امیر المومنین کہا گیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷)۔

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ عوام کی خبر گیری کے لیے مدینہ منورہ سے باہر کے علاقے میں نکلے، مدینہ شریف سے دور ایک درخت کے نیچے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اسی درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے سر رکھ کر سو گئے۔ ایک کافر آدمی آپ کے پاس سے گزرا، وہ آپ کے سر کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا اے عمر زبردست! تم نے عدل کیا اور آرام کی نیند سو گئے، جب آپ جاگے تو اس نے آپ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا! اے میرے اللہ اگر تو نے رحم نہ کیا تو عمر ہلاک ہو جائے گا۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۳۹۱)۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے چادریں آئیں۔ آپ نے ایک ایک چادر لوگوں میں تقسیم فرمائی، پھر منبر پر چڑھ کر خطاب فرمایا۔ آپ نے ان چادروں سے دو چادروں کا حلہ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: لوگوں سنو اللہ تم پر رحم کرے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں سنیں گے، اللہ کی قسم ہم نہیں سنیں گے وَاللّٰهُ لَا نَسْمَعُ وَاللّٰهُ لَا نَسْمَعُ۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے کیا ہوا؟ اس نے کہا اس لیے کہ تم نے ہم سے ناانصافی کی ہے۔ تم نے ہمیں ایک ایک چادر دی ہے اور خود دو چادروں کا حلہ اوڑھ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا بیٹا عبداللہ کہاں ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں اے امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: جو دو چادریں میں نے اوڑھ رکھی ہیں ان میں سے ایک کس کی ہے؟

Islam The World Religion

انہوں نے عرض کیا میری۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے تو نے مجھ پر الزام لگانے میں جلدی کی، میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جس کی وجہ سے مجھے عبداللہ سے چادر ادھار لینا پڑی۔ اس آدمی نے عرض کیا اَلْآنَ نَسْمَعُ وَ نُطِيعُ یعنی اب ہم سنیں گے بھی اور مانیں گے بھی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۸۹)۔

شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ روافض کی کتابوں میں

نہج البلاغہ میں ہے کہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لِلّٰهِ بَلَادُ فُلَانٍ، فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَدَاوَى الْعَمَدَ، وَ اَقَامَ السُّنَّةَ وَ خَلَّفَ الْفِتْنَةَ، ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ قَلِيْلَ الْعَيْبِ، اَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا اَدّٰى اِلَى اللّٰهِ طَاعَتَهٗ وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ، رَحَلَ، وَتَرَكَهُمْ فِيْ طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ لَا يَهْتَدِيْ فِيْهَا الضَّالُّ وَلَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِيْ (نہج البلاغہ صفحہ ۳۳۰)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو جزائے خیر دے جس نے کجی کو سیدھا کیا، بیماریوں کا علاج کیا، سنت کو قائم کیا، فتنوں کو پیچھے چھوڑ گیا، پاک دامن ہو کر اور قلیل عیب لے کر گزر گیا، دنیا کی نیکیاں حاصل کیں اور برائیوں سے رہائی پا گیا، اللہ کی فرماں برداری کا حق ادا کیا، اس کے حق سے ڈرتا رہا، خود چلا گیا اور لوگوں کو چوراہے پر چھوڑ گیا جہاں سے آگے گمراہوں کو راستے کی شناخت نہیں اور ہدایت والوں کو یقین حاصل نہیں۔

اس خطبے میں فلاں شخص کے لفظ پر غور فرمائیے۔ نہج البلاغہ کے مصنف نے فلاں شخص کا نام کس وجہ سے گول کر دیا ہے؟ لیکن اس شخص کی نشانیاں جو اس خطبے میں بیان کی گئی ہیں ان سے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت تک پہنچنا ہرگز مشکل نہیں رہا۔

دوسری جگہ پر ارشاد ہے: وَوَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَ اَسْتَقَامَ، حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ (نہج البلاغہ صفحہ ۵۳۰)۔

ترجمہ: ان لوگوں پر ایک حاکم مقرر ہوا جس نے نظامِ حکومت کو قائم کر کے دکھا دیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ دین استوار ہو گیا۔

Islam The World Religion

تیسری جگہ پر ارشاد ہے: اِنَّهٗ بَايَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَاماً كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضیً (نہج البلاغہ صفحہ ۳۴۶)۔

ترجمہ: مجھ سے اس قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر، عمر اور عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بیعت کی غرض بھی وہی ہے جو ان سے بیعت کی غرض تھی، لہٰذا اب حاضر کو حق حاصل نہیں ہے کہ کسی اور کو اختیار کرے اور غائب کو حق حاصل نہیں ہے کہ میری بیعت کو رد کرے۔ بے شک شوریٰ صرف مہاجرین اور انصار کا حق ہے، اگر یہ سب کسی ایک شخص کو منتخب کرلیں اور اسے امام کا نام دے دیں تو اسی میں اللہ کی رضا ہے۔

اس خطبے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جس اصول سے اپنی خلافت کو برحق ثابت فرمایا ہے، اسی اصول سے پہلے تین خلفاء علیہم الرضوان کو بھی برحق ثابت فرمایا ہے۔

شہادت

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤ فیروز مجوسی تھا۔ کچھ لوگ فرماتے ہیں کہ عیسائی تھا۔ یہ شخص آٹا پیسنے کی چکیاں تیار کرتا تھا۔ حضرت مغیرہ اس سے روزانہ چار درہم وصول کرتے تھے۔ اس نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ مغیرہ میری طاقت سے زیادہ رقم وصول کرتا ہے آپ اسے سمجھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنے مالک سے اچھا سلوک کرو۔ چار درہم کوئی زیادہ رقم نہیں۔ ابولؤلؤ غضبناک ہو کر کہنے لگا تمہارے پاس ہر کسی کے لیے عدل وانصاف موجود ہے سوائے میرے۔ اتنی سی بات پر اس بد بخت نے آپ کے قتل کا ارادہ کرلیا۔

ذی الحج کے تین دن باقی تھے مسجد نبوی میں صبح کی نماز تیار تھی۔ آپ مصلائے امامت پر کھڑے تھے ابولؤلؤ مسجد کے کونے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے حسب معمول فرمایا: لوگو صفیں سیدھی کرلو۔ جب آپ نے تکبیر کہی تو فوراً ابولؤلؤ نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ اس نے کئی وار کیے۔ ایک وار ناف کے نیچے لگا، جو خطرناک تھا۔ سب لوگ آپ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے تو

Islam The World Religion

اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے چھ شہید ہو گئے اور سات صحت یاب ہو سکے (مستدرکِ حاکم: ۴۵۶۸)۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ نماز کے بعد لوگ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ طبیب کو بلایا گیا۔ مگر آپ صحت یاب نہ ہو سکے۔ آپ نے پوچھا مجھے کس نے زخمی کیا؟ لوگوں نے بتایا کہ ابولؤلؤ فیروز نے۔ آپ نے فرمایا: الحمد للہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں مرا۔ یکم محرم کو آپ کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 125، الریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۴۰۸۔ ۴۱۲، تاریخ الخلفاء صفحہ 106)۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی (مستدرکِ حاکم: ۴۵۷۲)۔

آپ نے اپنی زندگی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لی تھی کہ مجھے اپنے حجرے میں رسول اللہ ﷺ اور صدیقِ اکبر کے پاس دفن ہونے دیں اور اگر آپ اجازت نہ دیں تو مجھے جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ فاروقِ اعظم نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو دوبارہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے میرے دفن کی اجازت لینا (کہ شاید میری زندگی میں میرا لحاظ کیا ہو)۔ ام المومنین نے دوبارہ اجازت دے دی اور آپ کو روضۂ رسول ﷺ میں سیدنا صدیقِ اکبر کے ساتھ دفن کر دیا گیا (بخاری: 1392، مستدرکِ حاکم: ۴۵۷۵)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ کا جسمِ اطہر چار پائی پر رکھا تھا اور لوگ آپ کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک آدمی میرے پیچھے سے آیا اور میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھ کے کہنے لگا: اے عمر اللہ تجھ پر رحم کرے۔ مجھے امید تھی کہ اللہ تجھے دونوں یاروں سے ملا دے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اکٹھے تھے۔ میں نے، ابوبکر نے اور عمر نے اس طرح کیا۔ میں اور ابو بکر اور عمر گئے۔ یہ باتیں مجھے یاد آتی تھیں اور میں سوچتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عمر کو ان دونوں سے ضرور ملائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ علی

Islam The World Religion

ابن ابی طالب تھی رضی اللہ عنہ (بخاری: ۳۶۷۷، مسلم: ۶۱۸۷، ابن ماجہ: ۹۸)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا روضہِ رسول ﷺ میں دفن ہونا رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور محبت کی وجہ سے تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس تدفین پر راضی تھے۔

ازواج واولاد

آپ رضی اللہ عنہ کی آٹھ بیویاں، نو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

(1)۔ حضرت زینب بنت مظعون سے اولاد

(ا)۔حضرت عبداللہ بن عمر۔ بہت بڑے عالم، مجتہد، عابد اور سنت کے پابند تھے۔ امتِ محمدیہ کے ناصح، عشقِ رسول میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، پرہیزگاری اور ورع میں اپنے والد ماجد کی طرح تمام صحابہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ۸۴ سال کی عمر پائی اور دنیا سے جانے سے پہلے پہلے روحانی طور پر اپنے والد کی مثال بن چکے تھے۔ 1630 احادیث کے راوی ہیں۔ چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے جنگِ بدر میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اگلے سال جنگِ احد میں شریک ہوئے مکہ کے قریب حائط اُم خرمان میں دفن ہیں جو معروف نہیں ہاں البتہ مکہ شریف کے قریب خرمانیہ نام کا ایک گاؤں ہے شاید یہ وہی گاؤں ہو۔ یا شاید فخ میں دفن ہیں جو مکہ کے قریب ایک موضع ہے۔

(ب)۔عبدالرحمن الاکبر۔

(ج)۔ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا۔

(2)۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے اولاد

(ا)۔حضرت زید الاکبر۔

(ب)۔رقیہ۔

(3)۔ اُم کلثوم جمیلہ بنت عاصم

ان کا نام پہلے عاصیہ تھا نبی کریم ﷺ نے بدل کر جمیلہ رکھا۔

Islam The World Religion

(4)۔ حضرت ملیکہ بنت جرول سے اولاد (اُم کلثوم ان کی کنیت ہے)

(ا)۔زید الاصغر۔

(ب)۔عبید اللہ۔

(5)۔ حضرت لہیہ سے اولاد (ام ولد تھیں)

(ا)۔عبدالرحمن الاوسط (انہیں ابوشحمہ کہا جاتا تھا)۔

(ب)۔عبدالرحمن الاصغر۔

(6)۔ حضرت عاتکہ بنت زید سے اولاد

(ا)۔عیاض بن عمر۔

(7)۔ حضرت اُم حکیم بنت حارث سے اولاد

(ا)۔فاطمہ۔

(8)۔ حضرت فکیہہ سے اولاد

(ا)۔زینب۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضل الختنین عثمان ذوالنورین

زمانہِ خلافت: ۲۴ھ تا ۳۵ھ (۶۴۵ء تا ۶۵۶ء)

نام ونسب

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا نام عثمان، کنیت ابوعمرو اور ابوعبداللہ ہے۔ نہایت مالدار ہونے اور نبی کریم ﷺ پر اپنی دولت نچھاور کرنے کی برکت سے غنی کہلائے۔ آپ کا نسب پانچویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کی والدہ کا نام اروی اور نانی اُم حکیم ہیں جو حضور کریم ﷺ کی سگی پھوپھی ہیں (مستدرکِ حاکم: ۴۵۸۴)۔ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے، خواہ مرد ہوں یا خواتین (طبرانی کبیر حدیث: ۹۱، ۹۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷)۔

قبولِ اسلام

آپ حضرت ابوبکر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہم کے بعد مردوں میں چوتھے نمبر پر ایمان لائے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب پر اسلام قبول کیا۔

مناقبِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

آپ کے خصائص کتاب الخصائص میں بیان ہو چکے ہیں، وہاں دوبارہ ایک نظر ڈال لی جائے۔ آپ نبی کریم ﷺ کی دو شہزادیوں کے شوہر ہیں (ابن ماجہ: 110، مستدرکِ حاکم: 7011)۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (ابوداؤد: 4648)۔ کاتبِ وحی ہیں۔ آپ نے دو دفعہ ہجرت فرمائی، پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ کی طرف (زاد المعاد صفحہ 32، صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷)۔ آپ نے قرآن مجید کو قریش کی لغت پر جمع فرمایا (بخاری: 3506، ترمذی: 3104)۔ اسی لیے جامع القرآن کہلاتے ہیں۔

Islam The World Religion

آپ تمام صحابہ میں افضلیت کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر ہیں۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان (بخاری: ۳۶۹۷، ابوداؤد: ۴۶۲۷، مسند ابویعلیٰ: ۵۵۹۵، ۵۵۹۶، ۵۵۹۷)۔

امامِ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تیسرے خلیفہِ راشد، مخزنِ حیاء، اعبدِ اہلِ صفا، متعلق بدرگاہِ رضا، متحلّی بطریق مصطفی، سیدنا ابوعمرو عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہر لحاظ سے آپ کے فضائل واضح اور آپ کے مناقب ظاہر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رباح اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس دن بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہم امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ بلوائی جب دروازے کے سامنے جمع ہو گئے تو آپ کے غلاموں نے ہتھیار اٹھا لیے۔ آپ نے فرمایا جو ہتھیار نہ اٹھائے وہ میری غلامی سے آزاد ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے خوف کے سبب باہر نکل آئے۔ راستے میں حضرت امامِ حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے۔ ہم ان کے ہمراہ پھر حضرت عثمان کے پاس آ گئے تاکہ دیکھیں امامِ حسن مجتبیٰ کیا کرتے ہیں۔ جب امامِ حسن مجتبیٰ اندر داخل ہوئے تو سلام عرض کیا۔ پھر بلوائیوں کی حرکت پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: اے امیر المومنین میں آپ کے حکم کے بغیر مسلمانوں پر تلوار بے نیام نہیں کر سکتا، آپ امامِ برحق ہیں، آپ حکم دیجیے تاکہ آپ سے اس قوم کو دور کروں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے جاؤ اپنے گھر میں آرام کرو یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ وارد ہو، ہمارے لیے لوگوں کے خون بہانے کی ضرورت نہیں۔

مقامِ خلوت و دوستی میں، بلا و مصیبت کے درمیان، تسلیم و رضا کی یہ روشن علامت ہے۔ آپ کا یہ طرزِ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس طرزِ عمل کے بالکل مماثل ہے جو ان سے آتشِ نمرود کی آزمائش کے وقت ظہور میں آیا تھا۔ چنانچہ نمرود ملعون نے حضرت ابراہیم علیہ

Islam The World Religion

السلام کا خاتمہ کرنے کے لیے آگ جلائی اور ان کو گوپھن (منجنیق) میں رکھا گیا تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: ''هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ'' کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا ''اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا'' بندہ سراپا محتاج ہے لیکن تم سے کوئی حاجت نہیں۔ جبریل نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیجیے۔ فرمایا ''حَسْبِیْ عَنْ سُوَالِی عِلْمُهٗ بِحَالِی'' حق تعالیٰ میرے سوال سے زیادہ کفایت کرنے والا ہے، وہ میری حالت کو جانتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنا حال عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ جانتا ہے کہ میری درستگی واصلاح کس چیز میں ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین کا معاملہ بھی بالکل اسی کے مشابہ ہے اور وہ حضرت خلیل علیہ السلام کو منجنیق میں رکھے جانے کے مقام پر تھے۔ بلوائیوں کا اجتماع آتش نمرود کے قائم مقام تھا۔ امام حسن مجتبیٰ، حضرت جبریل علیہ السلام کی جگہ تھے۔ لیکن ان دونوں واقعات میں فرق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بلا میں نجات ملی تھی اور حضرت عثمان ذوالنورین اس بلا میں شہید ہوئے تھے۔ کیونکہ نجات کا تعلق بقا سے ہے اور ہلاکت کا تعلق فنا سے (کشف المحجوب صفحہ ۷۱)۔

عثمانی سلاسلِ طریقت

(1)۔ جب ہمیں بیعت کا شرعی ثبوت فراہم کرنا پڑے تو یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کا سہارا ضرور لینا پڑتا ہے، مرشد کا ہاتھ بالواسطہ نبی کا ہاتھ ثابت کرنا پڑے تو اس حدیث کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا تھا (ترمذی: ۳۷۰۲)۔

تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ خود سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی کے مرشد نہ ہوں؟ جبکہ اس کے واضح ثبوت بھی مل رہے ہیں۔

(2)۔ سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات بھی منقول ہے اور آپ نے ان سے روایت بھی کیا ہے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۴، الانتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۱۶۲)۔ اس ملاقات کے ثبوت سے آپ کا سلسلہ فیض عثمانی بھی بنتا ہے۔ جس طرح سیدنا امام زین العابدین قدس سرہ العزیز کی عمر شریف ۱۴ سال تھی مگر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کا اتصال درست مانا گیا ہے اسی طرح سیدنا حسن بصری کا سیدنا عثمانِ غنی سے اتصال بھی

Islam The World Religion

درست مان لینا چاہیے۔

(3)۔ اس کے علاوہ کتنے ہی صحابہ وتابعین ایسے ہیں جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ تھے اور حضرت حسن بصری نے ان سے فیض حاصل فرمایا۔

(4)۔ حضرت معاویہ رحمۃ اللہ علیہ بن یزید کے بارے میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ یہ ظاہری اور باطنی خلیفہ تھے (فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)۔لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر یزید کے خلیفہ سہی مگر باطنی طور پر کس کے خلیفہ تھے؟

حضرت معاویہ بن یزید تابعی ہیں، اور اس بات کا بھی واضح امکان موجود ہے کہ حضرت معاویہ بن یزید کو بالواسطہ سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض ملا ہو۔حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن یزید کی تربیت عمر المقصوص نے کی تھی اِنَّ بَنِیۡ اُمَیَّۃَ قَالُوۡا لِلۡمُؤَدِّبِہٖ عُمَرَ الۡمَقۡصُوۡصِ الخ (حیاۃ الحیوان جلد ا صفحہ ۸۹)۔

انتخاب بطورِ خلیفہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ آدمیوں کی ایک شوریٰ مقرر فرمادی تھی جس میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم شامل تھے۔آپ نے فرمایا تھا کہ :ان میں سے کسی کو بھی میرے بعد خلیفہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ تمہیں ان چھ میں سے سب سے افضل کو خلیفہ منتخب کرنے کی توفیق دے دے گا جیسا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کو منتخب کرنے کی توفیق دی تھی۔مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کے حق میں وصیت فرمائی کہ اس سے مشورہ لیا جا سکتا ہے مگر اسے خلیفہ نہیں بنایا جا سکتا۔

لمبی چوڑی بحث کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فائنل مقابلے میں آئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف پر فیصلہ چھوڑ دیا گیا۔حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تمام صحابہ سے مجموعی طور پر بھی، فرداً فرداً بھی، دو دو سے بھی، تنہائی میں بھی اور سرِ عام بھی مشورہ لیا حتیٰ کہ باپردہ خواتین سے بھی معلومات حاصل کیں، حتیٰ کہ مدرسوں میں جا کر لڑکوں سے بھی پوچھا،

Islam The World Religion

حتیٰ کہ راستے میں ملنے والے سواروں اور اعرابیوں سے بھی پوچھا۔ تین دن اور تین رات کی مسلسل کوشش کے بعد آپ نے تین آدمی بھی ایسے نہ پائے جنہیں حضرت عثمان کے خلافت کا حقدار ہونے میں شک ہو۔ آپ نے ان تین دنوں میں بہت کم آرام کیا۔ نماز، دعا اور استخارہ سے بھی کام لیتے رہے۔ آخرکار چوتھے دن آپ نے حضرت عثمان اور حضرت علی سے علیحدگی میں بھی ملاقات کی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے فیصلے کو قبول فرمائیں گے۔ پھر آپ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندھا جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر باندھا تھا۔ پھر آپ مسجدِ نبوی میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر بے شمار لوگوں کی موجودگی میں حضرت عثمان غنی کی خلافت کا اعلان کیا۔ تمام لوگوں نے حضرت عثمان غنی کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی حتیٰ کہ سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب نے بیعت کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے دوسرے نمبر پر بیعت کی۔ حضرت عمار اور حضرت مقداد کے خیال میں حضرت علی خلافت کے زیادہ حقدار تھے مگر فیصلہ آنے کے بعد انہوں نے بھی بخوشی بیعت کر لی (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۴۳)۔

دورِ خلافت میں فتوحات

آپ کے زمانے میں زبردست فتوحات ہوئیں۔ خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ عرصہ تک خلیفہ رہے۔

سکندریہ میں بغاوت

یہ بغاوت ۲۵ھ میں قیصرِ روم کی سازش کی وجہ سے ہوئی۔ یہاں رومی بھی آباد تھے ان کی مدد کے لیے قیصر نے بحری بیڑا بھیجا۔ حضرت عمرو بن عاص نے بغاوت کو کچل دیا۔ مصر کے باشندے قبطی شامل بغاوت نہ تھے ان کے نقصان کی تلافی کر دی گئی۔

آرمینیا کو چک کی فتح

۲۵ھ میں انہوں نے صلح ناموں کی خلاف ورزی کی۔ حضرت ولید بن عتبہ کے ذریعے انہیں شکست دی گئی اور دوبارہ مطیع بنایا گیا۔

Islam The World Religion

ایشیائے کوچک کی فتح

یہاں کے عیسائی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ حبیب بن مسیلمہ نے انہیں شکست دی اور ایشیائے کوچک کے اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا۔ حضرت امیر معاویہ نے بھی حملہ کیا اور انطاکیہ اور سرلوس کے درمیان بہت سے قلعے سر کرکے وہاں مسلمان نو آبادیاں قائم کردیں۔

طرابلس کی فتح

حضرت عمرو بن عاص کو مصر کی گورنری سے ہٹادیا گیا۔ ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا گیا۔ یہ جوان تھے انہوں نے شمالی افریقہ میں فوج کشی کی۔ پہلا حملہ طرابلس پر ہوا۔ وہاں کا حاکم جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر مزاحم ہوا۔ ایک عرصہ تک فیصلہ نہ ہوسکا۔ جنگ جاری رہی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو تازہ فوج دے کر مدد کے لیے بھیجا گیا۔ ان کے پے در پے حملوں سے دشمن مجبور ہوگئے۔ جرجیر نے پچیس ہزار درہم سالانہ دینے کا وعدہ کرکے صلح کرلی۔ اس کے بعد تیونس، الجزائر اور مراکش کے علاقے بھی فتح کرلیے گئے۔

قبرص کی فتح

سیدنا امیر معاویہ، عہد فاروقی میں دمشق کے حاکم تھے۔ حضرت عثمان غنی نے پورے شام کا گورنر بنادیا۔ انکا مقابلہ رومیوں سے رہتا تھا جنکے پاس جنگی کشتیاں تھیں، یہ چاہتے تھے کہ ہم بھی بحری بیڑا بنائیں مگر امیر اجازت نہ دیتے تھے۔ بالآخر اصرار پر اجازت ملی۔ پہلا حملہ قبرص کے جزیرے پر ہوا یہ جزیرہ شام کے ساحل کے قریب تھا۔ اس پر رومیوں کی حکومت تھی۔ یہ لوگ جنگ سے گھبراتے تھے۔ انہوں نے سات ہزار درہم سالانہ پر صلح کرلی۔ حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شریک تھے۔ انکی زوجہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا انکے ساتھ تھیں۔ صلح کے بعد جب مسلمانوں کی فوج وہاں سے چلنے لگی تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو خچر پر سوار کرنے لگے تو وہ گر کر شہید ہوگئیں۔ انکی قبر وہیں بنادی گئی۔ ان کی قبر، قَبْرُ الْمَرْاَةِ الصَّالِحَةِ کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ اس قبر کی تعظیم کرتے ہیں اور اس پر جاکر بارش کی دعائیں مانگتے ہیں فَقَبْرُهَا هُنَالِكَ يُعَظِّمُوْنَهٗ وَ يَسْتَقُوْنَ بِهٖ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۴۹)۔ سلسلہ چلتا رہا۔ ۳۲ھ میں انہوں

Islam The World Religion

نے مسلمانوں کے خلاف رومیوں کو مدد دی۔ امیر معاویہ نے حملہ کر کے قبرص کو فتح کرلیا۔

ایران کی بغاوت اور فارس پر قبضہ

مشرق میں سلسلۂ فتوحات جاری تھا۔ بصرہ اس کا مرکز تھا۔ وہاں کے گورنر سیدنا ابوموسیٰ اشعری تھے۔ حضرت عثمان نے انہیں ہٹا کر عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر ایرانیوں نے بغاوت کردی۔ ابن عامر بصرہ سے فارس کی طرف بڑھے اور قبضہ کرلیا۔

طبرستان

طبرستان نے بھی انہی دنوں سرکشی کی۔ کوفہ کے حاکم حضرت سعید بن عاص نے آگے بڑھ کر طبرستان پر قبضہ کرلیا۔

خراسان، طخارستان، کرمان، سیستان اور کابل کی فتوحات

عبداللہ بن عامر اور سعید بن عاص خراسان کی طرف بڑھے۔ اسے فتح کر کے نیشاپور کا محاصرہ کرلیا۔ ایک ماہ کے محاصرے کے بعد وہاں کے حاکم مرزبان نے صلح کرلی اور مطیع ہوا۔

ابن عامر نے مختلف سرداروں کے ذریعے طخارستان، کرمان، سیستان، غزنی اور کابل تک کو فتح کرلیا۔

اب اسلامی حکومت ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور یورپ کی مشرقی سرحد تک پھیل گئی۔ تقریباً یہ ساری تاریخ البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۴۶ تا ۱۶۱ پر موجود ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور اسکے اسباب

آپ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کابل سے لے کر افریقہ اور اسپین تک پھیل چکی تھی۔ ان علاقوں میں بے شمار قومیں آباد تھیں جن میں غیر مسلم اقوام خصوصاً یہودی اور مجوسی مسلمانوں کے خلاف جذبۂ انتقام رکھتے تھے۔ ایران کے مجوسی عہدِ فاروقی سے ہی غصے کی آگ میں جل رہے تھے۔ یہودی نسل کا ایک نومسلم عبداللہ بن سبا مصر میں مسلمانوں کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔

Islam The World Religion

دوسری طرف آپ رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور مصر سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر ان کی جگہ بالترتیب عبداللہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کو بھیج دیا۔ ایسی صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف علاقوں کے ان بدنیت لوگوں نے آپ کے خلاف خوب پراپیگنڈا کیا جن کا تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں۔ خصوصاً عبداللہ بن سبا نے صحابہ کو ہٹانے اور ان کی جگہ پر اپنے کنبے کے افراد کو مقرر کرنے کا اور کنبہ پروری کا پراپیگنڈا کیا۔ حالانکہ بے شمار اموی افراد نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی اہم عہدوں پر فائز تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق کے زمانے سے دمشق کے حاکم تھے۔ جب کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو پبلک کی شکایت پر معزول کیا گیا تھا (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۳)۔

آپ پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ حکم بن عاص کو نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا تھا۔ آپ نے اسے واپس بلوالیا اور اس کے بیٹے مروان بن حکم کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے حکم کی سفارش کر کے اسے واپس بلانے کی اجازت لے لی تھی مگر ان کے پاس اس بات کا گواہ کوئی نہ تھا لہٰذا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہ جلا وطن ہی رہا اور حضرت عثمان نے اپنے دورِ خلافت میں اسے واپس بلالیا (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۳)۔

مصر، کوفہ اور بصرہ کے خارجیوں اور سبائیوں نے مدینہ منورہ کے صحابہ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے نام استعمال کیے۔ ان کی طرف سے جھوٹے مراسلے بنا کر اپنے علاقے کے لوگوں کو مدینہ پہنچنے کی دعوت دی۔ ان تینوں شہروں سے تقریباً دو ہزار افراد نے حج کرنے اور حضرت عثمان تک گورنروں کے خلاف شکایات پہنچانے کا بہانہ کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ مصر والوں کا مطالبہ تھا کہ مولا علی کو ہمارا والی مقرر کیا جائے، کوفہ والے کہتے تھے کہ حضرت زبیر کو ہمارا امیر بنایا جائے اور بصرہ والوں کا اصرار تھا کہ حضرت طلحہ کو ولایت دی جائے۔ ہر گروہ اپنی بات پر حرفِ آخر کی طرح ڈٹا ہوا تھا۔

حضرت علی نے حضرت امام حسن کو بھیجا اور انہوں نے مصر والوں کو دھتکار دیا۔ حضرت

Islam The World Religion

طلحہ بصرہ والوں پر خوب برسے اور انہیں وہاں سے واپس بھیج دیا۔ حضرت زبیر نے کوفہ والوں کو واپس لوٹایا۔ وہ سب لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ تینوں گروہ واپس مدینہ شریف پہنچ گئے۔ انہوں نے مدینہ کا احاطہ کرلیا۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ واپس کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ راستے میں ہمیں برید ملا تھا جس کے پاس خط تھا۔ اس خط میں عبداللہ بن سعد کو کہا گیا تھا کہ ان لوگوں کے مصر پہنچتے ہی انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہی بات بصرہ والوں نے حضرت طلحہ سے اور کوفہ والوں نے حضرت زبیر سے کہی۔ تینوں گروپوں نے کہا کہ ہم اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے واپس آئے ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مصر والوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ابن ابی سرح کو ہٹا کر ان کی جگہ حضرت محمد بن ابوبکر کو مصر کا والی مقرر کیا جائے اور وہ خط جو پکڑا گیا تھا اس میں محمد بن ابوبکر کے قتل کا حکم موجود تھا۔ الغرض حضرت سیدنا علی اور دیگر صحابہ علیہم الرضوان نے ان سے کہا کہ تم لوگ یہاں سے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے شہر کو گئے تھے، پھر مصر والوں کے خلاف لکھے گئے خط کی خبر دوسرے شہر والوں کو کیسے ہوئی؟ ان سب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ واضح ہو گیا کہ یہ سب ان کی سازش تھی جسے صحابہ کی تفتیش اور فراست نے بے نقاب کر دیا۔

دوسری طرف جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس خط کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ خط نہ میں نے لکھا ہے نہ لکھایا ہے اور نہ ہی میرے علم میں ہے البتہ اس پر مہر میری ہی لگی ہوئی ہے اور جس اونٹ پر یہ قاصد سوار ہے یہ اونٹ بھی میرا ہے۔ یقیناً کسی شخص نے میری مہر کو استعمال کیا ہے۔ تمام صحابہ اور مخلصین مطمئن ہو گئے۔ لیکن سازشیوں نے کہا کہ اس طرح تو معاملہ پہلے سے بھی خراب ہو گیا کہ خلیفہ ہونے کے باوجود آپ کو اس بات کی خبر نہیں کہ آپ کی مہر اور آپ کی سواری کون استعمال کر رہا ہے۔ انہوں نے مدینہ اور خصوصاً آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔

شانِ عثمان غنی روافض کی کتابوں سے

روافض کی کتاب نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ: حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے عثمان! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ویسی ہی صحبت پائی ہے جیسی ابوبکر وعمر نے پائی ہے اور آپ

Islam The World Religion

رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داری کے لحاظ سے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو ان دونوں کو حاصل نہیں وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ يَنَالَا (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 164)۔

روافض کی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں لکھا ہے کہ:

حضرت علی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اپنی زرع بیچو اور اس کی رقم میرے پاس لاؤ تا کہ میں آپ کے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے مناسب سامان تیار کروں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے وہ زرع عثمان بن عفان کو چارسو درہم میں بیچی۔ جب میں دراہم پر قبضہ کر چکا اور عثمان نے مجھ سے زرع لے لی تو عثمان نے کہا: کیا میں اس وقت زرع کا حقدار اور آپ دراہم کے حقدار ہو چکے ہو؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا: یہ زرع میری طرف سے آپ کے لیے تحفہ ہے۔ میں نے وہ زرع اور رقم لے لی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زرع اور رقم دونوں حضور کے سامنے ڈال دیے اور عثمان کا سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے عثمان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر وہ رقم ابوبکر کو دے کر شادی کا سامان خرید نے بھیجا اور ان کے ساتھ سلمان فارسی اور بلال کو مدد کے لیے بھیجا تا کہ وہ سامان اٹھا کر لے آئیں (کشف الغمہ جلد 1 صفحہ 248،249)۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت

محاصرہ کے دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت عثمان سے عرض کیا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لیجیے۔ آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت یہاں موجود ہے اس کو لے کر نکلیے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے ان کو نکال دیجیے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ معظّمہ چلے جایئے۔ مکہ حرم ہے، وہاں یہ آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ شام میں آپ حضرت امیر معاویہ کی پناہ میں چلے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی صورت کا یہ جواب دیا کہ اگر میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو میں اس امت کا وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو اپنی حکومت کی بقاء کے لیے مسلمانوں کا خون بہائے۔

Islam The World Religion

دوسری صورت (یعنی مکہ چلے جائیں) کا جواب یہ دیا کہ مجھے ان لوگوں سے یہ توقع نہیں ہے کہ یہ حرم پاک کی حرمت کا کوئی لحاظ رکھیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمتیں پامال ہوں اور تیسری صورت (یعنی شام چلے جائیں) کا جواب یہ دیا کہ میں دار الہجرت اور دیارِ رسول کو چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جانا چاہتا (مسندِ احمد: ۴۸۱)۔

ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے جھانکتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بیر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو بیر رومہ کو خرید کر اپنے ڈول کے ساتھ مسلمانوں کے ڈول کو ملا دے۔ اس نعمت کے بدلے جو جنت میں اس سے بہتر ہے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس کے پانی سے روکے ہوئے ہو، یہاں تک کہ مجھے دریا کا پانی پینا پڑ رہا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہی بات ہے۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجدِ نبوی نمازیوں کے لیے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو آل فلاں کے قطعہ زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کر دے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے بھی روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا، یہی بات ہے۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے لشکرِ تبوک کا بندوبست اپنے مال سے کیا تھا؟ لوگوں نے کہا، یہی بات ہے۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تھے۔ آپ کے سامنے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور میں تھا۔ پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ پتھر لڑھکنے لگے تو آپ نے پیر سے ٹھوکر مار کر فرمایا: اے ثبیر ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا، یہی بات ہے۔ آپ نے تکبیر کہی اور تین مرتبہ فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم لوگوں نے گواہی دے دی کہ میں شہید ہوں (ترمذی: ۳۷۰۳، نسائی: ۳۶۰۸، دار قطنی: ۴۳۹۱)۔

چالیس دن تک آپ کو اپنے گھر میں محصور رکھا گیا، پانی بند کر دیا گیا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۷۱، صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۷) اور چالیسویں دن جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ

Islam The World Religion

کوخواب میں فرمایا کہ آج کا جمعہ آپ ہمارے ساتھ پڑھیں گے(مستدرکِ حاکم: ۴؍۵۹۸)۔

جب قاتلوں نے آپ کے گھر کا سخت محاصرہ کرلیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے باہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ باندھے ہوئے اورانہی کی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے نکلے۔آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے امام حسن، حضرت عبداللہ بن عمر، مہاجرین اور انصار کی جماعت تھی۔ یہ سب ان لوگوں کو ڈرا دھمکا کر منتشر کر رہے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا: السلام علیکم یا امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل کا حل بیان فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے بدنصیب حملہ آوروں کے خلاف کارروائی کی اجازت دی ہے۔آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان سے جنگ کریں اور آپ کا دفاع کریں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی میری وجہ سے کسی کلمہ گو آدمی کا سینگی لگانے کے برابر بھی خون نکلے تو میں اسکے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اصرار کیا تو آپ نے پھر بھی وہی جواب دیا۔

پھر بھی صحابہ کرام نے اپنے نوجوان بیٹوں کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیجا۔ان میں سیدنا امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ عثمان کے دروازے پر کھڑے ہوجاؤ اور کسی شخص کو عثمان تک مت پہنچنے دینا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۷۱، صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۷)۔

دو آدمیوں نے مکان کی پچھلی طرف سے داخل ہوکر آپ کو شہید کردیا۔آپ کی زوجہ رضی اللہ عنہا نے بہت چیخیں ماریں مگر کسی نے نہ سنا۔قاتل جس طرف سے داخل ہوئے تھے ادھر سے ہی نکل گئے۔آپ کی زوجہ نے چھت سے لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین شہید کردیے گئے ہیں۔ لوگ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ امیر المومنین کو ذبح کردیا گیا ہے۔یہ خبر حضرت علی، طلحہ، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو پہنچی تو ان کے ہوش اڑ گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں سے پوچھا کہ امیر المومنین کیسے شہید ہوئے جب کہ تم دونوں دروازے پر موجود تھے؟ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت سیدنا حسن کو تھپڑ مارا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے سینے پر ضرب لگائی اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو برا بھلا کہا اور سخت غضب کی حالت میں اپنے گھر واپس تشریف لے

Islam The World Religion

آئے (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۸)۔

جب آپ کو شہید کیا گیا تو آپ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے۔ آپ کے خون کے چھینٹے قرآن کی اس آیت پر پڑے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرۃ: ۱۳۷)۔ آپ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ ہے، سب سے پہلا فتنہ ہے، اسی کے بعد فتنوں کے دروازے کھلے۔ اگر ماتم شرعاً جائز ہوتا تو آپ کی شہادت کو سانحہ کربلا سے زیادہ شہرت اور اہمیت ملتی۔ مگر اہل سنت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مذہب کو چمکانے کے لیے اس طرح کی خلاف شرع حرکتیں نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ محاصرہ کرنے والوں سے فرماتے تھے کہ عثمان کو قتل مت کرنا۔ اللہ کی قسم تم میں سے جو شخص بھی اسے قتل کرے گا وہ اللہ کی بارگاہ میں جذام کی حالت میں کٹے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ حاضر ہوگا۔ اللہ کی قسم تم نے اسے قتل کر دیا تو اللہ تم پر اپنی تلوار ہمیشہ کیلیے سونت لے گا۔ جب بھی کوئی نبی قتل ہوا ہے تو اسکے بدلے میں ۷۰ ہزار قتل ہوئے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل ہوگا تو اسکے بدلے میں ۳۵ ہزار قتل ہوں گے (مصنف عبدالرزاق، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۷)۔

احادیث اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے لیے امام اور مظلوم کے الفاظ نہایت درست ہیں اور تحقیق کے عین مطابق ہیں۔ اپنی جان دے دینا مگر حضور ﷺ کی امت پر تلوار نہ اٹھانا آپ کا عظیم طرۂ امتیاز ہے۔ اسی لیے تمام خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ صابر مشہور ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۷)۔

جب آپ کی مظلومانہ شہادت واقع ہوگئی تو یہ خبر دنیا کے طول و عرض میں دھوم گئی۔ صحابہ کرام نے اسے اسلامی تاریخ کا سیاہ ترین سانحہ قرار دیا۔ فَاعْظَمُوْهُ جِدًّا۔ محاصرہ کرنے والے خوارج کی اکثریت اپنے اس کرتوت پر شرمندہ ہوئی۔

مختلف صحابہ تک جب خوارج کے شرمندہ ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے قرآن کی مختلف آیات پڑھیں۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (الحشر: ۱۶)۔

IslamTheWorldReligion

اس زمانے کے بعض بزرگوں نے قسم کھا کر بیان فرمایا کہ: عثمان کے قاتلوں میں سے ہر شخص قتل ہو کر مرا۔ اور مرنے سے پہلے پاگل بھی ہوا (طبرانی کبیر حدیث: ۱۳۲، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۸۳)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ عثمان کے خون کا بدلہ نہ مانگتے تو ان پر آسمان سے پتھر برستے لَوْ اَنَّ النَّاسَ لَمْ يَطْلُبُوْا بِدَمِ عُثْمَانَ لَرُجِمُوْا بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَآءِ (طبرانی کبیر حدیث رقم: ۱۲۰، طبرانی اوسط: ۳۴۵۳)۔

واقعہ شہادت آپ نے پڑھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: عثمان مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا (ترمذی: ۳۷۰۸)۔ امامِ مظلوم کا چالیس دن تک پانی بند رہا اور تلاوتِ قرآن پاک کرتے کرتے شہید ہوئے۔ گویا جامع قرآن بھی عثمان ہیں اور قاریِ قرآن بھی عثمان ہیں۔ عثمان قرآن سے جدا نہیں اور قرآن عثمان سے جدا نہیں۔ اسلامی سال کا اختتام شہادتِ عثمان سے ہے اور اسلامی سال کا آغاز شہادتِ فاروقِ اعظم سے ہے۔

آپ نے ۱۲ سال خلافت کی۔ ۳۵ ہجری (۱۸ ذی الحج) کو ۸۲ سال کی عمر میں شہادت پائی (طبرانی کبیر حدیث: ۹۹، الاکمال مع المشکوٰۃ صفحہ ۶۰۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۶)۔ بعض کتابوں میں ہے کہ ۸۸ یا ۹۰ سال کی عمر میں شہادت پائی (مستدرک: ۴۵۸۵، ۴۵۸۶)۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۶)۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کا مزار جنت البقیع میں سب سے نمایاں ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ جَمِيْعِ اَصْحَابِ
سَيِّدِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

ازواج واولاد

آپ رضی اللہ عنہ کی نو بیویاں، نو بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔

(1)۔ حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ الکریم صلی اللہ علیہما وسلم سے اولاد

(۱)۔ عبداللہ الاصغر۔

Islam The World Religion

(2)۔ حضرت اُمِ کلثوم بنت رسول اللہ الکریم صلی اللہ علیہما وسلم

(3)۔ حضرت فاختہ بنت غزوان سے اولاد

(ا)۔عبداللہ الاکبر۔

(4)۔ بنتِ جندب سے اولاد

(ا)۔عمرو۔(ب)۔ابان۔(ج)۔خالد۔(د)۔عمر۔

(5)۔ حضرت فاطمہ بنت ولید سے اولاد

(ا)۔سعید۔(ب)۔ولید۔

(6)۔ حضرت اُم البنین سے اولاد

(ا)۔عبدالملک۔

(7)۔ حضرت رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے اولاد

(ا)۔عائشہ۔(ب)۔اُمِ ابان۔(ج)۔اُم عمرو۔

(8)۔ حضرت نائلہ بنت فرافصہ سے اولاد

(ا)۔مریم۔

(9)۔ اُم ولد سے اولاد

(ا)۔اُم البنین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆......☆......☆

Islam The World Religion

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بذل القوی فی مناقب المرتضیٰ

زمانہ خلافت: ۳۵ھ تا ۴۰ھ (۶۵۶ء تا ۶۶۰ء)

نام ونسب

آپ کا اسمِ گرامی علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا زاد بھائی ہیں۔ سیدۃ النساء فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے بعد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی ماں کہا۔ اسی گھر میں پرورش پائی۔ جب حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر میں اترے، انہیں اپنی قمیص میں کفن دیا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی (مستدرک حاکم: ۳۶۳۲، طبرانی کبیر: ۱۴۹)۔

آپ کی والدہ ماجدہ مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائی تھیں۔ آپ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے کسی ہاشمی کو جنم دیا۔ جنت البقیع کے آخری بائیں کونے میں حضرت ابوسعید خدری کے ساتھ چار دیواری میں دفن ہیں۔ آپ کی قبر انور پر حاضری دینے سے ایک خاص کیف ملتا ہے۔

آپ جب پیدا ہوئے تو والدہ ماجدہ نے آپ کا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا مگر جب ابوطالب گھر پہنچے تو انہوں نے اس نام کو ناپسند کیا اور علی نام رکھا (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)۔

آپ کی کنیت ابوتراب ہے۔ اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ: ایک مرتبہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر گھر سے نکل گئے اور مسجد کی دیوار کے ساتھ جا کر لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت علی کے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ وہ ناراض ہو کر باہر نکلے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پیچھے نکلے۔ مسجد میں انہیں لیٹے دیکھا تو ان کی پشت پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مٹی جھاڑنا شروع کر دی اور فرمایا: اِجْلِسْ یَا اَبَا تُرَابٍ اٹھا اے ابو

Islam The World Religion

تراب (بخاری: ۳۷۰۳، ۶۲۰۴، مسلم: ۶۲۲۹)۔ تراب کا معنی مٹی ہے۔

قبولِ اسلام

آپ نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا (طبرانی کبیر: ۱۶۰)، بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰)۔

مناقبِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

آپ کے خصائص کتاب الخصائص میں بیان ہو چکے ہیں، وہاں ضرور دیکھ لیں۔ آپ چوتھے خلیفہِ راشد ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (ترمذی: ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ابن ماجہ: ۱۳۳)۔ حدیثِ رداء کے ذریعے آپ اہل بیت میں شامل ہیں (مسلم: ۶۲۶۱، ترمذی: ۳۸۱۳، ابوداؤد: ۴۰۳۲)۔ حدیثِ مباہلہ میں بھی آپ کا اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان میں شامل ہونا مذکور ہے (مسلم: ۶۲۲۰، ۳۷۲۴)۔

سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمانِ غنی کے بعد آپ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ احادیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر کو سمجھا جاتا تھا پھر عمر کو پھر عثمان کو (بخاری: ۳۶۶۲، ۳۶۵۵، ۳۶۹۷، ابوداؤد: ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹)۔ چوتھا نمبر خود بخود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مل رہا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ یعنی اہلِ سنت کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی تیری مثال ایسے ہے جیسے عیسیٰ۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگا دیا اور عیسائیوں نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتبہ دے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ

Islam The World Religion

محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں۔ دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی (مسند احمد: ۱۳۷۶، السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۴۸۸، مستدرکِ حاکم: ۴۶۸۰)۔

نیز آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کُلَّ مُبْغِضٍ لَّنَا وَکُلَّ مُحِبٍّ لَنَا غَالٍ یعنی اے اللہ ہم سے بغض رکھنے والے ہر شخص پر لعنت بھیج اور ہم سے محبت میں غلو کرنے والے ہر شخص پر بھی لعنت بھیج (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۵۰۷، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)۔

شیعہ کی کتاب نہج البلاغہ میں بعینہٖ یہی بات موجود ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بُغض رکھنے والا جسے یہ بُغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ ایران/قم)۔

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ افراط اور تفریط کا شکار رہیں گے۔ حق کا راستہ اہل سنت و جماعت کا ہو گا جو اکثریتی راستہ ہو گا، جماعت کا راستہ ہو گا، سوادِ اعظم کا راستہ ہو گا، درمیانی راستہ ہو گا، باقی سب راستے ہلاکت کے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ: لَقَدْ کَانَتْ لَهٗ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مَنْقِبَةً لَمْ یَکُنْ لِاَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تیرہ مناقب ایسے ہیں جو اس امت میں کسی کے بھی نہیں ہیں (طبرانی اوسط: ۸۴۳۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۵)۔ ضعیف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جب خوارج نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تو علمائے حق نے آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب کھول کھول کر بیان کرنا شروع کر دیے جس کی وجہ سے آپ کے مناقب کثرت

Islam The World Religion

سے ظاہر ہو گئے ورنہ سیدنا ابوبکر اور عمر کے مناقب اور فضائل آپ سے تعداد میں زیادہ ہیں بلکہ بیشتر ازاں (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۴)۔

آپ کی شان میں من گھڑت احادیث

محققین کے لیے یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ لوگوں نے آپ کی شان میں بے شمار احادیث گھڑی ہیں۔ حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوىٰ عَنْ عَلِيٍّ اَلْكِذْبُ یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان ہونے والی باتیں عموماً جھوٹ ہوتا ہے (بخاری: ۳۷۰۷)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جانے والی کوئی حدیث قبول نہیں کی جاتی تھی سوائے ان احادیث کے جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب حضرت علی سے روایت کرتے تھے (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۰)۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب لائی گئی جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے درج تھے۔ آپ اس کتاب کو پڑھتے جارہے تھے اور جب کوئی غلط اور جھوٹی بات دیکھتے تو فرماتے وَاللّٰهِ مَا قَضىٰ بِهٰذَا عَلِيٌّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ ضَلَّ یعنی اللہ کی قسم علی نے یہ فیصلہ نہیں دیا، یہ تو کسی گمراہ آدمی کا فیصلہ ہے (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۰)۔

جب لوگوں نے حضرت علی کے بعد یہ باتیں گھڑلیں تو حضرت علی کے اصحاب میں سے ایک نے فرمایا: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَيَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا یعنی اللہ انہیں برباد کرے کتنے عظیم علم کو ان لوگوں نے خراب کردیا ہے (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۰)۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی جب مخالفت زیادہ ہونے لگی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جس کسی کے پاس آپ کے مناقب کے بارے میں کوئی بات موجود تھی سب نے بیان کردی لیکن فساد کو ختم کرنے کی ہر کوشش انتشار میں اضافہ کرتی رہی۔ دوسری طرف روافض نے آپ کے مناقب اپنے پاس سے گھڑنا شروع کر دیے حالانکہ اللہ کریم نے آپ کو جتنا نوازا ہے آپ اس طرح کے من گھڑت فضائل کے محتاج نہیں (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۴)۔

Islam The World Religion

خلیلی نے الارشاد میں لکھا ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت علی واہل بیت علیہم الرضوان کے فضائل میں جو احادیث گھڑی ہیں ان کی تعداد تین لاکھ ہے ثَلَاثُمِائَةِ اَلْفٍ (حاشیہ صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۲۱)۔

علمی کارنامے

(1)۔ آپ تین خلفائے راشدین کے بعد سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

(2)۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے بڑے قاضی ہیں (ابن ماجہ: ۱۵۴، مشکوۃ: ۶۱۲۰، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یمن میں قاضی بنا کر بھیجا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نوجوان ہوں اور میں نہیں جانتا فیصلہ کیا چیز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ یعنی اے اللہ اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو مضبوط رکھ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اس کے بعد مجھے کسی فیصلے میں تردد نہیں ہوا (مستدرک حاکم: ۱۶۷/۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۳)۔

(3)۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایسی علمی محفل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس میں علی نہ ہو (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کے بارے میں مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو، اللہ کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے پتا نہ ہو کہ وہ رات کو اتری ہے یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں (الاستیعاب صفحہ ۵۳۴، الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔

یہ الفاظ سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے سواء کسی سے منقول نہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے سواء کوئی معبود نہیں اللہ کی کتاب میں سے کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کے بارے میں مجھے پتا نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی، اور کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے پتا نہ ہو کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور اگر مجھے پتا چل جائے کہ دنیا میں کوئی شخص اللہ کی کتاب کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے تو اگر میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہو تو میں اپنا اونٹ اس کی طرف دوڑا دوں (مسلم: ۶۳۳۳، بخاری: ۵۰۰۲)۔

Islam The World Religion

(5)۔ ایک مرتبہ آپ منبر پر تشریف فرما ہو کر خطاب فرما رہے تھے۔ دورانِ خطاب کسی آدمی نے پوچھا کہ جو آدمی ایک بیوی دو بیٹیاں اور ماں باپ چھوڑ کر مر جائے اس کی بیوی کو کتنا حصہ ملے گا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فی البدیع فرمایا کہ بیوی کو نواں حصہ ملے گا (دار قطنی: ۴۰۱۸)۔

یہ سوال نہایت مشکل تھا، میراث کی اصطلاح میں اس میں عول موجود ہے۔ آپ کی دلچسپ علمی حاضر جوابی کے پیشِ نظر اس مسئلے کو مسئلۂ منبریہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(6)۔ علم نحو کی بنیاد سیدنا فاروق اعظم نے رکھی (قرطبی 1/64)، بعد میں سیدنا علی المرتضیٰ نے اس کو مزید ترقی دی۔ حضرت ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کس چیز پر غور فرما رہے ہیں۔ فرمایا: آج میں نے ایک آدمی کو غلط تلفظ کے ساتھ بات کرتے ہوئے سنا ہے، میں نے عربی اصول پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اگر آپ یہ کام کر دیں تو اس میں ہماری بقاء ہے۔ پھر میں تین دن کے بعد دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ایک صحیفہ عنایت فرمایا، جس میں لکھا تھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، اَلۡکَلِمَۃُ اِسۡمٌ وَفِعۡلٌ وَحَرۡفٌ، فَالۡاِسۡمُ مَا اَنۡبَأَ عَنِ الۡمُسَمّٰی وَالۡفِعۡلُ مَا اَنۡبَأَ عَنۡ حَرۡکَتِ الۡمُسَمّٰی، وَالۡحَرۡفُ مَا اَنۡبَأَ عَنۡ مَعۡنًی لَیۡسَ بِاِسۡمٍ وَلَا فِعۡل۔ پھر فرمایا: تم بھی جستجو کرو اور اس میں مزید اضافہ کرو۔ فرمایا: چیزیں تین قسم کی ہیں، ظاہر، ضمیر اور وہ جو نہ ظاہر ہے نہ ضمیر ہے۔ اس تیسری قسم کو جاننے سے ہی علماء علم کے میدان میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے ہیں۔ حضرت ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس صحیفے میں کچھ چیزوں کا اضافہ کیا اور آپ کو دکھایا۔ میں نے جن چیزوں کا اضافہ کیا تھا ان میں حروفِ ناصبہ بھی تھے۔ ان میں اِنَّ، اَنَّ، لَیۡتَ، لَعَلَّ، کَاَنَّ کا ذکر کیا۔ میں نے ان میں سے لٰکِنَّ کو چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے لٰکِنَّ کو کیوں چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے خیال میں یہ ان کے اخوات میں سے نہیں ہے۔ فرمایا: اسے شامل کرو یہ انہی کا بھائی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۱)۔

(7)۔ ایک مرتبہ دو آدمی اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین۔ ان کے پاس سے تیسرا آدمی گزرا تو انہوں نے اسے بھی کھانا کھانے کی

Islam The World Religion

پیشکش کی۔ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگ گیا۔ جب کھانا کھا چکے تو تیسرے آدمی نے انہیں آٹھ درہم دے کر کہا کہ آپس میں بانٹ لو۔ وہ دونوں آپس میں جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا میرے پانچ درہم بنتے ہیں اور تیرے تین۔ تین روٹیوں والے نے کہا ہمارے چار چار درہم بنتے ہیں۔ وہ دونوں اپنا جھگڑا امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا: تم تین درہم پہ راضی ہو جاؤ اور میرے فیصلے سے پہلے اپنے ساتھی کی بات مان لو۔ اس نے کہا مجھے انصاف چاہیے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم صرف ایک درہم کے حق دار ہو اور دوسرا سات کا۔ اس نے کہا سبحان اللہ مجھے ذرا سمجھا دیجیے میں حق کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ تم میں سے ہر آدمی نے آٹھ ٹکڑے کھائے۔ تیری تین روٹیوں کے نو ٹکڑے تھے جن میں سے آٹھ تم نے خود کھا لیے اور ایک ٹکڑا تیسرے آدمی نے کھایا۔ پانچ روٹیوں والے نے اپنی روٹیوں کے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے آدمی نے کھائے۔ اس طرح اس کے سات ٹکڑے اور تیرا ایک ٹکڑا تیسرے آدمی نے کھایا۔ اس تناسب سے اسے سات درہم ملیں گے اور تجھے ایک (الاستیعاب صفحہ ۵۴۳، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۹)۔

(8)۔ جنگِ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زرع گم ہو گئی۔ جب جنگ ختم ہوئی اور آپ کوفہ کی طرف لوٹے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس وہ زرع دیکھی۔ یہودی نے کہا فیصلہ قاضی کرے گا۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقدمہ پیش ہوا۔ آپ قاضی شریح کے پہلو میں تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر جا کر بیٹھتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرمایا: انہیں نیچے ہی رکھو جیسا کہ اللہ نے انہیں نیچے رکھا ہے۔ قاضی شریح نے کہا اے امیر المومنین فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ زرع میری ہے، میں نے اسے نہ بیچا ہے نہ مفت دیا ہے۔ قاضی شریح نے کہا اے یہودی تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا میری زرع ہے اور میرے ہاتھ میں ہے۔ قاضی شریح نے کہا اے امیر المومنین آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں قنبر اور حسن میرے گواہ ہیں۔ قاضی شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں۔ یہودی نے کہا امیر المومنین مجھے قاضی کے پاس لائے ہیں اور قاضی نے ان کے خلاف

Islam The World Religion

فیصلہ دے دیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حق کی عدالت ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ زرع آپ کی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۳۔ ۱۴۴، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۳۱)۔

امامِ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شانِ ولایت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا علی المرتضی نے حضرت ابوبکر اور عمر سے بھی فیض حاصل کیا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔ آپ رضی اللہ عنہ ولایت میں پہلے تین خلفاء کے بعد سب سے افضل ہیں۔ آپ سے طریقت کے کثیر سلاسل جاری ہوئے ہیں۔ سلاسل کی معروف ترتیب کے مطابق آپ قادری، چشتی اور سہروردی سلاسل کے مرشدِ اول ہیں اور اکثر سلاسل طریقت میں آپ کا فیض جاری ہے۔ رضی اللہ عنہ

علوی سلاسلِ طریقت

(1)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اول تو حضرت حسن بصری کی ملاقات کچھ بعید نہیں، اتنی اہم ہستی کے زمانے کو پالینا ہی ملاقات کے لیے کافی ہے۔ اور اگر بالفرض اس ملاقات کا اعتبار نہ بھی کیا جائے تو کتنے ہی صحابہ و تابعین ایسے ہیں جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ تھے اور سیدنا حسن بصری نے ان سے فیض حاصل فرمایا۔ اس طرح ان کے سلسلے میں سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت حسن بصری کے درمیان ایک شیخ کا اضافہ ہوگا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان کا اتصال محبوب کریم ﷺ تک ثابت ہو جائے گا اور اس تحقیق میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس پر ایک تصریح بھی ملاحظہ کیجیے، حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت حسن بصری کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا اور ان سے تعلیم بھی پائی (تذکرۃ الاولیاء صفحہ: ۱۷)۔

(2)۔ آپ کے اپنے خاندانِ اقدس سے بھی آپ کا سلسلۂ فیض سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ذریعے جاری ہوا۔

(3)۔ حضرت کمیل بن زیاد قدس سرہ العزیز کے ذریعے بھی آپ کا سلسلہ جاری ہوا۔

(4)۔ سیدنا امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز کے ذریعے علوی فیض نقشبندی سلسلے میں بھی جاتا

Islam The World Religion

ہے اور انہی کے ذریعے صدیقی فیض اہل بیت میں بھی جاری ہوتا ہے۔

(5)۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات سیدنا فاروقِ اعظم کی ہمراہی میں ثابت ہے اور انہوں نے جنگوں میں آپ کا ساتھ بھی دیا۔ گویا حضرت خواجہ اویس قرنی سیدنا فاروقِ اعظم اور مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہما دونوں سے فیض یافتہ ہیں۔

(6)۔ جس طرح پہلے تین خلفاء راشدین سے آپ رضی اللہ عنہ کو فیض پہنچتا ہے، اسی طرح آپ کے زمانۂ خلافت اور اس کے بعد والے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے جاری ہونے والے تمام سلاسل میں آپ کا فیض جاری ہے۔

کرامات

(1)۔ آپ نے ایک آدمی سے کوئی بات کہی۔ اس نے کہا آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم غلط ہو تو میں تمہارے خلاف دعا کروں؟ اس نے کہا کر دو۔ آپ نے دعا فرمائی، وہ آدمی نابینا ہو گیا (المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۷۹۱، ابونعیم فی الدلائل، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۲۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۹)۔

(2)۔ آپ رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے امیر المومنین! دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم گزر جاؤ، ہمارا اللہ نگہبان ہے۔ آپ نے جھگڑے کا فیصلہ سنایا، جیسے ہی کھڑے ہوئے دیوار گر گئی (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)۔

خلافت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ افراد کی جو کمیٹی بنائی تھی اس کمیٹی کے فیصلے کے مطابق حضرت عثمان غنی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت کے حق دار تھے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اگلے روز سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں تمام لوگوں نے بیعت کر لی (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۱۸، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۶)۔

خوارج نے آپ کی خلافت کا انکار کیا تھا اور بعض نے خلفائے راشدین صرف دو کو اور

Islam The World Religion

بعض نے تین کو تسلیم کیا تھا۔ علمائے اہل سنت نے اس کا سختی سے رد فرمایا ہے اور تیس سال تک خلافت کے جاری رہنے والی حدیث، حدیثِ سفینہ سے استدلال کرتے ہوئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق اور خلافتِ راشدہ ثابت کیا ہے (ابوداوٗد حدیث نمبر ۴۶۴۶)۔

یہاں سے واضح ہو گیا کہ نعرۂ تحقیق حق چار یار دراصل خلافتِ راشدہ کو تین خلفاء تک محدود کرنے والے مروانیوں کی تردید کرتا ہے اور اس نعرے کا انکار سیدنا علی کریم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار ہے۔ اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی چوتھی خلافت کو برحق قرار دیتے تھے، چنانچہ روافض کی اپنی کتاب مناقب آلِ ابی طالب میں لکھا ہے کہ: قَالَ اَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ لَمْ يَقُلْ اِنِّيْ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ یعنی امیر المومنین نے فرمایا: جس نے مجھے چوتھا خلیفہ نہیں مانا اس پر اللہ کی لعنت ہے (مناقب آلِ ابی طالب از ابن شہر آشوب صفحہ 643)۔

زمانہ خلافت کے حالات

اندرونی بغاوتوں اور خلفشاروں کی وجہ سے آپکے زمانے میں کوئی فتوحات نہ ہوسکیں۔

(1)۔ جب حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان دنوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج کے لیے مکہ شریف میں تھیں۔ قتل عثمان کی خبر پا کر آپ بصرہ گئیں اور قصاص مانگنے کے لیے تیاری کی۔ ادھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی فوجی تیاری کے ساتھ بصرہ کی طرف نکلے۔ دونوں فریقوں کے درمیان بات چیت ہوئی تو ان میں سے ہر ایک مخلص نکلا۔ سب یہی چاہتے تھے کہ خونِ عثمان کا بدلہ لیا جائے لیکن قاتلوں کی تلاش اس لیے مشکل تھی کہ وہ سیدنا علی کی فوج میں گھل مل چکے تھے اور ان کی وجہ سے بے گناہ لوگوں کے مارے جانے کا خطرہ تھا۔ نہایت دوستانہ بات چیت کے بعد جب دونوں فوجیں اپنے خیموں میں آرام کرنے لگیں تو رات کے وقت خوارج نے دو ٹولیاں بن کر دونوں فوجوں پر حملہ کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے سمجھا کہ ام المومنین کی فوج نے ہم پر حملہ کر دیا ہے اور ام المومنین کی فوج نے سمجھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے حملہ کر دیا ہے۔ بصرہ میں گھمسان کی جنگ ہوئی، ام المومنین کی فوج کو شکست ہوئی، دونوں طرف سے دس ہزار صحابہ و تابعین شہید ہوئے۔ اگلے روز جب ام المومنین اور سیدنا علی کا آمنا سامنا ہوا تو

Islam The World Religion

دونوں نے حملے میں پہل کرنے سے بے خبری کا اظہار کیا۔فوراً سمجھ گئے کہ یہ خوارج کی شرارت تھی۔دونوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن پڑھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام المومنین کو نہایت احترام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیا اور آپس میں راضی بازی ہو گئے۔حضرت علی المرتضیٰ نے دونوں طرف سے شہید ہونے والوں کی نمازِ جنازہ پڑھی۔اس جنگ کو جنگِ جمل کہا جاتا ہے۔

(2)۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے۔انہوں نے بھی عثمانِ غنی کے خون کا بدلہ مانگا اور معزول ہونے سے انکار کر دیا۔دریائے فرات کے کنارے صفین کے میدان میں جنگِ صفین ہوئی۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے اور معاویہ کے درمیان اور کوئی اختلاف نہیں تھا صرف خونِ عثمان کے بارے میں غلط فہمی ہو گئی تھی (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔نیز فرمایا: قَتۡلَایَ وَقَتۡلَا مُعَاوِیَةَ فِی الۡجَنَّةِ یعنی میری طرف سے قتل ہونے والے اور معاویہ کی طرف سے قتل ہونے والے سب جنتی ہیں (طبرانی کبیر: ۱۶۰۴۴، مجمع الزوائد: ۱۵۹۲۷)۔

(3)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کو شکست ہونے والی تھی کہ دونوں فریق صلح پر آمادہ ہو گئے۔حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما دونوں حکم مقرر ہوئے۔حکم کا معنی ہے فیصلہ کرنے والا۔خوارج نے قرآن کی آیت اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ پڑھ کر فتویٰ جڑ دیا کہ فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔یہ آیت پڑھ کر انہوں نے حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ دونوں کو مشرک کہہ دیا۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کَلِمَةُ الۡحَقِّ یُرَادُ بِهَا الۡبَاطِل یعنی یہ لوگ حق کا کلمہ بول رہے ہیں مگر غلط جگہ پر فٹ کر رہے ہیں۔کوفہ اور بصرہ ان کے دو بڑے مرکز تھے۔ان کے خلاف جنگِ نہروان ہوئی۔

(4)۔ مصر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص کی جگہ حضرت قیس بن سعد انصاری کو گورنر بنایا۔سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ چھ ہزار افراد سمیت حضرت عمرو کو بھیجا اور حملہ کر کے مصر چھین لیا۔

اس کے علاوہ بھی کئی جھڑپیں اور معرکے ہوئے۔بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔مشرق میں کوفہ، بصرہ، حجاز اور عراق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور مغرب میں شام، مصر وغیرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے رضی اللہ عنہما۔

Islam The World Religion

تقریباً یہ ساری بحث البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۷۸ پر موجود ہے۔

شہادت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگلوں کا بدبخت وہ تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور پچھلوں کا بدبخت وہ ہوگا جو علی کو قتل کرے گا (مستدرک: ۴۷۳۷)۔

حضور کریم ﷺ نے اپنے سر مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اے علی تیرا قاتل تجھے یہاں مارے گا، پھر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ تیرے خون سے تر ہو جائے گی (السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۵۳۸)۔

ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰ کے پاس بصرہ سے وفد آیا۔ اس میں ایک خارجی آدمی تھا جس کا نام جعد بن نعجہ تھا۔ اس نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا پھر کہنے لگا: اے علی اللہ سے ڈر، تم نے مرنا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تو ٹھیک ہے مگر میں نے عام طریقے سے نہیں مرنا۔ میں نے شہید ہونا ہے میرے سر میں تلوار لگے گی اور میری داڑھی رنگی جائے گی۔ یہ تقدیر کا فیصلہ ہے اور اس کا وعدہ ہو چکا ہے۔ جھوٹ بولنے والا خسارے میں ہے۔ پھر اس آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لباس پر تنقید کی۔ اور کہا تمہیں اس سے بہتر لباس پہننا چاہیے تھا۔ آپ نے فرمایا: میرا یہ لباس تکبر سے پاک ہے اور مسلمانوں کے لیے ایسا لباس پہن کر میری پیروی کرنا آسان ہے (مستدرک حاکم: ۴۷۴۵)۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن ملجم کو دیکھا تو فرمایا: هٰذَا وَاللّٰهِ قَاتِلِي اللہ کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے؟ فرمایا: فَمَن يَّقْتُلُنِي پھر مجھے کون قتل کرے گا (الاستیعاب صفحہ ۵۴۱، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۳۵، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)۔

خوارج نے سیدنا علی، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کو مشرک سمجھتے ہوئے ان کے قتل کا منصوبہ بنالیا۔ عبدالرحمن بن ملجم مصر کا رہنے والا تھا۔ اس نے کہا علی کو میں قتل کروں گا۔ برک بن عبداللہ نے کہا معاویہ کو میں قتل کروں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے کہا عمرو بن عاص کو میں قتل کروں گا۔ تینوں اپنے اپنے مشن پر نکل گئے۔ سیدنا علی صبح کی نماز کے لیے نکلے۔ آپ الصلوٰۃ

Islam The World Religion

الصلوٰۃ کی آواز لگا رہے تھے۔ ابنِ ملجم آپ کی رہائش گاہ اور مسجد کے درمیان چھپ کر کھڑا تھا اچانک بولا اے علی حکم اللہ کے لیے ہے نہ کہ تیرے لیے اور تیرے اصحاب کے لیے (اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ لَا لَكَ یَا عَلِیُّ وَلَا لِاَصْحَابِكَ) اس نے آپ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔

آپ نے فرمایا: فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃ ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ ساتھ ہی فرمایا: یہ کتا جانے نہ پائے۔ ابنِ ملجم کو پکڑ لیا گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں وفات پا جاؤں تو اسے قتل کر دینا، اور اگر میں بچ جاؤں تو معاملہ میرے ہاتھ میں ہوگا، معاف کروں یا بدلہ لوں (الاستیعاب صفحہ ۵۴۰)۔

دوسرے آدمی نے حضرت عمرو بن عاص کو زخمی کر دیا۔ تیسرے آدمی کے ہاتھوں حضرت امیر معاویہ صاف بچ گئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵، طبرانی جلد ۱ صفحہ ۵۹، ۶۱، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۳۳)۔

آپ کی نمازِ جنازہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی (مستدرک حاکم: ۴۷۶: ۴)۔

چار تکبیریں پڑھیں (مستدرک حاکم: ۷ ۴۷ ۴، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔

آپ ۱۷ رمضان ۴۰ ہجری کو شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی (مستدرکِ حاکم: ۴۶۴: ۷)۔

آپ کو رات کے وقت کوفہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کی قبرِ انور کا صحیح علم کسی کو نہیں عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ قَبْرَہٗ جُھِلَ مَوْضِعُہٗ (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)۔

ازواج واولاد

آپ رضی اللہ عنہ کی نو بیویاں، چودہ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔

(1)۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ الکریم صلی اللہ علیہما وسلم سے اولاد

(ا)۔ امام حسن۔ (ب)۔ امام حسین۔ (ج)۔ حضرت محسن۔ بچپن میں فوت ہو گئے۔

(د)۔ سیدہ اُمِ کلثوم الکبریٰ زوجہ فاروقِ اعظم۔ (ھ)۔ سیدہ زینب الکبریٰ (کربلا والی)۔

Islam The World Religion

(2)۔ حضرت خولہ بنت ایاس بن جعفر الحنفیہ سے اولاد

(ا)۔محمد الاکبر۔انہیں محمد بن حنفیہ کہا جاتا ہے۔

(3)۔ حضرت لیلیٰ بنت معوذ سے اولاد

(ا)۔عبداللہ۔(ب)۔ابوبکر(کربلا میں شہید ہوئے)۔

(4)۔ حضرت اُم البنین بنت حزام سے اولاد

(ا)۔عباس الاکبر۔(ب)۔عثمان۔(ج)۔جعفر۔(د)۔عبداللہ۔ یہ چاروں کربلا میں شہید ہوئے۔

(5)۔ حضرت اُم ولد سے اولاد

(ا)۔محمد الاصغر۔

(6)۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے اولاد

(ا)۔یحییٰ۔(ب)۔عون۔

(7)۔ حضرت اُم حبیب الصہباء سے اولاد

(ا)۔عمر الاکبر۔(ب)۔رقیہ۔

(8)۔ بنت ابی العاص سے اولاد

(ا)۔محمد الاوسط۔

(9)۔ اُم سعد بنت عروہ بن مسعود سے اولاد

(ا)۔اُم الحسن۔(ب)۔رملۃ الکبریٰ۔

رضی اللہ عنہم اجمعین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆......☆......☆

Islam The World Religion

باب سوم

حسنِ توفیق دراثباتِ

نعرہِ تحقیق

Islam The World Religion

حسنِ توفیق در اثباتِ نعرہِ تحقیق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ!

خلفائے اربعہ قرآن میں

نعرہِ تحقیق حق چار یار کے جواز پر ہر اس دلیل سے استدلال کرنا درست ہے جس میں خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان کی طرف امتیازی اشارہ یا ان کی تصریح موجود ہو۔ مثلاً

(1)۔ سورۃِ نور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ الآیۃ (النور:۵۵)۔

ترجمہ: اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، کہ انہیں ضرور بضرور زمین میں خلافت بخشے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قَالَ الضَّحَّاکُ: ھٰذِہِ الۡاٰیَۃُ تَتَضَمَّنُ خِلَافَۃَ اَبِیۡ بَکۡرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثۡمَانَ وَ عَلِیٍّ لِاَنَّھُمۡ اَھۡلُ الۡاِیۡمَانِ وَ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ، وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: اَلۡخِلَافَۃُ بَعۡدِیۡ ثَلٰثُوۡنَ (تفسیر البحر المحیط جلد ۶ صفحہ ۴۷۰)۔

ترجمہ: حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں ابوبکر عمر عثمان اور علی کی خلافت داخل ہے اسلیے کہ یہ لوگ اہلِ ایمان تھے اور انکے اعمال صالح تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔

امام بغوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: وَفِی الۡاٰیَۃِ دَلَالَۃٌ عَلٰی خِلَافَۃِ الصِّدِّیۡقِ، وَاِمَامَۃِ الۡخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیۡنَ، آگے وہی حدیثِ سفینہ نقل کرتے ہیں اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ تیس سالوں کو چار خلفاء پر تقسیم کرکے دکھاتے ہیں (تفسیر بغوی جلد ۳ صفحہ ۳۱۱)۔

Islam The World Religion

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قَالَ عُلَمَائُنَا هٰذِهِ الآيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ (تفسیر قرطبی جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)۔

ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت خلفائے اربعہ کی خلافت پر دلیل ہے۔اس کے بعد امام قرطبی حدیثِ سفینہ نقل کرتے ہیں اور تیس سال کے عرصہ کو چار خلفائے راشدین پر تقسیم کرتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَثَبَتَ بِهٰذَا صِحَّةُ اِمَامَةِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَ بَطَلَ قَوْلُ الرَّافِضَةِ الطَّاعِنِيْنَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ، وَ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلِ الْخَوَارِجِ الطَّاعِنِيْنَ عَلٰى عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۱۴)۔

ترجمہ: اس آیت سے چاروں خلفاء کی خلافت صحیح ثابت ہوئی اور رافضیوں کا قول باطل ثابت ہوا جو ابوبکر وعمر وعثمان پر طعن کرتے ہیں، اور خوارج کا قول بھی باطل ثابت ہوا جو عثمان وعلی پر طعن کرتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ: قَدْ وُجِدَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ عَلَى الْوَلَاءِ، وَهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ یعنی ان میں سے چار زینتِ مسندِ خلافت ہوئے اور وہ ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۱۳)۔

(2)۔ سورۃ فتح کی آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الآیۃ کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ: بعض مفسرین نے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد ابوبکر صدیق، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد عمر بن خطاب، رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے مراد عثمان بن عفان اور تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد علی بن ابی طالب لی ہے الخ۔ آگے لکھتے ہیں: اَخْرَجَ شَطْأَهٗ سے ابوبکر مراد ہے، فَاٰزَرَهٗ سے عمر، فَاسْتَغْلَظَ سے عثمان اور فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ سے علی مراد ہیں (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۲)۔

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عَنْ عِكْرَمَةَ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ بِاَبِىْ بَكْرٍ فَاٰزَرَهٗ بِعُمَرَ فَاسْتَغْلَظَ بِعُثْمَانَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ بِعَلِیٍّ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی حضرت عکرمہ تابعی فرماتے ہیں کہ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ کا کام ابوبکر سے لیا گیا، فَاٰزَرَهٗ کا کام عمر

Islam The World Religion

سے، فَاسْتَغْلَظَ کا کام عثمان سے اور فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ کا کام علی سے لیا گیا رضوان اللہ علیہم اجمعین (تفسیر مدارک علی الخازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۲)۔

(3)۔ سورۃ النساء آیت ۶۹ میں اللہ کریم جل شانہ کے فرمان اَلنَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ کے تحت علماء نے انہی چار خلفاء راشدین کو بطور خاص ذکر کیا ہے۔

قَالَ عِكْرَمَةُ : اَلنَّبِيُّوْنَ هٰهُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ ، وَالصِّدِّيْقُوْنَ اَبُوْبَكْرٍ ، وَالشُّهَدَآءُ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، وَالصّٰلِحُوْنَ سَائِرُ الصَّحَابَةِ (بغوی جلد ا صفحہ ۵۵۹، خازن جلد ا صفحہ ۴۰۱، قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۶۱ واللفظ للبغوی)۔

ترجمہ: النبیین سے یہاں مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، الصدیقین سے مراد ابوبکر ہیں، اور الشہداء سے مراد عمر عثمان اور علی ہیں اور الصالحین سے مراد تمام صحابہ ہیں۔

بعض نے سَائِرُ الصَّحَابَةِ کی جگہ صَالِحُوْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ لکھا ہے یعنی امتِ محمدیہ کے تمام صالحین (البحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۱۱)۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اسی آیت کے تحت چاروں خلفائے راشدین کا ذکر کیا ہے اور انہیں اپنے اپنے طبقے کا قطبِ مدار قرار دیا ہے (تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)۔

خلفائے اربعہ احادیث میں

احادیث شریفہ میں بھی ان چاروں خلفاء کے اسماءِ گرامی جداگانہ اور امتیازی طور پر مذکور ہیں اور اَرْبَعَةٌ کی تصریح بھی موجود ہے۔

(1)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں (بخاری

Islam The World Religion

:۱۷۶۳، ابوداؤد: ۴۶۲۹)۔

(2)۔ عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ اَبَا بَكْرٍ، زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَاَعْتَقَ بِلَالاً مِنْ مَّالِهٖ، رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرّاً، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ، رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ، رَحِمَ اللهُ عَلِيّاً، اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ (ترمذی: ۳۷۱۴)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دار الہجرت تک اٹھا کر لایا، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

(3)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ اللهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاخْتَارَ لِيْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيّاً فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِيْ وَفِيْ اَصْحَابِيْ كُلِّهِمْ خَيْرٌ (مجمع الزوائد: ۱۶۳۸۳، الشفاء ۲/ ۴۲، الریاض النضرۃ ۱/ ۴۷)۔ الحدیث حسن

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور ان میں سے چار کو میرے لیے چنا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ یہ میرے صحابہ میں سب سے افضل ہیں، اور میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہے۔

(4)۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَاۗءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا قَلْبُ مُؤْمِنٍ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ یعنی ان چار کی محبت ایمان والا دل ہی اپنے اندر جمع کرے گا ابوبکر عمر عثمان اور علی (فضائل الصحابۃ امام احمد بن حنبل: ۶۷۵)۔

(5)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے حوض کے چار کونے ہیں: ایک کونہ ابوبکر کے

Islam The World Religion

پاس، دوسرا عمر کے پاس، تیسرا عثمان کے پاس اور چوتھا علی کے پاس ہوگا۔ جس نے ابوبکر سے محبت کی اور عمر سے بغض رکھا، اسے ابوبکر نہیں پلائے گا۔ جس نے عمر سے محبت کی اور ابوبکر سے بغض رکھا اسے عمر نہیں پلائے گا۔ جس نے عثمان سے محبت کی اور علی سے بغض رکھا اسے عثمان نہیں پلائے گا اور جس نے علی سے محبت کی اور عثمان سے بغض رکھا اسے علی نہیں پلائے گا (اسنی المطالب صفحہ 88، نور الابصار فی مناقب آلِ بیت النبی المختار صفحہ 13)۔ ضعیف

(6)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ اَبِي بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِداً مِّنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً وَلَا زَكَاةً وَلَا صَوْماً وَلَا حَجًّا ، وَيُحْشَرُ مِنْ قَبْرِهٖ اِلَى النَّارِ (طبقاتِ حنابلہ جلد 2 صفحہ 82، نور الابصار صفحہ 13)۔ صحیح

ترجمہ: بے شک اللہ نے تم لوگوں پر ابوبکر، وعمر، عثمان اور علی کی محبت فرض کی ہے جیسا کہ تمہارے اوپر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض کیے ہیں۔ جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج قبول نہیں کرے گا، اور اپنی قبر سے جہنم کی طرف اٹھایا جائے گا۔

(7)۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دیہاتی صحابی سے اونٹ ادھار خریدا۔ جب وہ صحابی سودا کر کے باہر نکلے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ سے پوچھو کہ اگر آپ کا وصال ہوجائے تو رقم کس سے لوں؟ وہ دیہاتی واپس گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے لے لینا۔ جب باہر نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر پوچھو کہ اگر ابوبکر کی وفات ہوجائے تو پھر کس سے لوں؟ وہ واپس گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر سے لے لینا۔ جب باہر نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر پوچھو کہ اگر عمر کی وفات ہوجائے تو پھر کس سے لوں؟ وہ واپس گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عثمان سے لے لینا۔ جب باہر نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر پوچھو کہ اگر عثمان کی وفات ہوجائے تو پھر کس سے لوں؟ وہ واپس گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے لے لینا جس نے تمہیں واپس بھیجا ہے (کتاب الفتن صفحہ 69)۔ ضعیف

(8)۔ حدیث شریف میں ہے کہ: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ یعنی تم

Islam The World Religion

پر لازم ہے کہ میری سنت پر چلو اور خلفائے راشدین کی سنت پر چلو (ابوداؤد: ۴۶۰۷، ترمذی: ۲۶۷۶، ابن ماجہ: ۴۲)۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن عربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں: وَ هُمُ الْاَرْبَعَةُ بِاِجْمَاعٍ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ وَ هُمُ الَّذِيْنَ اَنْفَذَ اللهُ فِيْهِمْ وَعْدَهٗ یعنی اس پر اجماع ہے کہ خلفائے راشدین سے مراد چار ہیں: ابوبکر و عمر و عثمان و علی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا والا وعدہ نافذ فرمایا ہے (عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح ترمذی جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۶)۔ امام نووی لکھتے ہیں: يُرِيْدُ الْاَرْبَعَةَ وَ هُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ یعنی آپ ﷺ کی مراد چار ہیں ابوبکر عمر عثمان اور علی (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۸۱)۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قِيْلَ هُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: اَلْخِلَافَةُ بَعْدِيْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ، وَ قَدِ انْتَهٰى بِخِلَافَةِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ یعنی کہا گیا ہے کہ خلفائے راشدین سے مراد خلفائے اربعہ ہیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ اور خلافت علی کرم اللہ وجہہ پر انتہا پذیر ہوگئی (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مراد بخلفائے راشدین خلفائے اربعہ داشتہ اند یعنی علماء نے خلفائے راشدین سے مراد خلفائے اربعہ لی ہے (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)۔

نہج البلاغہ سے واضح تائید

خلفائے اربعہ کی اصطلاح کی زبردست تائید نہج البلاغہ سے بھی ہوتی ہے۔ اس کتاب میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ قول موجود ہے کہ: اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ یعنی میرے ہاتھ پر انہی لوگوں نے

Islam The World Religion

بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر وعمر وعثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اسی غرض سے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس غرض سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی (نہج البلاغہ مکتوب رقم: ۶ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ قم)۔

گن لیجیے، اس مکتوب میں صرف چار خلفاء کی خلافتِ حقہ پر بات ہو رہی ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پہلے تین خلفاء کی خلافت کو اپنی چوتھی خلافت کے حق ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ نتیجہ وہی نکلا: حق چار یار

خلفاء کے اربعہ ہونے پر امت کا اجماع

حدیث شریف عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ کی شرح میں حافظ ابن عربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں: وَ هُمُ الْاَرْبَعَةُ بِاِجْمَاعٍ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ وَ هُمُ الَّذِيْنَ اَنْفَذَ اللّٰهُ فِيْهِمْ وَعْدَهٗ یعنی اس پر اجماع ہے کہ خلفائے راشدین سے مراد چار ہیں ابوبکر وعمر وعثمان وعلی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا والا وعدہ نافذ فرمایا ہے (عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح ترمذی جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۶)۔

علماء کے اقوال

حدیث کی ہر کتاب میں ان چاروں خلفائے راشدین کا بالترتیب ذکر موجود ہوتا ہے۔
عقائد کی ہر کتاب میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر سے لے کر امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام مجددین ومحققین کا یہی طرزِ تحریر ہے۔

بعض کتابوں میں خلفائے اربعہ کے نام سے عنوان موجود ہے۔ مثلاً: امام نسائی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب السنن الکبریٰ میں یہ باب قائم کیا ہے: ابو بکر و عمر و عثمان و علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

پھر اس میں یہ حدیث لکھتے ہیں کہ: اَلْخِلَافَةُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكاً بَعْدَ ذَالِكَ قَالَ: فَحَسِبْنَا فَوَجَدْنَا اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيّاً یعنی میرے بعد

Islam The World Religion

خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہی ہوگی، راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو ہم نے ابوبکر عمر عثمان اور علی کو پایا (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۴۷)۔

امام ابن ابی عاصم علیہ الرحمہ نے اپنی حدیث کی کتاب السنہ میں یہ باب قائم کیا ہے: بَابٌ فِیْ ذِکْرِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ اَئِمَّةِ الْعَدْلِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَیْهِمْ (السنۃ لابن ابی عاصم جلد ۲ صفحہ ۶۰۷)۔

الریاض النضرۃ صفحہ ۴۷ پر باب ہے: اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِیْمَا جَاءَ مُخْتَصًّا بِالْاَرْبَعَةِ الْخُلَفَآءِ۔ اسی باب میں اَفْضَلِیَّةُ الْاَرْبَعَةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ کا عنوان ہے (صفحہ ۵۷)۔ ذِکْرُ ثَنَاءِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَی الْاَرْبَعَةِ (صفحہ ۵۷)۔ ذِکْرُ ثَنَاءِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ عَلَی الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ (صفحہ ۵۹)۔ ذِکْرُ مُوَافَقَةِ الْاَرْبَعَةِ نَبِیَّ اللهِ ﷺ فِیْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ (صفحہ ۶۰)۔

عقیدہ طحاویہ میں ہے کہ: اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہم وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَ الْاَئِمَّةُ الْمَهْدِیُّوْنَ یعنی ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اور یہ خلفائے راشدین ہیں اور ائمہ مہدیین ہیں (عقیدہ طحاویہ صفحہ ۱۵)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قَالَ اَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِیُّ اَصْحَابُنَا مُجْمِعُوْنَ عَلٰی اَنَّ اَفْضَلَهُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ عَلَی التَّرْتِیْبِ الْمَذْکُوْرِ یعنی ابومنصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ میں افضل چاروں خلفاء مذکورہ ترتیب کے مطابق ہیں (شرح نووی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)۔

امام کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: فَضْلُ الصَّحَابَةِ الْاَرْبَعَةِ عَلٰی حَسْبِ تَرْتِیْبِهِمْ فِی الْخِلَافَةِ یعنی چاروں صحابہ کی افضلیت انکی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے (مسایرہ صفحہ ۲۵۷)۔ اَلْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ یعنی چاروں خلفاء (مسامرہ صفحہ ۲۵۷)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں: چہار یار با صفا کہ خلفائے راشدین و جانشین مصطفی اند ﷺ و رضی اللہ عنہم فاضل ترین اصحاب و نزدیک ترین احباب اویند یعنی چار یار باصفا جو خلفائے

Islamic The World Religion

راشدین ہیں اور جانشین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تمام صحابہ میں سب سے افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احباب میں سے سب سے زیادہ نزدیک ہیں (تکمیل الایمان از شیخ محقق صفحہ ۵۵)۔

حضرت علامہ عبدالرحمن بن محمد العماد رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''ہدیۃ ابن عماد'' میں لکھتے ہیں: لَا سِیَّماً الْخُلَفَآءُ الْاَرْبَعَۃُ الرَّاشِدُوْنَ یعنی خصوصاً چار خلفائے راشدین (ہدیۃ ابن عماد مع شرح نہایۃ المراد صفحہ ۹)۔

امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۹)۔ نیز لکھتے ہیں:

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

صوفیاء کے اقوال

حضرت شیخ ابوسعید عبدالملک بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۷ھ نے ایک باب قائم کیا ہے: بَابٌ فِیْ ذِکْرِ الصِّدِّیْقِ، وَالْفَارُوْقِ، وَذِی النُّوْرَیْنِ وَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَاقْتِدَآءِ ھٰذِہِ الطَّآئِفَۃِ بِھِمْ یعنی ابوبکر صدیق، فاروق، عثمان اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا باب اور تمام صوفیاء کا انہی کا اتباع کرنا (تہذیب الاسرار فی اصول التصوف صفحہ ۲۰۱)۔

اس کے بعد یہ باب قائم کرتے ہیں: بَابُ فُصُوْلٍ مِنَ الْکَلَامِ تَشْتَمِلُ عَلٰی ذِکْرِھِمْ مَعاً یعنی یہ باب ان بیانات پر مبنی ہے جن میں ان چاروں کا ذکر اکٹھا ہے (تہذیب الاسرار صفحہ ۲۰۵)۔ اس باب میں کثیر آثار و اقوال موجود ہیں جن میں انہی چار کا ذکر ہے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: اَلْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَۃُ الْاَخْیَارُ وَ اَفْضَلُ الْاَرْبَعَۃِ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہم وَلِھٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعَۃِ الْخِلَافَۃُ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۵۸)۔

ترجمہ: خلفائے راشدین چار افضل شخصیات ہیں، اور ان چاروں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اور ان چاروں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت تیس سال ہے۔

Islam The World Religion

نیز آپ سیدنا امام جعفر صادق سے پوری سند سلسلۃ الذہب کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الآیۃ میں وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد ابوبکر صدیق، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد عمر بن خطاب، رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے مراد عثمان بن عفان اور تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد علی بن ابی طالب لی ہیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۵)۔

سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے بچشم سر عالم ظاہر میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجسم اطہر بمع چہار یار کبار ۶، ۷ محرم کی درمیانی رات کو اس دروازے سے گزرتے دیکھا (مہرِ منیر صفحہ ۴۳۰)۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عزیز من! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چاروں خلیفہ اپنی تمام کاملیت کے ساتھ خلفاءِ راشدین، خلفائے برحق اور براصل ہیں۔ یہ چاروں ہی اس کا حق رکھتے تھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسندِ خلافت پر یکے بعد دیگرے بیٹھیں، چنانچہ وہ نبوت کی مسندِ خلافت پر بیٹھے۔ خاقانی کہتے ہیں:

ہر چار، چار حدِّ بنائے پیمبر یست ‏ ‏ ہر چار، چار عنصرِ ارواحِ انبیاء

بے مہرِ چار یار، دریں پنج روز عمر ‏ ‏ نتواں خلاص یافت ازیں شش درِ فنا

ترجمہ: یہ چاروں پیغمبری کی عمارت کی چار حدیں ہیں، یہ چاروں ارواحِ انبیاء کے چار عنصر ہیں، ان چاروں کی محبت کے بغیر اس پنج روزہ زندگی میں، اس فنا کی چھ جہات سے نجات حاصل نہیں ہوسکتی (سبع سنابل اردو صفحہ ۷۷)۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: از مذہب رفاض و از ملت خوارج بیزارم، من کہ سنی دوستدارِ چہار یارم یعنی میں روافض اور خوارج کے مذہب و ملت سے بیزار ہوں، میں سنی ہوں اور چار یاروں سے دوستی رکھتا ہوں (عقل بیدار صفحہ ۲۴۶ مصنف حضرت سلطان باہو قدس سرہ)۔

سلطان صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: جاننا چاہیے کہ عالم فاضل، شیخ المشائخ، غوث قطب اور فقیر درویش کہلانا آسان ہے لیکن حقیقی مومن مسلمان بننا نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ قادری مومن مسلمان وہ ہے جو اہلِ سنت و جماعت ہو، مذہب حنفیہ پر ہو، اور چار یار کا دوست

Islam The World Religion

ہو، باطن میں مست ہو اور شریعت میں ہوشیار ہو (نور الہدیٰ کلاں صفحہ ۴۴۰)۔

صوفیائے کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے کہ اپنے مریدین کو فنا فی اللہ کے فوراً بعد چار یار کی مجلس میں بٹھا کر انہیں فیضیاب کرتے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت پیر سائیں محمد یاسین راشدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: مجلس نبوی کی چار یاروں کے ساتھ اس طرح فکر کرے کہ اخفیٰ میں نورِ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے، اور لطیفہ خفی میں نور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور لطیفہ سری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور لطیفہ روحی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور لطیفہ قلبی میں نور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و وجوہ آلہ الکرام ورضی اللہ عنہ کا تصور کرے۔ اس مجلس کی فکر کا کمال یہ ہے کہ ان سب بزرگوں کو اکٹھا حاضر سمجھے (صراط الطالبین سندھی صفحہ ۵۷)۔

یہی بات حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے، لکھتے ہیں: جو کوئی شخص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے وجود پر چار ہستیوں کی نگاہ تاثیر کرتی ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے، جھوٹ اور منافقت اس کے وجود سے خارج ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب کے وجود سے نفسانی خواہشات کے خطرات ختم ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہو جاتے ہیں اور بے ادبی و بے حیائی ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے طالب کے وجود میں علم و ہدایت اور فقر پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کے وجود سے جہالت اور حبِ دنیا نکل جاتی ہے (کلیدِ جنت صفحہ ۱۱۴)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بار بار خلفائے اربعہ کا ذکر کرتے ہیں مثلاً فرماتے ہیں: خلفائے اربعہ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۵)۔ اور ایک جگہ یہاں تک لکھتے ہیں کہ: خلافت خلفاءِ اربعہ علیہم الرضوان بھی نص قرآنی سے ثابت ہے (تصفیہ صفحہ ۱۲)۔

بے شمار شعراء کی درسی کتابوں میں حمد و نعت کے بعد چار یار کی منقبت موجود ہوتی ہے۔ مثلاً نامِ حق، پند نامہ، بوستاں وغیرہ۔ نامِ حق میں ہے کہ:

دوست دارِ چار یارِ وے ایم

حتیٰ کہ ہند کے صوفی شعراء نے بھی یہی ترتیب رکھی ہے، حمد و نعت کے بعد منقبت چار

Islam The World Religion

یار۔ مثلاً سید وارث شاہ صاحب علیہ الرحمۃ حمد و نعت کے بعد لکھتے ہیں:

چارے یار رسول دے چار گوہر سبھے ہک تھیں ہک چڑھندڑے نی
ابوبکر عمر عثمان علی آپو اپنی گنڑیں سُہندڑے نی

حضرت میاں محمد بخش صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے
شان جنہاں دی ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اے
دوجا یار فاروق عمر سی عدل کیتا جس چھڑ کے
جس شیطان رجیم رلایا ، پنجے اندر پھڑ کے
شب بیدار غنی سی تریجا جامع جو قرآنی
عثمان ذوالنورین پیارا ، مہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی، خاصہ دل دا جانی
دُلدُل دا اَسوار علی ہے ، حیدر شیر حقانی

چار کا انکار خوارج نے کیا تھا

خوارج کہتے تھے کہ صرف تین خلفاء برحق ہیں اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں حدیث ہے کہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَفِينَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا ، ثُمَّ يَقُولُ سَفِينَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً ، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً . قَالَ سَعِيدٌ قُلْتُ لِسَفِينَةَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ ، قَالَ: كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ (ترمذی:2226، ابوداؤد:4646، مستدرکِ حاکم:4755)۔ الحدیث صحیح

ترجمہ: حضرت سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

Islam The World Religion

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر ملوکیت ہو جائے گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو سال شمار کر۔ اور عمر کی خلافت دس سال اور عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا یہ بنی مروان کی بکواس ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفینہ اور حضرت ابن عمر دونوں کی حدیثوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چار کا عدد مکمل کرے اور اسے درست مانتے ہیں **وَلَا نَعِيبُ مَنْ رَبَّعَ بِعَلِيٍّ** الخ (السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل:۱۲۷۶)۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل لکھتے ہیں: میں نے اپنے والد سے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے درمیان تفضیل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: **أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ اَلرَّابِعُ مِنَ الْخُلَفَاءِ** الخ یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور چوتھے خلیفہ علی ہیں۔ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلیفہ نہیں تھے، فرمایا: یہ قول برا ہے اور ردی ہے (السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل:۱۲۷۷)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی چوتھے نمبر پر خلافت حق ہے حق ہے

علماء نے صرف تین خلفاء کو ماننے والے خوارج کا رد کرنے کی غرض سے امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتھ **حَقًّا** کا لفظ لکھا ہے۔ جس سے حق چار یار کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔

مثلاً امام محمد بن خلال علیہ الرحمہ عنوان قائم کرتے ہیں: **تَثْبِيتُ خِلَافَةِ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ حَقًّا حَقًّا** یعنی امیر المومنین علی کی خلافت کو حقاً حقاً ثابت کرنا (السنۃ للخلال قول نمبر:۶۰۹)۔

تصوف کی معروف کتاب التعرف میں ہے کہ: **وَرَأَوا الْخِلَافَةَ حَقًّا وَ اَجْمَعُوا عَلٰى تَقْدِيمِ اَبِي بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ** رضی اللہ عنہم یعنی صحابہ نے خلافت کو حق

Islam The World Religion

جانا اور ابوبکر کو سب سے آگے سمجھنے پر متفق ہوئے پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر علی کو رضی اللہ عنہم (التعرف صفحہ ٦٢)۔

علامہ ابن ابی العز حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بَایَعَ النَّاسُ عَلِیًّا فَصَارَ اِمَاماً حَقّاً یعنی لوگوں نے علی کی بیعت کی لہٰذا آپ امام برحق ہو گئے (شرح العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ٨٢)۔

ان تمام عبارات میں لفظ: حق استعمال ہوا ہے، اس لفظ پر غور کریں، آپ کا دل پکارے گا: حق چار یار۔

خلفائے اربعہ اہلِ سنت کی پہچان

امامِ اعظم علیہ الرحمہ نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ مِنۡ عَلَامَاتِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ اَنۡ تُفَضِّلَ الشَّیۡخَیۡنِ وَ تُحِبَّ الۡخَتَنَیۡنِ یعنی اہلِ سنت کی پہچان یہ ہے کہ شیخین کو افضل مانو اور ختنین سے محبت کرو۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد ا صفحہ ٤٦، شرح عقائد نسفی صفحہ ١٥٠، تکمیل الایمان صفحہ ٧٨، نبراس صفحہ ٣٠٢، شرح فقہ اکبر صفحہ ٦٣، فتاویٰ رضویہ جلد ٩ صفحہ ٦١، البحر الرائق جلد ا صفحہ ٢٨٨، بنایہ جلد ا صفحہ ١٤٦)۔

شیخین اور ختنین کو جمع کریں تو چار بنتے ہیں اور اس قاعدے میں صرف انہی چار کا ذکر ہے پانچویں ہستی کا ذکر نہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ شیخین کی افضلیت یا ختنین کی محبت میں سے کسی ایک کا انکار بھی حق نہیں، ان چاروں کو بطریق مذکور ماننا حق ہے، حق چار یار کے نعرے میں اسی بات کا اعلان موجود ہے جو اہلِ سنت کی علامت ہے ورنہ سنیت کی علامت چھن جائے گی اور سنیت سے خروج لازم آئے گا۔

اباحتِ اصلیہ کے قاعدے سے نعرہ تحقیق کا جواز

اہلِ سنت کے نزدیک اصل اباحت ہے۔ جب تک کسی کام سے شریعت نے منع نہ کیا ہو وہ مباح ہوتا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جس کی روشنی میں اہل سنت اپنی بے شمار دینی باتوں کا جواز ثابت کرتے ہیں جیسے محفلِ میلاد میں شیرینی بانٹنا، اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا، قرآن

Islam The World Religion

شریف چھاپنا وغیرہ۔ اسی قاعدے سے نعرہِ تحقیق ،نعرہِ صدیقی ،نعرہِ فاروقی ،نعرہِ عثمانی ،نعرہِ حیدری، نعرہِ غوثیہ، پیر صاحب اور حضرت علامہ کا نعرہ سب جائز ہیں۔ اور اگر ایک کو ناجائز کہا جائے تو باقی سب کو بھی ناجائز کہنا پڑے گا۔

حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ کی شرح میں علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَيْسَ مَعْنَاهُ اِنْتِفَاءُ الْخِلَافَةِ عَنْ غَيْرِهِمْ لِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ اِثْنَىْ عَشَرَ خَلِيْفَةً وَ اِنَّمَا الْمُرَادُ تَفْخِيْمُ اَمْرِهِمْ وَ تَصْوِيْبُ رَأْيِهِمْ وَ الشَّهَادَةُ لَهُمْ بِالتَّفَوُّقِ فِيْمَا يَمْتَازُوْنَ بِهٖ عَنْ غَيْرِهِمْ الخ یعنی خلفائے راشدین سے مراد ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین، اسکا معنی یہ نہیں کہ انکے علاوہ دوسروں کی خلافت کی نفی ہو جائے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بارہ خلیفے ہوں گے۔ بلکہ اس سے مراد انکے معاملے کی عظمت اور انکی رائے کا صحیح ہونا اور انکے رتبے کی بلندی ہے جسکی وجہ سے وہ دوسرے صحابہ سے ممتاز ہیں (شرح الطیبی علیٰ مشکوٰۃ المصابیح جلد ا صفحہ ۳۳۰)۔

حصر کے اعتراض کا جواب

باقی رہا یہ سوال کہ حق چار یار کے نعرے میں خبر کا تقدم حصر کا فائدہ دیتا ہے جس سے باقی صحابہ کے حق پر ہونے کی نفی ہو جاتی ہے، تو اس کا جواب دیکھیے۔

(1)۔ یہ ایک عجمی جملہ ہے جسے عربی بلاغت کے معیار پر کس دینا درست نہیں، بلکہ لفظ نعرہ ہی فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس طرح کے کئی دوسرے جملے اہل سنت میں رائج ہیں اور ان سے کوئی حصر مراد نہیں لیتا۔ مثلاً بعض نقشبندی لوگ ''حق اللہ'' کی صدا بلند کرتے ہیں، بعض شہروں میں ''حق نبی'' پکارا جاتا ہے، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے کے لوگ ''حق باہو'' پکارتے ہیں، چشتی حضرات ''حق فرید'' پکارتے ہیں، سرحد میں حضرت اخوند پنجو بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ''حق پنجو'' کا نعرہ لگاتے ہیں، یہ سب لوگ باقی ہر کسی کے حق پر ہونے کی نفی نہیں کر رہے ہوتے۔

(2)۔ قصر کے اس قاعدے کو بعض اہل بلاغت تسلیم ہی نہیں کرتے اور جو علماء اس قاعدے کو

Islam The World Religion

تسلیم کرتے ہیں وہ اسے قاعدہ کلیہ نہیں سمجھتے۔ حقیقت بھی یہی ہے مثلاً: اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں حصر مانا جائے تو استمداد مجازی کی نفی ہوجائے گی، وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ میں حصر مانا جائے تو دیگر عقائد کی نفی ہوجائے گی، اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ الآیۃ میں اِنَّمَا کے ہوتے ہوئے بھی حصر نہیں مانا گیا ورنہ باقی ہر چیز حلال قرار پائے گی۔

(3)۔ حق کا لفظ پہلے رکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حق صرف انہی چار میں محصور ہے، خلفائے اربعہ افضلیت کی ترتیب میں برحق ہیں اور خلفائے اربعہ خلافت کی ترتیب میں بھی برحق ہیں، یہ قصرِ قلب کہلاتا ہے۔

(4)۔ اگر اس کی جگہ حق سب یار کہا جائے یا حق پنج یار کہا جائے تو پھر بھی خبر مقدم ہی رہے گی اور آپ کا اعتراض اس پر بھی قائم رہے گا۔

(5)۔ اگر آپ کو خبر کا تقدم گوارا نہیں تو چلیے آپ حق چار یار کی بجائے ''چار یار حق'' کہہ لیا کریں، نیت کی خیریت سامنے آجائے گی۔

حضرت مولانا عطاء محمد صاحب بندیالوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابھی نام نہاد مفتی کے اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے ہوں گے کہ اہلِ سنت یہ نعرہ لگاتے تھے، نعرۂ تحقیق حق چار یار۔ اور یہ نعرہ اہل سنت کی علامت تھی لیکن مفتی مذکور یہ نعرہ لگانے سے منع کرتا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہ باطن رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر بظاہر اہلِ سنت کہلاتا ہے، مفتی مذکور کی منعِ نعرہ پر دلیل یہ ہے کہ اس نعرہ سے یہ لازم آتا ہے کہ چار یار کے سوا کوئی صحابہ حق پر نہیں، اس جاہل مفتی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تب لازم آتا، جب اس نعرہ میں حصر کا کلمہ ہوتا، مثلاً یوں ہوتا کہ نہیں حق مگر چار یار، یا یہ ہوتا کہ حق پر صرف چار یار ہیں، حالانکہ اس نعرہ میں حصر کا ایسا کوئی کلمہ نہیں۔ علم اصول میں ہے کہ محض کسی کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی، اس نعرہ کا تو صرف یہ معنی ہے کہ چار یار حق پر ہیں، دوسرے اصحاب کے حق پر ہونے کی نفی نہیں ہے، اگر اس جاہل مفتی کی منطق تسلیم کرلی جائے تو مفتی جب یہ کلمہ پڑھتا ہے (محمد رسول اللہ) تو لازم آئے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواء کوئی رسول اللہ نہیں ہے، تو اب مفتی اپنی اس منطق کے لحاظ سے دائرۂ اسلام سے

Islam The World Religion

خارج ہو گیا، ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے، لہٰذا نعرۂ تحقیق حق چار یار سے کوئی منافق رافضی ہی منع کرے گا، بلکہ اس نعرہ کا مرتبہ نعرۂ حیدری اور نعرۂ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے (سیف العطاء صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆......☆......☆

Islam The World Religion